... رہی تا بھی مدت ... شامل رہا حضرت مخبر شعرای زبان اوستاد مسلم الثبوت
غلام ہمدانی المتخلص بہ مصحفی سکے اس فن خاص مین شاگرد ہوسے مگر
... صاحب موصوف دو تین برس مین دار فانی سے طرف عالم بقا کی
... سے لے سگے اگرچہ یہ فن نہایت مشکل تہا لیکن بسبب اپنے کمال اور مہارت
ایسی مشق فرمائی کہ لاجواب ہوئی شعر ہر کار سے کہ ہمت بستہ گردد
... بود گلدستہ گردد ۞ اور تین جگہ ملازم ہوئے آٹھ برس صدر امانت مین
رہے اور ہزارون فیصلے اپنے قلم سے لکھے اور ساتھ ہی چار برس میر منشی کچہری
... عہد خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان سکندر حشم دارا جم ...
علی شاہ بادشاہ طاب ثراہ مین رہے انتظام کواغذ سلطنت اودہ انہین
... پذیر تہا اور چار برس مصاحب حضرت ظل اللہ خاقان جہان پناہ دارا حشم
... خدم سکندر شوکت دارا سطوت مربع نشین چار بالش ہمت و مروت
... شاہوار تاج شاہی درة التاج صاحب کلاہی عالی جاہ جہان پناہ حضرت
... علی شاہ بادشاہ ابد اللہ ظلال احساناتہ علی رؤس العالمین سکے رہتے
... کچہری خاص سلطانی با بنام انکے رہی تصنیفات مین دو دیوان بزبان
... ایک مسمی بہ گلستان سخن دوسرا مسمی بریاض مصنف اور ایک
... فارسی مسمی بہ گلشن تعشق چہپ چکے ہین مشہور انام زبان زد خاص و عام
... اور ایک دیوان بزبان اردو یہ اب طبع ہوا اور ایک دیوان مسمی بہ گلدستہ
... منقبت ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام مین سے ہے وہ بہی چہپ چکا
... مثنویون مین مثنوی مسمی بمعارج الفضائل معجزات چہاردہ معصوم علیہم السلام

کہ ابن سید محمد علی ابن سید مولوی محمد معین الدین ابن محمد صالح الملقب کروری
کے ہیں کمالات انکے اور مقدور آبا و اجداد کے اظہر من الشمس اور ابین من الامس
ہیں چنانچہ سید صالح کروری شاہ دہلی کی سرکار میں بہت ممتاز رہتے تھے سب اہلکاروں میں
سرفراز رہتے تھے مولد انکا قصبہ امیٹھی متعلقہ پرگنہ گوشائیں گنج ہے کہ پرگنات ملک اودھ
سے ہے بزرگ انکے سب عالم و فاضل اور عہدہ دار سرکار شاہی رہے اور
ریاست دیہات اور معافی وغیرہ بیشمار رکھتے تھے اور یہ اولاد حضرت عباس
علمبردار لشکر خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثناء ابن علیؑ ابن ابی طالب اسد اللہ الغالب
ابو الحسن قاتل الکفرہ یعنی سیدنا و مولانا امیر المومنین علیہ السلام سے ہیں
بارہ برس کی عمر سے اپنے ننہال میں شیخ راؤگاں شہر لکھنؤ میں بیاہ آئے اور
تحصیل علوم میں مصروف رہے تمام کتب درسیہ اور غیر درسیہ فارسیہ اپنے والد بزرگوار
یعنی جناب سید محمد علی صاحب مغفور سے پڑھیں چنانچہ آج ہندوستان میں
ایسا فارسی داں کم ہے اور پانچ برس تک کامل ایام فرصت میں درس ہی کتب
متداولہ فارسی کا دیا کئے اور طالب علموں کو اپنے فیض عام سے فیضیاب کیا کئے
یہ تو حال علم فارسی کا بیان ہوا اور کتب عربیہ صرف و نحو و منطق و فلسفہ و حکمت
و حساب و معانی و بیان وغیرہ حضرات علماء فرنگی محل سے کہ جنکے کمالات علمی مشہور
عالم ہیں اور اپنے عم بزرگوار جناب مولوی سید علی صاحب مرحوم مغفور سے کہ عالم کامل
تھے تحصیل کیں بعد ازاں تحصیل علم فقہ و اصول کی جناب میرزا کاظم علی صاحب
شاگرد رشید جناب غفرانمآب اعنی مولوی سید دلدار علی صاحب مجتہد العصر والزمان
سے اور انکے شاگرد جناب میر ہاشم علی صاحب سے کی او جو داں اشعار

تیزی جو زبان کی ہو اظہار	کٹ جائین جیاسی شعر اغیار
جیسی یہ ہوئی ہین سحر پرداز	ہین اہل سخن کو ناز پر ناز
صدقے ہے زبان پر فصاحت	قربان ہے بیان پر بلاغت
قدرت وہ خدائی کی ہے اداز	شاگرد ہی ایک جہان یہ اوستاد
وی حق نی وہ طبع فیض بنیاد	شاگرد جو ہو وہی ہی اوستاد

اگرچہ کوکہ طور سخن پر دعوای کلیم الٰہی ہے انکی شاگردی پر مباہی ہے کلام بلاغت نظام انکا اوسکو بمنزلۂ عصا ہی کہ لغزش سے زمین شعر مین بچاتا ہے سلیم کہ ایک شاعر نازک خیال ہے انہین کی خوشہ چینی سے صاحب کمال ہے اگر حق پوچھو بمقابلہ انکے اوسکو کچھہ خاک نہین آتا ہے ایسا مرتبۂ عالی سخنگوئی مین کون پاتا ہے

شعر

حافظ کو ہین یاد انکے اشعار	ہی طالب آسلے طلبکار

عرفی اگرچہ عرف مین مشہور ہے لیکن انکے آگے مُنہ کھولے کیا مقدور ہی جلال کی کہ دیوان پر اوسکے بڑے بڑے نازک خیالون کو ناز ہی یہ نسبت انکے کلام کی نسبت حقیقت و مجاز ہے کلام انکا پر از مضامین عجائب و غرائب ہے صائب کی ایسی کہان رائے صائب ہے شعر لوٹی جو ہو لذن باریابی ہا بجلی کیطرح دل سحابی جو کلام ہے وہ ایک معجزہ سخن ہے اگرچہ معجزہ نمائی سخن کہنا بجا ہے لیکن مجبوری ہے کہ خرق عادت بشری غیر امام نارو ا ہی کرامت پر محمول کرنا جا ہے الغرض ایسے صاحب ہنر عالی مقدار با وقار کو کہ کل علوم مین دخل رکھتے ہین خصوصاً اس فن مین اللہ تعالی سلامت با کرامت رکھے کہ چراغ ہند مین یہ عالی نسب بیٹی سید مدد علی

کسی کہ سینہ ما را بداغ مہر تو سوخت — بدشت طرح گلستان لالہ انداخت
ازان بدوست ہوا داری نسیم چو شمع — کہ بر دو شت عمارم نگر بلا انداخت
چو ترک چشم تو شد در صید جانب دشت — مرا ہوای ز لطف تیر بلا انداخت

اسیر شکوہ طرازم ز طالع مدعویش
کہ بر گرفت مرا از کجا کجا انداخت

خاتمۃ الطبع

نتیجہ طبع وقاد سخنور ہمتای شاعر پاک خیال سید فضل رسول خان بہادر عرف ظلی شاگرد تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ مصنف اس دیوان بلاغت نشان کے شاعر بے نظیر سحر بیان و خلاق اسیر جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ المتخلص اسیر ہیں شہرہ اوسکے فضل و کمال کا عام ہی سلاوستادی اوسکے نام سے تمام ہی ہزاروں عالم فاضل من خاص شاعری میں اوسے فیضیاب ہیں اور ترجمہ لسان سحر سمن اوسکے بحر دخار اوستادی ہی کامیاب ہیں بادشاہ ملک سخن کہ لقب فردوسی کا سزا ہے اگر اوسکو کہیں بجا ہے فی الحقیقت ایسا شاعر بے نظیر آج تک سنا دیکھا ہے نہ سنا ہی قلم جو کچہ اوکی مدح مین تحریر کرے زیبا ہے چنانچہ یہ اشعار اوسکے حسب حال ہیں —

اشعار

قصہ میں سوا شعر آیا — کیا کوس سخنوری بجایا
کرتی ہیں جو سیر طبع جولان — دم بھر میں ہی طی سخن کا میدان

سلامت خسرو عالم ہمیشہ
رہین سایہ مین اوسکی ہم ہمیشہ

دیا اللہ نے ایسا جو فرزند
کیا کرتے ہین فخر ادم ہمیشہ

در دولت پہ آتا ہی شب و روز
گدائی کی سے لئے حاتم ہمیشہ

زہی جرأت کہ زیر خاک اب بھی
لرزتا ہے دل رستم ہمیشہ

مگر کرتے ہی تقلید نم فیض
کہلاتی ہے جو گل شبنم ہمیشہ

پسین محبوب دم پر یونکی ٹھہرین
جوانی کا رہے عالم ہمیشہ

رہی فرمان دہ و جان بخش عالم
یہ یوسف رخ مسیحا دم ہمیشہ

ادب سے ابروی پر خم کی آگے
مہ نو کی سے ہے گردن خم ہمیشہ

رہے تا حشر بزم فیض آباد
پئیں مے خوار جام جم ہمیشہ

جہان روشن ہو اس سے قاف تا قاف
رہے یہ نیر اعظم ہمیشہ

بغل ہر دم نئی معشوق سی گرم
قمر سی مشتری باہم ہمیشہ

الٰہی کور بدبینون کی آنکھین
ہوا خواہو نکے دل خرم ہمیشہ

غزل

رخ تو حسن گل از خاطر صبا انداخت
قد تو سرو سرافراز از پا انداخت

برید سر بت دیر وز خوف رسوائی
تن مرا بدر ز خانہ خدا انداخت

بکوی زلف نہ جای سکون نہ پای گریز
فغان کہ بخت سیاہم درین بلا انداخت

رہین منت چشم تر خودم کہ ز اشک
بجیب من چہ گہرہای بی بہا انداخت

مرا ز پیرہن ننگ و عار بیرون کرد
کسے کہ بر رخ او پردۂ حیا انداخت

مرثیہ

قطعہ

تعریف شاہ وصف حیات امیر ہے
قطعہ ہمارا خلعت عید غدیر ہے

حق حق ہے یہ کلام یہ دعوی نہیں غلط
ابن علی یہ شاہ سلیمان سریر ہے

آئینہ دار حسن بہار چمن ہے گل
قطری میں ہی اصالت آب کثیر ہے

پیرو ہی اسکا پیرو یار وی مصطفےٰ
جس کا یہ دستگیر ہی حق دستگیر ہے

کہتا ہی روی صاف سے یہ آئینہ میں عکس
تو پادشاہ حسن تو مہ وزیر ہے

ہیں بسکہ یاد قامت بالا میں ہمسیج
سدرہ سے ہی بلند ہماری صفیر ہے

لکھا ہی اوسکی چہرۂ رنگیں کا کچھ جو وصف
آواز عندلیب قلم کی صریر ہے

چشمی میں جسی عکس نگیں ہی وہ چشم مست
جام حیات من سے خم غدیر ہے

سنتا ہوں ورشہ کی سمن دیکھتا ہوں رخ
کیا معمیہ فصل رب سمیع و بصیر ہے

روشن ہی اوسکی فیض سی اقلیم سلطنت
ہمت میں بی نظیر یہ در منیر ہے

آئی جو معرکہ میں ہی کھلم پیرو دار
بیٹھی جو محکمے میں عطارد دبیر ہے

لکھا ہی ہمی شاہ کی دہن رسا کا وصف
خامہ کڑی کمان کا گویا کہ تیر ہے

ہم کیا کہ دست فیض ہی جیسی گہر فشاں
ہر دم کشادہ دامن ابر مطیر ہے

کچھ احتیاج اوس سی نہیں ج سمال کی
ای دل وہ آپ واقف مافی الضمیر ہے

خورشید داغ حادثہ سی کچھ خطر نہیں
سر پر ہماری ظل صداہی غدیر ہے

یارب قوی ہو دوست کا دل ناتواں عدو
جبتک کہ عقل پیر جوان عقل پیر ہے

قطعہ

کردم بیان خواب چنین بی تلاش و فکر
تعبیر خواب من ز دلش بر زبان رسید

آگه نه که جمله جهان سبزه زار شد
آبی که رفته بود بجوی جهان رسید

شادی کن ای عزیز که مصر ست لکهنو
یوسف قریب شد خبر از کاروان رسید

خوابت مطابق ست که آمد مسیح عصر
گویا که جان تازه بجسم جهان رسید

آن حاکم عدالت و آن صاحب شرف
کز مدح او باوج سعادت توان رسید

از حادثات دهر سعادت نصیب خلق
تعویذ حفظ عالم و خط امان رسید

یاجوج فتنه را نشود دخل تا دگر
سد بست خود سکندر عالی مکان رسید

آفاق را ز مقدم او بسکه عید شد
از بهر تهنیت ملک از آسمان رسید

چشمی که بوسه داد بپایش فروغ یافت
شد سرفراز سر که بر آن آستان رسید

یکتای عصر حاتم دوران رفیع قدر
فرمان ده و دقیقه رس و نکته دان رسید

عالم فروز و صاحب انصاف و دادگر
با فتح همرکاب و ظفر توامان رسید

در علم و فضل همسر سحبان نزول کرد
در عدل و داد ثانی نوشیروان رسید

هر جا گل مراد چمن در چمن شگفت
آوازهٔ شکوه جهان تا جهان رسید

بر کرسی که او دم نصفت جلوس کرد
از اوج پایه اش بسر فرقدان رسید

هر ذره نور یافت که خورشید جلوه کرد
پیر سپهر گفت که بخت جوان رسید

گردی اگر بجلوه گهش خاست از هوا
ابر سیاه شد طرف آسمان رسید

وقت دعاست باز زبان وقف صد دعا
در گوش من ز غیب صدا این زمان رسید

کردم دعای شوکت و اقبال جاه و عمر
البته شد قبول مطلب توان رسید

با سخاوت تو دریا گهر و زید ... هرجا که آب گینه ماهی هست پر درم

چون حاتم ار دست ر مص تو جامه آتش ... هرکس که دوشت از غم آن سنگ بر شکم

مصروف در دعای دوام حیات تست ... شبها ندیمه بر همن تو تسبیح در حرم

لطف تو عام و خلق تو ملحق هر زبان ... حلم تو خاص و حلم تو بار مردم اهم

در عهد عصمت تو چنان راست شد جهان ... جز در شکنج زلف حسینان نماند خم

ترسید بسکه از دم شمشیر قهر تو ... پوشید درج حسود تو در پرده عدم

در وادی که نکهت لطفت بکشاد ورد ... آهو ز بوی شیر در آغوش کرد رم

سائل مراد دل بد در تو همت یافت ... لا زر دهان پاک بیاید بحر یم

هر صبحدم که شعل مسوحی کنی بصحر ... تخم آورد و دوش فلاطون و جام جم

روزی شود که بر اسپ فلک سیر اگر سوار ... بر برق ور قدان بخصد از حرمی قدم

و بر سایش که حلق جهین با کمال شد ... در چار خانه مسیح بد دارا شمار دم

بر چرخ تا چراغ و ورد لست قمر ... تا آفتاب هم بر دار نور صبحدم

بادا مدام باده عشرت بجام تو

از لطف جامس ساقی میخانه قدم

قصیده

دیدم بخواب شب که مسیح زمان رسید ... آمد صدای قم بتن مرده جان رسید

زین خواب خوش چو چشم گشادم بگوش من ... ناگه صدای نوبت دانگ ادان رسید

صبحی چو صبح دولت بیدار شد عیان ... سلطان شرق با علم زرفشان رسید

میک اختری که معر فستی وقت بافقیر ... از در چو مژده تهنیه ما دوان رسید

گم کرده ام طریق و زمن خضر بیخبر
کشتی شکسته لطمهٔ موج ست جوش غم

آخر چه کرده ایم قصور تو ای فلک
حق حق بگو ترا بمهر خود قسم

ما را بدرد هم ننوازی و رین عطش
در دست دیگران می صافست و جام جم

گفتم هزار بار و بگویم هزار بار
آخر ترحمی که نیم لایق ستم

بندی اگر چنین پی تخریب من کمر
نالم به پیش حاکم ذی قدر ذی حشم

آن حاکم رحیم که صیت عدالتش
از ملک هند شهرهٔ عام ست تا عجم

انصاف و فصل جمله قضایا بدست اوست
ذی فهم موشکاف سخندان هیچ دم

ای کلک ما بخدمت داور رسیده ایم
کن مطلعی بطرز مخاطب کنون رقم

مطلع ثانی

ای حاکم عدالت نوشیروان شیم
حکم تو در میانه هر خیر و شر حکم

بر رای مستقیم تو سهل ست و سهلتر
فصل مقدمات که امریست بس اهم

تقسیم جزو لایتجزی محال نیست
هنگام حرف چون فی ولبت و شود زهم

گویم چه شاه ملک معانی ترا بجاست
قرطاس تخت و طبل دولت و قلم علم

اهل قلم که دعوی تحریر میکنند
هستند سرنگون بحضور تو چون قلم

بیش و کم جهان که ز عدلت برابرست
اصلا تفاوتی نبود در حق و درم

سروی نبود در چمنستان مکرمت
تا رایت سپاه شکوهت نشد علم

در رزم و بزم همسر تو نیست هیچ کس
رستم دم شجاعت حاتم دم کرم

آیند بهر طوف حریم تو روز و شب
خورشید و ماه ساخته از فرق خود قدم

کیوان بپای قصر شکوهت نهد کلاه
گردون باستان رفیعت جبین بهم

آمد پسند خسرو لندن چو داشتش
او را درین دیار بدار المهام کرد

از بهر بند و بست او وه از سر کرم
قدرش بلند ساخت که قائم مقام کرد

او هم بلند نامی آقای خویش خواست
آبادی جهان ز ره انتظام کرد

کشت امید انفس و آفاق سبز شد
چون ابر نوبهار چنان فیض عام کرد

آورد در نگاه بیک دوره ملک را
دور قمر بگردشش چشمی تمام کرد

لکھو و بند و بست به تنصیف بلکه کم
حکام تحت خود همه را نیک نام کرد

تاریخ معدلت که دو جلد آمد از ازل
کسری یکی نوشت دگر این تمام کرد

حاتم بوقت همت و نوشیروان بعدل
رستم دمی که تیغ جدا از نیام کرد

دارا به فر و جاه و سکندر بمرتبت
تسخیر صد دیار بزور حسام کرد

روشن زمین درگه پاکش چنانکه چرخ
از خاک برد ذره و خورشید نام کرد

صد عقده را ز ناخن تدبیر حل نمود
در پیش هر مهم که شدش انتظام کرد

در منزلی که گشت فروکش دم سفر
گردون بسر دوید و طواف خیام کرد

راهب ز دیر آمد و شیخ از حرم رسید
روزی که حکم دخل بدربار عام کرد

قوم هنود رام مسلمان اطاعتش
واجب بخود چو روزه بماه صیام کرد

هر کس بعهد امن بخواب فراغت است
زان رو که در رفاه جهان اهتمام کرد

برخاست از عدالت او بسکه رسم ظلم
سنگ از برای صلح بمینا پیام کرد

گل ساخت غنچهٔ دل خلق از نسیم فیض
وز موج بوی خلق معطر مشام کرد

تبدیل ساخت رنج جهان کهن بعیش
گلنار جامهٔ فلک سبز فام کرد

هرچند انتقام جهان سست کار او
هم در دیار علم و هنر انتظام کرد

کہا دل نے کہ چل جلدی رواں ہو
کئی پیری بڑھی ہی موت جواں ہو

سفر کا ہو چکا ہے وقت ساماں
یہ ظاہر ہی کہ ہی مجبور انساں

کہا اطفال سے ہو کر یہ جو مار
جدا ہو نگی نہ ہم دامن سی زنہار

سبب یہ ہی کہ قبل اس سی کئی ماہ
عدم کو میری منکوحہ نی لی راہ

بہت کم سن ہیں جو باقی ہیں اطفال
کہ حالت سی ہمیں ہیں فارغ البال

کہا ہی عقد فرزند کلاں اب
خیال وحشت ہی ہر روز و ہر شب

ابھی دو وروں میں کتخدا ہوں ازو
کبھی ہمت راب آہیں زیادہ

یقیں ہی فضل سے اس حال سے
سبک ہو جاؤں اس بار گراں سے

علاوہ اسکی عارض ضعف پیری
عصا ہی بس خدا کی دستگیری

عرض ایسی عوارض آ گئی پیش
ہلا مجبوراں وروں میں دل ریش

توقع شان رحمت سے ہی لیکن
کہ عذر بندہ ہو مقبول محسن

خدا چاہی تو بعد چند ایام
یہ دولت ہی کری حاصل یہ ناکام

الٰہی جب تلک ہیں ماہ و خورشید
رہی یہ دولت و اقبال جاوید

۵

قطعہ

نگاری کہ حیف صاحب عالیمقام گشت
از گفتہ مسیح علیہ السلام کرد

لطفی کہ زندہ کردن خلق ست نام او
آغاز اراں زمانہ شد و اتمام کرد

مہر عطاش تمام عمرش راسخ نبود
صبحی اگر کسے نا امیدی سلام کرد

اسود حلق سرور او ہست گریہ جات
سر جاست شہد لشکر مور ازدحام کرد

ادوار صعادی قلب محیط زمانہ شد
خورشید اگر نظارہ گیتی بجام کرد

بحر لطف فیاض

بنام خالق جسم و جانی — که پیدا کرد الفاظ و معانی

دمیده جان معنی در تن لفظ — چه یوسف هاست در پیراهن لفظ

ازین یوسف نموده گرم بازار — هزاران چون زلیخایش خریدار

زبان ناطق او دو گوش را سمع — بگوش آواز در فانوس چون شمع

زبان چون شمع در بزم سخن شد — ازو روشن سخن را انجمن شد

دران بزم سخن اول کلیم است — که مشتاق سخنهائی قدیم است

زبان ان ازل چو چهره افروخت — ز برق لن ترانی خرمنش سوخت

بختم الانبیا چون نوبت آمد — بگویائی زبان قدرت آمد

به بزم لامکان از همکلامی — تکلم یافت تشریف تمامی

کلام الله ازان معنی ست صلوتر — بجلوت پردگی آمد ز خلوت

بچشم دل فصیحان در نظاره — ز هر لفظش فصاحت آشکارا

زهی انوار الفاظ و معانی — بر آمد از زبان بی زبانی

درین ره هرکه پا بافتد ازد — قدم در وادی صدق و صفا زد

فصاحت در کلام هرکه جا یافت — قبول خاطر خلق خدا یافت

سخندانان که در آفاق بودند — چه محنت در سخن سنجی نمودند

بجد و جهد خویش گفتند و رفتند — به نظم و نثر در سفتند و رفتند

درین دوران که هر فن را کساد است — خصوصا علم نقش آب و باد است

سی کز چوب مضمونی تراشد — دلش از تیشهٔ غم میخراشد

آفتاب آسمان برتری | ماہتاب اوج عالم پروری
حاتم بزم سخاوت روز بزم | رستم میدان جرأت وقت رزم
دستگیر و دافع آفات خلق | ناخدائی کشتی حاجات خلق
لالۂ سیراب گلزار جمال | یوسف بازار حسن بیمثال
مشتری طلعت رئیس ابن رئیس | آسمان رفعت رئیس ابن رئیس
وہ کہ جسکا شہرہ عام ہے | نامور کلب علی خاں نام ہے
جانتا ہی جسکو کچھ اخلاص ہے | ضیغم حق کا وہ کلب خاص ہے
ہو گیا وہ اک مرض میں مبتلا | آپ اگر چاہیں تو حاصل ہو شفا
فیض بخشی آپ کرتی ہین مدام | فی سبیل اللہ اک صحت کا جام
سنکی میری عرض وہ معجز نما | جنبش لب سی مسیحی یوں کی ادا
جانتی ہیں ہم وہ ہیں عالی مقام | تا فلک پہونچا ہی اوسکا احتشام
پیشتر آنی سے تیری کی دعا | دی خدائی پاک نی اوسکو شفا
موج زن دریای رحمت ہو گیا | خلعت صحت عنایت ہو گیا
جان سا دی مژدۂ صحت اوسے | تندرستی کی ملی دولت اوسے
تہا یہ ساماں تہا فضل رب پاک | کہل گئی جو میری چشم خوابناک
خواب سی خوش تہا جو وقت سحر | نامۂ احباب آئی مشتہر
صحت نواب جو تحریر تہی | خواب کی میری وہی تعبیر تہی

ہو گئی تاریخ بہی بے جد و کد
صحت جسمی مبارک تا ابد
۱۲۹۲ھ

نصر لطف ناصر

بنام خالق اشیاء و جانی
که پیدا کرد الفاظ و معانی

دمیده جان معنی در تن لفظ
چه یوسف ناست در پیراهن لفظ

ازین یوسف نموده گرم بازار
هزاران چون زلیخا بهش خریدار

زبان ناطق او دوگوش را سمع
بگوش آوازه در فانوس چون شمع

زبان چون شمع در بزم سخن شد
از و روشن سخن را انجمن شد

دران بزم سخن اول کلیم است
که مشتاق سخنهائی قدیم است

زبان ان ازل چو چهره افروخت
ز برق لن ترانی خرمنش سوخت

بختم الانبیا چون نوبت آمد
به گویائی زبان قدرت آمد

به بزم لامکان از هم کلامی
تکلم یافت تشریف تمامی

کلام الله ازان معنی ست جلوه‌گر
بجلوت پردگی آمد ز خلوت

بچشم دل فصیحان در نظاره
ز هر لفظش فصاحت آشکارا

زهی انوار الفاظ و معانی
برآمد از زبان بی‌زبانی

درین ره هر که با پا اقتدا زد
قدم در وادی صدق و صفا زد

فصاحت در کلامش هر که جا یافت
قبول خاطر خلق خدا یافت

سخندانان که در آفاق بودند
چه محنت در سخن سنجی نمودند

بجد و جهد خویش گفتند و رفتند
به نظم و نثر در سفتند و رفتند

درین دوران که هر فن را کساد است
خصوصا علم نقش آب و باد است

کسی گر جوب مضمونی تراشد
دلش از تیشهٔ غم منحرا شد

آفتاب آسمان برتری / ماہتاب اوج عالم پروری
حاتم بزم سخاوت روز بزم / رستم میدان جرات وقت رزم
دستگیر و دافع آفات خلق / ناخدائی کشتی حاجات خلق
لالۂ سیراب گلزار جمال / یوسف بازار حسن بے مثال
مشتری طلعت رئیس ابن رئیس / آسمان رفعت رئیس ابن رئیس
وہ بہادر جسکا شہرہ عام ہے / نامور کلب علی خاں نام ہے
جانتا ہی جسکو کچھ اخلاص ہے / ضیغم حق کا وہ کلب خاص ہے
ہو گیا وہ اک مرض میں مبتلا / آپ اگر چاہیں تو حاصل ہو شفا
فیض بخشی آپ کرتی ہیں مدام / فی سبیل اللہ اک صحت کا جام
سکی پیری عوض وہ معجز نما / حنتس لب سے مسیحی بولتی مرا
حامی ہیں ہم وہ ہیں عالی مقام / تا فلک پہونچا ہی اوسکا احتشام
پیشتر آنی سے تیری کی دعا / دی خدائی پاک نی اوسکو شفا
موجزن دریائی رحمت ہو گیا / خلعت صحت عنایت ہو گیا
جامہ سادی مرتبہ صحت اوسے / تندرستی کی ملی دولت اوسے
تہا یہ ساماں تہا یہ فضل رب سے / کھل گئی جو میری چشم خواب سے
خواب سے خوش کا جو وقت سحر / نامۂ احباب آئی بیشتر
صحت نواب جو تحریر تہی / خواب کی میری وہی تعبیر تہی

ہو گئی تاریخ بہی سے حد و کد
صحت عیسی مبارک تا ابد
١٢٨٢ھ

برج سیارہ ہوئی سیار وہر ۔۔۔ پہونچی اک کوٹھی پہ پہر کر شہر شہر
چاندنی چھٹکی ہوئی بالای بام ۔۔۔ فرش نورانی بصد زیب تمام
فرش پر زیبندہ مسند نور کی ۔۔۔ طور پر جیسی تجلی طور کی
زیب مسند ایک مرد باشکوہ ۔۔۔ کوہ جسکی بارتمکین سے ستوہ
قدرت حق چہرہ نورانی جبین ۔۔۔ ورد حمد رب عالم آفرین
گرد خادم جنکے پاکیزہ لباس ۔۔۔ جیسے مہتاب انجم آس پاس
شوکت و حشمت نظر آئی یہ جب ۔۔۔ مین نے پوچھا باندہ کر دست ادب
کون ہو تم کون یہ عالی مقام ۔۔۔ کون یہ مسند نشین عرش احترام
ایک خادم نے کہا ہم ہین ملک ۔۔۔ یہ مقام خاص ہے چارم فلک
حضرت عیسی ہین یہ مسند نشین ۔۔۔ مہر سا ان جنکی چمکتی ہے جبین
جب سنا مین نے یہ مژدہ جانفزا ۔۔۔ جان مین جان آگئی خوش ہو گیا
التجا کی چاہتا ہون اذن بار ۔۔۔ مین بھی ہون تسلیم کا امیدوار
عرض کی خادم نے آیا لیگیا ۔۔۔ پیش حضرت عالم آرا لیگیا
سامنے جب مین گیا تسلیم کی ۔۔۔ واجب التعظیم کی تعظیم کی
مل کی آنکھین انکو قدمون سے یون کہا ۔۔۔ ایک اس ناچیز کی ہے التجا
حکم اگر پاؤن کہون مین لب ہلا ۔۔۔ ہے وہی ہر عرض حضرت کی پاس
چشم و ابرو سے اشارہ جب ہوا ۔۔۔ مین یہ سمجھا اب مرا مطلب ہوا
عرض کی حضرت بڑے مسیحا ہین ۔۔۔ سب پہ روشن آپکی اعجاز ہین
اک جوان مہ لقا خورشید چہر ۔۔۔ آفتاب و مہر رشک ماہ و مہر

تاریخ ولادت دختر غضنفر علی سلمہ

ہوئی پیدا ہزاراں شکر باری
ہزاروں دختروں میں ایک دختر

خبر ہوئی جو ولادت کی مجھکو
کہی تاریخ میں نے نیک دختر

تاریخ شفای نواب صاحب

ہزار شکر کہ نواب کو ہوئی صحت
ہر ایک دور بلا ہو گئی شفا پائی

کہا یہ میں نے بہ مصرع تاریخ
دعای خلق روا ہو گئی شفا پائی

مثنوی و تاریخ صحت

ایکدن یہ شہر میں آئی خبر
ہیں یہی ان دنوں سے بیمار حضور

ہے جو والی زمین رامپور
آفتاب اوج اقبال و شعور

طبع عالی جس پہ سب کو ناز ہے
کچھ بسبب دشمناں ناساز تھا

سنکے اسکو دل پریشاں ہو گیا
خانۂ آرام ویراں ہو گیا

منہ سے بیساختہ نکلے دعا
دے خداوند اوسے جلدی شفا

دل میں آیا کون سے تدبیر ہو
باعث صحت جو بے تاخیر ہو

بھیجیے کوئی حکیم نامور
جسکے نسخہ میں ہو صحت کا اثر

یا کوئی ہاتھ آ سکے تعویذ شفا
بھیجیے اوسکو کہ ہو آب بقا

خضر ملجائیں تو دل ہو مدعا
لیکے اوس سے بھیجیے آب حیات

کیمیاگر کاش ملجائے کوئی
نسخہ اکسیر ہاتھ آئی کوئی

ہے مناسب انتہا تدبیر کے
بھیجیے پڑیا وہاں اکسیر کی

ہو گیا دل اس تردد میں تمام
شکر کی صورت سے گیا میں وقت تمام

از وہر روچہ دو میم شعر بود … در ستم من وقت ارتحو شد جہاں
عنوان گفت سال تلک گوش من … آباد زیر سایہ رب درجہاں
۱۲۹۶

تاریخ وفات میر حمد علی صاحب برادر کلاں فقیر

گذشت از دو ہستی چو میر حمد علی … کہ حور عین بعز آیش کشادہ سو باشد
چنیں نوشت تاریخ فوت او کلکم … کہ بارگاہ جنان خوابگاہ او باشد
۱۲ ہجری

تاریخ وفات شیخ مظہر علی صاحب مرحوم

گذشت از جہاں شیخ مظہر علی … کہ مہدی علی ہست مسلک او
نمودم رقم سال تاریخ فوت … بود در بہشت برین ملک او
۱۲ ہجری

تاریخ وفات مرزا امراو جان در کلکتہ

مخلص دشاگردس امراو یاں … رفت ز کلکتہ سوی عدم
کرد رقم خامۂ من سال فوت … شد ز جہاں یافت مقام ارم
۱۲

تاریخ نقل روضۂ مبارک

زائری از کربلا آورد از بہر ثواب … روضہ جو میں شبیہ روضۂ شاہ ہدا
دیدم و تاریخ سال او رقم کردم اسیر … نقل کالاصل مزار شاہ گلگوں قبا
۱۲۰۰ ہجری

تاریخ وفات میر ابوتراب الشیخ

اسم وفات یافت اسم وفات یافت … شد در جہاں ستاں شد در ساحت جناں
تاریخ گفت دل تاریخ گفت دل … ای وای ابوتراب ای ای ابوتراب
۱۲ ہجری

تاریخ وفات اعظم علی شاہ

شاہ اعظم علی بلند مقام … رفت و خالی گذاشت بستر فقر

نمود جمع چو محسن علی عالی طبع — سخن یوسف سراپای خطان مجموع
نوشت مصرع تاریخ سال کلک اسیر — بطبع طبع سراپا سخن بود مطبوع
۱۲۷۷ هجری

تاریخ دیوان میان خطا بخیطا

حبذا دیوان که شعرش تازه کرد — سخن جان چون بوی زلف دلربا
کلک مشکین سال تاریخش نوشت — دور از آهو زاده این مشک خطا

تاریخ وفات زوجه میرزا محمد باقر ۱۲۷۷ ه

زائره از عالم فانی گذشت — شد بجنت از ره خوش نیتی
بهر در فردوس اعلی چون رسید — گفت رضوان فادخلی فی جنتی
۱۲۷۷ هجری

تاریخ تولد طفل نجابت سید علی محمد صاحب خلف مجتهد العصر

قبله و کعبه جناب مجتهد — قرعهٔ دولت بنام شان فتاد
گشت پیدا پور فرزند خلفت — عمر او تا یکصد و سی سال باد
گفت هاتف سال مولود این چنین — آفتاب علم مهر اجتهاد
۱۲۷۷ هجری

دیگر

شد نور نور مجتهد العصر جلوه گر — عمرش بسان خضر الهی دراز باد
تاریخ گفت بهر ولادت سروش غیب — آمد گل طرب بگلستان اجتهاد
۱۲۷۷ هجری

تاریخ وفات دختر فقیر

وزیر النسا دخترم آه آه — نمود از جهان سوی جنت سفر
بتاریخ فوتش نمودم چو فکر — بگفتم که ای وای لخت جگر
۱۲۸۱ هجری

تاریخ وفات زوجهٔ ثانی فقیر

محب یزدان حبیب پاکان محمد امیان وصی علی خالق
سنہ ۱۲..ہجری

تاریخ وفات میر اشارت علی صاحب مرحوم

در جہان سی باغ جنان کو میر اشارت علی سدہارے
صدمہ اون کا سب پر گذرا گنتی ہی سب دنیا ہاے
فکر ہوئی تاریخ کی ہمکو آئی ہاتف کی یہ صدا
کامل عالم شیعہ مومن عارف زاہد سید دوا
سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ وفات نواب امین الدولہ بہادر برای کندہ شدن بر قبر

کوچ از منزل جہان فرمود | آنکہ او بود در وزارت صدر
سال تاریخ فوت گفت اسیر | خوابگاہ وزیر عالی قدر
سنہ ۱۲..ھ

تاریخ وفات زوجہ برادر کلاں

از جہان زوجہ برادر من | پیش زہرا برای خدمت رفت
سال تاریخ آن چو پرسیدم | گفت دل مومنہ بجنت رفت
۱۲۷۳ھ

تاریخ رہائی واجد علی شاہ از قلعہ کلکتہ در بند

برون از اعتکاف آمد شہ ما | بحمد اللہ نمایان گشت یوسف
بگوشم آمد صدا از ہاتف غیب | رہا از کنج زندان گشت یوسف
سنہ ۱۲..ہجری

تاریخ وفات مسیح الدولہ بہادر در کلکتہ

تار برقی نہم ماہ صفر داد مرا | خبر منتشر مرگ مسیح الدولہ
سال تاریخ ہمان وقت برآمد ز قلم | آہ آہ از خبر مرگ مسیح الدولہ
سنہ ۱۲۷۵ ہجری

فرمایا کہ بس یہی ہمارا ہی مقام منزل ہی تمام

رباعی

کرتا ہوں جو بخشش آفاق کو غمگین ہو کر
پایا ہے ثمر تخم محنت بو کر
اس باغ میں ہی یہ باغبانی میری
ہستی کی درخت سینچتا ہوں رو کر

رباعی

سر پہ جو خدا کی فضل کا سایہ ہے
دنیا میں وہی امن کا پیرایہ ہے
کثرت ہی رقیبوں کی تو کچھ خوف نہیں
کہ من فئۃ قلیلۃ آیہ ہے

رباعی

ہر چند گرفتار غم و درد ہی دل
لیکن رہ کوشش میں جوانمرد ہی دل
پھرتا ہے زمانی میں یہ ہر چار طرف
مخدوم جہانیان جہان گرد ہی دل

رباعی

واقف نہیں دنیا میں کوئی راحت سے
جو دل ہی مکدر ہی غم و محنت سے
کیا زیر فلک گرد کدورت کا گلہ
جز خاک بھری خاک پڑا ہی ہمت سے

رباعی

نا فہمون کی کیا جمع ہوئی ہی محفل
کرتی ہین بہت علم کا دعوی جاہل
احوال ہی کیا انکی یہ ظاہر ہی مثل
لکھی نہ پڑھی نام محمد فاضل

تاریخ وفات مولوی میر قائم علی

سید قائم سوی عالم
در جنگ عدو زبان اسیف
بربست زدہر رخت ہستی
در شدت ہیضہ بی الم و کیف

چاہا تو بہت پر نہوا وصل میسر
تدبیر سے آگے کوئی تدبیر نسوجھی

ایسا دل مضطر کو کیا شوق نے اندھا
راہ شکن زلف گرہ گیر نسوجھی

خط یار کو لکھا تو نہ لکھنے کی برابر
مطلب کی عبارت وہ تحریر نسوجھی

تہا بسکہ شریعت سی جدا مسئلہ عشق
قاضی کو مری جرم کی تعزیر نسوجھی

تہا عہد مگر اوس گل کا مکان باغ ارم
سو بار گیا تو بھی تجھے تمیز نسوجھی

روشن ہی کہ کہنی کو اسیر آپ ہین حافظ
اوس مصحف رخسار کی تفسیر نسوجھی

جرم ہم تالق اسیر کا بخشئے
آدمی خوب تھا خدا بخشئے

کاش اتنا ہی ہو کہ حشر کے دن
آشنا جرم آشنا بخشئے

کوئی قاتل نظر نہیں آتا
کسکو مقتول خون بہا بخشئے

عشق نے دل کو داغ وی دیکر
سیکڑون باغ دلکشا بخشئے

مرض عشق کا علاج نہین
فائدہ کیا کوئی دوا بخشئے

پک گئے طول میری بیماری
اب شفا خالق شفا بخشئے

غائبانہ کسیکو بد نہ کہو
اتنی نیکی تمہین خدا بخشئے

ہجر مین ہو کہین وصال نصیب
یا الٰہی اثر دعا بخشئے

نکہت اوس گل کی لیکی آئی ہے
دل کو فرحت نہ کیون صبا بخشئے

یاد لب مین پیون جو خون جگر
شربت قند کا مزا بخشئے

ہی سخاوت علی پہ ختم اسیر
گنج لوگون کو بار ہا بخشئے

واہ کیا خوب جو اسکے مین نکالا ہوں
آپکی شکل و شمائل کبھی ایسی تو نہ تھی

قیس آوارہ بگولی کیطرح پھرتا ہی
جو اہتس لیلی و محمل کبھی ایسی تو نہ تھی

شکر صد شکر کہ اب پاس ہیں ہم دور رقیب
وہاں تمیز حق و باطل کبھی ایسی تو نہ تھی

شاید اوس قاتل خونریز کا کوچہ ہی یہی
راہ چلنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

آشنا جمع ہیں آیا ہی نہانی کو یہ کون
پھر آگئی لب ساحل کبھی ایسی تو نہ تھی

اب یہ کیا ہی کہ ہی محروم تماشا مری آنکھ
آرسی بیچ میں حائل کبھی ایسی تو نہ تھی

پڑ ہکی آئی ہی ادہر کاکل لیلی شاید
پای مجنوں میں سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی

شمع شاید کہ تری آتش عارض سے جلے
پیش ازین گرمی محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

چاک سکر اوسی لب و دریا چرخ نی چرخ
گردش کاسۂ سائل کبھی ایسی تو نہ تھی

یہ زمین سہل ہی کیوں ہم کریں کہانی ہو اسیر
شاعری آپکی مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

شدراد وصال نت نی تدبیر سوجھی
چھایا یہ اندھیرا کو کی تدبیر نہ سوجھی

نظارۂ قاتل سے کیا محو یہ ہمکو
گردن پہ چمکتی ہوئی شمشیر نہ سوجھی

دھوکی مین مری پاؤنکو حنا دی کاٹا
زنداں میں یہ ظلمت تھی کہ زنجیر نہ سوجھی

اسد رحمہ کیا صنعت کہ ابنات ساغر کو
دیکھا جو مرقع مری تصویر نہ سوجھی

راہ کور راہ وصف ہی ناب سی انکار
حاسد کو خورشید کی تنویر نہ سوجھی

تربت مین کیا عذر تو بولی یہ فرشتے
اب دور کی سوجھی تم تقصیر نہ سوجھی

تھا قصد کہ اوس سے یہ کہیں گے یہ کہیں گے
دیکھا جو وہ چہرہ کوئی تقریر نہ سوجھی

جاتا تھا کہیں اور بھٹک کر کہیں پہونچا
نالی کو دہوئیں میں رہ تاثیر نہ سوجھی

نیش غم سی کہان نجات اسیر
کہ عقارب سب ہین اقربا میرے

یہ ربط ہمکو کسی شوخ دلپسند سی ہے
کہ بند بند کو پیوند بند بند سی ہے

تمہاری خال نی چمکا دیا ہی عارض کو
نمود آگ کی اس دانہ سپند سی ہے

نکل کی تن سی کہان جائیگی یہ طائر روح
رگون کا جال زیادہ اسی کمند سی ہے

کہین نہ مریگا وہ ہوگا شہید راہ خدا
جسی کہ عشق تمہاری حسین بند سی ہے

موئی پہ بھی ہی یہ اوس شہسوار سی الفت
غبار راہ مین لپٹا ہوا سمند سی ہے

ہماری آہ سی بس ایک تم نہین ڈرتے
وگرنہ سب کو خطر آتش بلند سی ہے

چھری جو یار کی ہر وقت تیز رہتی ہے
کہان کی ہمکو عداوت نیاز مند سی ہے

کیا ہی عشق نی کس شہسوار کی وحشی
کہ طوق آہن نعل سم سمند سی ہے

بندھی ہوئی ہین ہزارون طیور دل اسکی
زیادہ حلقہ گیسو شکار بند سی ہے

جواب کہتی ہین کرتی ہین دخل کیا ہمکو
رضا سی ہمکو غرض آپکی پسند سی ہے

رجوع عشق ہی دل کیطرف خدا حافظ
اسیر صحبت قصاب گوسپند سی ہے

ہجر مین حالت بسمل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہی طپش دل کبھی ایسی تو نہ تھی

آدمی کیا کہ قدم تکتی ہین سیارون کی
دوری اس ماہ کی منزل کبھی ایسی تو نہ تھی

صاف بی پردہ ہی قاتل نظر آتا نہین کچھ
حیرت دیدۂ بسمل کبھی ایسی تو نہ تھی

عکس پڑتا ہی تو سر جسم سی ہوتی ہین قلم
تیزی خنجر قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی

پردۂ گوش جلی جاتی ہین پہولونکی صبا
گرم آواز عنادل کبھی ایسی تو نہ تھی

خضر آب بقا لایا تو لایا کس کے یہ آب ہے
کوئی جام شراب ارغوان دیتا تو ہم لیتے

نبات و قند کی خواہش نہیں تھی لب کو
جو بوسہ وہ بت شیرین دہان دیتا تو ہم لیتے

اطاعت سے غرض شامل سکندر عدیا کو
جو دو تا حیض آب مہربان دیتا تو ہم لیتے

مریدا صعا ہیں مرگ کی تلخی گوارا ہے
پیالہ زہر کا پیر مغان دیتا تو ہم لیتے

نہیں بیجا توقف اللہ ہین کی جان سے
ابھی بستہ جو کوئی ہے نشان دیتا تو ہم لیتے

وہ لاغر ہیں کہ ہم ہی عشق پاسی ہم یہ کہتی ہیں
جو پڑ رہی کو تو اپنا مکان دیتا تو ہم لیتے

برای دیدۂ یعقوب ہی نظر سرمہ
غبار راہ یوسف کاروان دیتا تو ہم لیتے

اسیر اپنی ہمکو سنکی گل کہتی ہین بلبل سی
خدا ایسی ہمارنجے ان دیتا تو ہم لیتے

خاکساری میں نقش پا میرے
ہر قدم پر ہیں رہنما میرے

بیڑیاں سو ہزار بہت گریان
ہین سلامت جو دست و پا میرے

ایک تو قدردان حسن رہے
قتل عالم کرو سوا میرے

ہاتھ زلف رسا تلک پہونچا
واہ کیا بخت ہیں رسا میرے

ایک طرز نگاہ ساقی میں
قیس دوری ہوئی تھا میرے

سخت تابوت میں ہوں بے سکھ
دوست سب ہیں پیادہ پا میرے

مین ہوں اور گوشۂ مزار مرا
پھر گئی سادگی آشنا میرے

پھول گلشن میں جا بجا ہیں
منتظر ہین صدا صد اسیر

بزم عالم میں ہوں میں آئینہ
سیکڑوں صورت آشنا میرے

خوف گلچین سے باغ میں ہے
پھول جاتی ہین دست و پا میرے

پردہ اوس روی صاف سے اوٹھا / یا کوئی تیغ سے نیام ہوئی
قتل کو میری ہجر جانان مین / فوج انجم سپاہ شام ہوئی
کون محو تیغ سے اوٹھ گیا یارب / بزم تسبیح بے امام ہوئی
کون ہین ہم کہان سے آئی ہین / عمر اسے سوچ مین تمام ہوئی
ایسی گھڑیالیون نی شور شی کی / نیند وصلت کی شب حرام ہوئی
دست پر نور سے یہ پایا نور / صبح روشن جہری کی شام ہوئی
اور سیہ ہو دآہ سے میری / زلف اوسکی سیاہ فام ہوئی
تیغ ابرو کا سنکی وصف کہا / تمکو بہی جرأت کلام ہوئی
کسکی عارض کا بندہ گیا مضمون / اور رنگینی کلام ہوئی
دیکھ کر تیری آنکہ کی گردش / بادہ خوارونکو قدر جام ہوئی
تہی تواضع کی جو سب مجھے عادت / فوت کب وہ تہ حسام ہوئی
اوٹھ گیا ہاتہ خود بخود جو مرا / یہ ہی اک صورت سلام ہوئی
ہون وہ میکش کہلی جو صبح کو آنکھ / مجکو ساقی تلاش جام ہوئی

تہی جو زاہد کی جانماز امیر
سنتی ہین وہ بہی ہن جام ہوئی

مقدر سے استراحت کا مکان دیتا تو ہم لیتے / زمین کو بہی جانان آسمان دیتا تو ہم لیتے
بہت مرغوب دل ہی قمری و بلبل کی گویائی / خدا ان بیزبانونکی زبان دیتا تو ہم لیتے
عتاب و لطف دونوں ایک ہین نازکین مزاجونکی / عوض پہولون کی کانٹی باغبان دیتا تو ہم لیتے
برنگ آئینہ اس بزم مین قانع ہی دل اپنا / مقدر آبرو سی لب و زبان دیتا تو ہم لیتے

تمہاری ہات سے خط لیکے آیا
قدم آنکھوں پہ میری نامہ بر کے

الٰہی شکر ہی گذری تسی سحر
عیاں آثار ہیں کچھ تو سحر کے

چلیں تعشق میں شمشیریں ہزاروں
قدم اپنی نہ سرکے پر نہ سر کے

ہوا لبریز اپنا ساغر عمر
پلایا جام اوسی ساقی نے بہر کے

بہت یاد آیا اوس زانو کا تکیہ
جو سوئی زیر سر ہم ہات دہر کے

سماں رہا ہیں وہ دم بہر سماے
وہاں پل بندہ گئی گرد نظر کے

مری زنجیر کی حلقے ہوں یارب
جو دونوں پاؤں ہی ہیں دست کے در

بتائیں کیا کہ داغ دل ہیں کیسے
کہی جاتی ہیں پتی شجر کے

الٰہی یارب ہوئی تمام شب وصل
ابھی آثار پیدا ہیں سحر کے

لیں ما کو بھی تیتے ساتھ ابھی آہ
کواڑی بند ہیں باب اثر کے

کسی دعوت میں اونکو بھی بلاؤ
بہوکی ہیں عنایت کی نظر کے

لی بوسہ اگر سیب ذقن کا
بہروں میووں سے طاق اوسکی کمر کے

دہن گل کا ہوی صد چاک ای گل
تمہی تیغ ادا کی ہیں یہ جگر کے

ملاؤ بیچ مرجان سے یہ
ہماری ہونٹ لعلی ہات بہر کے

تری وحشی کو کیا درکار زنجیر
قدم تک بڑہ گئی ہیں بال سر کے

اسیر اوج فلک پیر ماہ و خورشید
نشانی ہیں کسی تیر نظر کے

صبح شام اپنی عیش سے تمام ہوئی
عمر اسی دور میں تمام ہوئی

کبھی خنداں ہوئی تو صورت گل
ہمکو شادی برائی نام ہوئی

شام سے کیا ہمین نیند آئی اسیر
کہ سفر صبح کیلے پھر جانا ہے

گلی مین یار کی بھرتی اوہر بہاری ہی پہولونکی
یہان ہی تیسرا دن ورطیا رہی ہی پہولونکی

تمہاری خوشنویسی یا گلستان کا تماشا ہی
جو وصلی ہی غلط گلزار کی کیاری ہی پہولونکی

حسین خاموش تہی صد شکر باتین کین وہ ہنس کہولے
نمائش ہوچکی غنچونکی اب باری ہی پہولونکی

تونگر چار دن پہول لین بی اصل دولت پر
جہان مین بالداری انکی زرداری ہے پہولونکی

خدا حافظ ہی طفل باغبان کا ہمکو کھٹکا ہے
کہ وہ نازک بہت اوڈہو کر بہا ری ہی پہولونکی

کیی کتنی فلک نی طاق مینوانونکی بیرو نق
نہ مینا کاری مینا نہ گلکاری ہے پہولونکی

جما دی بادہ گلرنگ کا بہی رنگ اے ساقی
چمن مین بہینی بہینی لپٹی یہ پیاری ہی بو پہولونکی

حسین کہنی لگی جیسے سر بازار گلباری
بن آئی گلفروشونکی خریداری ہی پہولونکی

فراق یار مین گل اسقدر اعضا پہ کہائی ہین
کہ اپنی قصر تن مین چار دیواری ہے پہولونکی

بہار حسن آئی تیری مشتاقونکی حصہ مین
مبارک باغبانونکو پرستاری ہی پہولونکی

یہ کسنی خاک کو باہم حنا بستہ سی روندا ہے
کہ چادر میری تربت پر بہت بھاری ہے پہولونکی

اسیر اون عارضونکی یاد مین ہی چشم تر گریان
بہار غم ہی نہر فیض تک جاری ہی پہولونکی

نہ چہیڑ اے صور محشر شور کر کے
ابہی سوئی ہین جاگی رات بہر کے

بڑہا یہ شوق خط تحریر کر کے
سے چلے ہم پیچہے پیچہے نامہ بر کے

غضب ہی نیم جان قاتل نی چہوڑا
ادہر کی ہین نہ اب بسمل ودہر کے

ہوا آنکہون مین قحط اشک شاید
کہ اب آنسو نکلنے لگے جگر کے

تعریف ہو تو کیا ہی ایسی مجھی تجھسی ای مالک
تعریف کروں اوسی جو کہی آپ سے تجھے

تیری قدم کہاں مرا او حرِ امکاں کا مال
اتو کمال حدث کا آیا یقیں تجھے

ترم خیال اہل حسن میں ہی تو یہ سے
کہتی ہیں ظالماں جہان حور عیں تجھے

شیریں ہی تو یہ جستجو و فرہاد کا ہی رحیم
سمجھا ہی قیس لیلی محمل نشیں تجھے

حق تو یہ ہی کہ کرتی ہیں سب دعوی دروغ
میری سوا کسی نی سی دیکھا نہیں تجھے

ترجیع ہی سمجھ پہ جموسے کوا دیوں
دم بھر اسیر فکر کی فرصت نہیں تجھے

جاؤ سے تمکو اگر جانا ہے
اپنی قسمت ہی میں مرجانا ہے

آشنائی پہ تری بیٹھے ہیں
ادھر آنا ہے ادھر جانا ہے

چاہیے شکر جو گذری گذری
آخر اک روز گذر جانا ہے

اس سرا میں ہی مقام اک شب کا
شام آنا ہی سحر جانا ہے

ہم تہی سخت کہاں عیش کہاں
دن فقط زیست کی بھرنا ہے

گھر سے نکلے ہیں سرراہ مگر
نہیں ثابت کہ کدھر جانا ہے

خط لکھی یار تو دولت سمجھی
ہنڈوی کا یہ سکھر جانا ہے

عشق ابرو نہ کریں ہم کیونکر
تیغ کی گھاٹ اوتر جانا ہے

کوچہ اوس ترک کا ہی جادہ تیغ
یا نوس کہنا نہیں سرجانا ہے

کھو جڑی سی ابرو کی رستہ
زلف کو تا بکمر جانا ہے

دم رفتار دم سرد ہی ہیں
ٹھنڈی ٹھنڈی ہی نہیں گھر جانا ہے

ہجر میں جسم ہی بیجا ہی جان
اپنا جینا نہیں مرجانا ہے

ترک الفت دل نہین کرتا قبول
حق جو سمجہانے کا تہا سمجہا چکے

وای قسمت تب ہوی وا اپنی آنکہ
جب سرا سی سب مسافر جا چکے

اب تو اوٹہو اسنے کوتا اوست آئی
لوگ مردی کو مری کفنا چکے

دیکہہ یکتائی کا یہ کس منہ پہ ناز
آئینہ جب ہم تمہین دکہلا چکے

روز کی دہڑ سے کہان تک واعظو
ہو قیامت کو جو آنا آ چکے

اب نہ مانے دل جہنم مین پڑے
ختم حجت ہو چکے سمجہا چکے

وصل مین شک ہی کسی کافر کا کام
کر کے وہ وعدہ قسم بہی کہا چکے

مر گئے ہو روز کا قصہ تمام
کہینچیے خنجر کہین جہگڑا چکے

ای فلک تو ہی لگا تیر ستم
ان کمانداروں کو ہم چلا چکے

جنکو رہنا تہا وہ پیچہے رہ گیے
جنکو جانا تہا وہ آگے جا چکے

جانتا ہون بید ماغی آپ کے
دل مرا باتون مین تم بہلا چکے

عاشقی سے اب تو باز آؤ اسیر
دی کے دل سو بار دہوکا کہا چکے

جب دیکہتی ہین پاتی ہین چین بر جبین سمجہے
پہینکین گی چاک کر کی ہم ای آستین سمجہے

اللہ رے نور دیدہ داغ سجدہ کا
سجدی مین جہان دیکہہ رہی ہی جبین سمجہے

منظور حق ہوا کہ ہو بی پردہ قتل عام
کہینچی نہ تیغ شمر بنایا حسین سمجہے

نادان نہ بہاگ گور غریبان سی اسقدر
آخر تو ایک روز ہی آنا ہمین سمجہے

کرتا نہ کوئی قدرت کامل کا اعتقاد
کرتا اگر نہ خلق جہان آفرین سمجہے

ای غم ہماری گہر سے بجا دیکہہ کہتی ہین
ایسا تو ہیچ گہر نہ ملیگا کہین سمجہے

قیصر و خاقان و کیکاؤس و جم
چار دن اسکی حکومت ہو گئی

کون محمد سکندر کا ماتم دار تھا
خاک پر ہاں آ کی ، لی رو گئی

کوئی قاتل سے بچا ماتھا اسیر
پھنس گئی آمت میں جاں اتو گئی

سر کی ہل سوی بت مذخو چلے
یوں چلی ہم جس طرح آنسو چلے

وصل کی محفل ہوئی میدان جنگ
تیر مژگان خنجر ابرو چلے

باغ ہستی میں سکر وجہی سی ہم
مثل رنگ آ کی برنگ بو چلے

کٹ بلعت رہی بیراہ رو
ہم جو تھک کر گر پڑی آنسو چلے

عاشق ہیں ہم تجھ سے ای چشم یار
ساحری پر ہی ترا جادو چلے

ہم کا لیوں سی بات کی مہلت نہیں
کیا کسی کی تجھ سے ای مذخو چلے

قد جاناں سی ہی باغی سرو باغ
دار پر رکھ دوں اگر قابو چلے

ہمکو چلنا ہو نقاہت سی محال
ای صبا کو چہ میں او سکی تو چلے

تیغ چل جائی تو کیا اسکا عجب
جسگہ ذکر خم ابرو چلے

میوۂ وصلی ہمیں بہی چاہیے
دیکھی او سکے شگفتہ لو چلے

رحم پر لائی شب اکر در پہ دل
رات اوس سی ہم بیا پہلو چلے

عمر اوسکے پاس ہم ہو آئی اسیر
کیا کرے مسکا نہ کچہ قابو چلے

جو مری جیتی گی تھے سب جا چکے
جان ہی جائی کہیں جھگڑا ہی چکے

مدتیں گذریں وہی ہے آج کل
ہی سیکھے آنا تو بس تم آ چکے

ابھی کم سن ہے خط نہین نکلا
ورق روی یار سادہ ہے

ہون سوار جنازہ ہوکے خجل
کہ ہر اک آشنا پیادہ ہے

کیون پیاسا ہی واجب التعظیم
آب شمشیر ایستادہ ہے

جسکو کہتے ہین لوگ موی کمر
صاف ملک عدم کا جادہ ہے

لاغری سے ہی اب تو یہ عالم
کہ مرا رخت تن لبادہ ہے

زور وحشت ہی میری قسمت مین
تو سر گردون تلک کبادہ ہے

کچھ نہین فرق سب یہ مین
ایک بارہ کا خانوادہ ہے

کون نکلے سوار میدان
معرکہ باغ سے زیادہ ہے

گل سوار ہے ہر ایک سو آ
ہر پیادہ گل پیادہ ہے

فی الحقیقت تری سخن مین امیر
ایک عالم کو استفادہ ہے

باغ مین اگر جوش شبنم رو گئی
بلبلاؤن کی حق مین کانٹے بو گئی

کس کا شکوہ کیجیے کس کا گلا
تھی مقدر مین جو ہونی ہو گئی

ہجر کی شب منتظر ہے ان دید
موت یارب مر گئی یا سو گئی

نشۂ زر مین یہ منعم کو ملا
عقل بھی بیدار دولت سو گئی

مرحبا اشک ندامت مرحبا
خط عصیان کی سیاہی دھو گئی

وصل کی شب بھی نکلا کام دل
جاگ اٹھو وہ میری قسمت سو گئی

ہین پیام مرگ یہ موی سفید
جاگ غافل صبح پیدا ہو گئی

بی ثباتی اس چمن کی دیکھ
ہر رہی تھی خوب شبنم رو گئی

کیا ملی بوسہ وہ رخ ہی زیر زلف
سانپ کی قبضی مین یہ گنجینہ ہی

کب ہی مشکل بام وحشت پر عروج
راہ ناہموار صحرا زینہ ہی

دل جلا اوسکا جو آیا روبرو
روی جانان آتشی آئینہ ہی

عشق رخ مین یہ خمیدہ ہو گیا
سر ہی مصحف رحل اپنا سینہ ہی

کیا کرون ای خضر مین آب حیات
حال اسکندر مجھے آئینہ ہی

کارگر کیا ہوگی تیغ اعتراض
ہر رباعی اپنی چار آئینہ ہی

کام کیا گرد کدورت سے اسیر
صاف اپنا سینہ بی کینہ ہی

تیری در کی نہ کبھی مجھسے گدائی چھوٹے
ای شہ حسن اگر ساری خدائی چھوٹے

چاندنی شب مین جو بی پردہ وہ چہرہ ہو جائے
شرم سی ماہ کی چہرہ پہ ہوائی چھوٹے

مخلصی زلف کی زنجیر سی پائی لیکن
قید الفت سی نہ ہم بعد رہائی چھوٹے

وصل ہونی پہ رہی ہجر کا کھٹکا باقی
چاہیی ہاتھ سی اوسکی نہ کلائی چھوٹے

ترک ہم رند ہی بی شبہ کرین بادہ کشی
زاہد و تم ہی اگر زہد ریائی چھوٹے

چاہ یارون مین کہان قصہ یوسف ہی دلیل
جوش یاری جو حسد بھائی سی بھائی چھوٹے

تیری کشتونکی جلانی مین مسیحا کو ہی خوف
جی نہ کیونکر دم اعجاز نمائی چھوٹے

وہ مسیحا جو خبر لے کبھی بیمارون کی
مرض و طبع کی بحران مین لڑائی چھوٹے

استقدر وصف مین اوسکی کف رنگین کی لکھون
کہین بازار مین کاغذ نہ ختائی چھوٹے

آستین یار کی ہاتھون مین الہی آجائے
دامن دل سی کبھی داغ جدائی چھوٹے

سر خرو روز قیامت ہو شہیدون مین ہی
جسپر اوترک ترا دست حنائی چھوٹے

شکدسے تیں سہل گیا دل ہزار
اب حرم میں ہمیں خدا لائے

مہندی قاتل کی ہاتہ تک پہونچی
دیکھی اب یہ رنگ کیا لائے

مرگئی ہم تو بولی قمری سوت
تیری روسے تہی کو ہم صبا لائے

دی کی دل اوسکو نقد بوسہ لیا
کچہ لگا کر آتو کچہ سالائے

درد دل جب سنا کر کی کہا
لوئی داستاں ہما لائے

ہوی سرمہ غبار خاک لحد
حسرت تشریف ماہا لائے

ضعف سی ہم ہیں شکل نادید
کوئی خاطر میں ہمکو کیا لائے

یہ ہنسا لوگ تیری محروں کو
زعفران زار ہی دکہالائے

روبرو اوس صنم کی ہم لب تک
ڈرتی ڈرتے خدا خدا لائے

خط جی اوسکی دکہاتی شام فراق
مورچی فیل کو لگا لائے

ہوگر سرمہ اگر سگ لیلے
استخوان قیس کی ہما لائے

قاصدوں کو جواب جب نہ ملا
پرزے مکتوب کی اوٹہا لائے

دل سیما اسیر پر درس
سرو قدی بلند بالا لائے

عشق گیسو و چہ چاک سینہ ہے
حال شانے کا ہمیں آئینہ ہے

ہم ہی اوس پیر مغاں کی ہیں مرید
خضر جسکا خادم دیرینہ ہے

دی کی می تہوڑی ہمت سالی لواشت
آج ای ساقی شب آدینہ ہے

وصف قاتل میں پڑہو مین شعر جو
تا ہنامہ دفتر پارینہ ہے

نال سر کی شرکی کملی ہو گئے تم
تیری وحشی کو یہی پشمینہ ہے

ہجر میں عیش کہاں بادہ لہو جام میں ہے
جامہ بھی میری طرح گردش ایام میں ہے

مردمک طرفہ تری چشم سیہ فام میں ہی
مشک نافہ عوض بہ خزاسی بادام میں ہے

صید لاغر تھا پھنسایا مجھی جو کا صیاد
میں نہ میں دام میں ہون یا وہ مری دام میں ہے

وہ حیادار پری جاگی جو دستک سینی
موت بولی کہ ٹھہر وہ ابھی آرام میں ہے

چشم معشوق سی اس کی ابھری کہ عوی
سخت ہمغز ہی سودا اسی بادام میں ہے

رہنی آیا نہیں بس منزل ہستی میں کوئی
جو مسافر ہی وہ چلنی کی سرانجام میں ہے

ایک جز بھی نہ ہوا وصف لب اوس کا ہر چند
عمر گذری کہ زبان اپنی اسی کام میں ہے

پہاند لی یار کی دیوار غنیمت ہی یہ وقت
تیرہ شب خواب میں دربان ہے سگ آرام میں ہے

خوف سیبا سی لرزتا ہوں تو کہتی ہیں یہ لوگ
کثرت می ہی یہ رعشہ تری اندام میں ہے

خانہ تن کا بھی معلوم ہی منعم کو ثبات
اسقدر صرف جو تعمیر در و بام میں ہے

دیکھہ لی کلک شکستہ کی قلمدان میں جگہہ
تو رگڑ پاؤں جو بیٹھا ہی وہ آرام میں ہے

کیا ہوا سرخ جو ہیں تیرہ دلوں کی چہرے
شام تاریک ہی سرخی شفق شام میں ہے

تن ہوا از رہ ابت تو بنا موی کمر
عشق کہتی ہیں جسی حسن وہ انجام میں ہے

میری قسمت کی جو دانی تھی بسی ای صیاد
چاک غربال کی مانند ترے دام میں ہے

سیر عالم کی اگر جام میں جم کرتا تھا
ساقیا سیر دو عالم کی مری جام میں ہے

نخوت حسن ہی بیفائدہ سوچو تو ذرا
اک حسین اور بھی آئینہ حجام میں ہے

جو مشرف ہوا دوری کی زیارت سے اسیر
سر برآوردہ وہی حلقہ اسلام میں ہے

کیا کہیں ہم عدم سی کیا لائی
اک دل درد آشنا لائی

ای تیغ جفا کے نگہ ناز / سوگند تجھے مری لہو کی
بند آنکھہ ہوئی نہ ہجر کی شب / حالت رہی چاک بی رفو کی
حقا کہ وہ تیغ سے شناسا / گردن گردن گلو گلو کی
دیکھی شب ہجر جب کواکب / سمجھی کہ یہ فوج ہی عدو کی
ٹھکرا کے نہ چل مزار عاشق / او سالک راہ بدسلو کی
پہنا جو کفن سفید سمجھے / یہ صبح سے شام آرزو کی
اول تو رہی تلاش دنیا / آخر کو اجل کی جستجو کی
عبرت سے نے کہا ہی جو تربت / سرحد ہی یہ ملک آرزو کی

ہی زخم دہن اسیر اپنا
جو آہ ہے دہار ہے لہو کی

تصور مین جو روی لالہ گون ہے / گریبان نظر گرداب خون ہے
پری کی دیو ہون سی فکر وصل ای دل / غضب سودا قیامت کا جنون ہے
کرین زیر فلک کیا خاک آرام / کہ مسکین زیر سقف بی ستون ہے
دم تحریر غم نالان ہے ہر کلک / قلمدان بھی ہمارا ارغنون ہے
کیا ہی ضعف نی اسد رجہ بیحس / کہ جنبش بھی مری عین سکون ہے
مری آگی بیابان عشق ای قیس / تجھی سو ای وحشت ہی جنون ہے
فلک ہی یا کوئی شیشہ ہی ساقی / شفق ہی یا شراب لعل گون ہے
تلف جیسی ہوئی فرہاد کی جان / سر تیشہ خجالت سے نگون ہے

اسیر اسکو نہین میرا جو ماتم

پھر دیر سے بتون کی مجکو پیام پہونچے
کعبی کے رہنی والو تمکو سلام پہونچے

اتنی تو پھر کی لاسے پھر خدا سبو مین
سب میکشون کو ساقی اک اک جام پہونچے

وہ مرغ خوش نوا ہون آیا جو مین چمن مین
صیاد ہر طرف سی لی لیکی دام پہونچے

نزدیک رہ گئی ہی ہمسی عدم کی منزل
برسون چلی ہین رستہ اب صبح شام پہونچے

ہمسایون مین کسی سی راہ اونکو ہی مقرر
پایا جو وقت فرصت بالای بام پہونچے

کس کا لہو بہا کر آئے ہین وہ الٰہی
ہین سرخ آستینین گلگون تمام پہونچے

بزم جہان مین ایسی قسمت تہی ہی اپنی
ممکن نہین کہ ہم تک لبریز جام پہونچے

رزاق ہی وہ سب کا دیتا ہی سبکو روزی
کیونکر نہ رزق سب کو تا وقت شام پہونچے

یہ پیاس کی ہی شدت جی ڈوبتا ہی میرا
یارب کہین گلی تک آب حسام پہونچے

محفل مین اوسکے جانا ٹہری اگر ہمارا
نوبت کلام کی بہی پہر لاکلام پہونچے

مقبول ہین خدا کی ساری رسل پیمبر
اونکو درود پہونچی انکو سلام پہونچے

اپنی نصیب مین ہی اس دور مین کہان سے
ساقی کا ہاتہ کانپی ہم تک جو جام پہونچے

ارباب حق کے آگی سد زبان ہے لازم
تسبیح خوان رہی چپ جب تا امام پہونچے

وحشت اسیر کیسی رحمت ہوئی خدا کی
پہونچی قضا جو اپنی بارہ امام پہونچے

ساتہ ابرو کے رخ پہ خال بہی ہے
ماہ بہی نجم بہی ہلال بہی ہے

ضعف بہی رنج بہی ملال بہی ہے
کچہ نہ پوچہو کہ مجہ مین حال بہی ہے

آپ ہین لطف و قہر کی مختار
لب ہلاؤن مری مجال بہی ہے

ہون تو مجرم مگر نہین مجہی پاس
جرم کے ساتہ انفعال بہی ہے

فریاد کرتے کرتے زبان اپنی تھک گئی

عشق کے تند وہ جلی صورت ہم جام چلے
جان وہ چیز کہ معانی میں ترا نام چلے

دور میدان قیامت نظر آتا ہی ست
ای فلک تیز دوا ایلق ایام سے چلے

ہو نہ آزردہ جو ہم مست سی تیشی ٹوٹی
ساقیا شیشۂ گردون کا ہی کچہ کام چلے

منزل دہر میں ہم گرم سفر ایسی ہین
کوچ میں دیر نہین صبح چلی شام چلے

دور آخر لو نہ ہم عیش سی محروم رہیں
ساقیا عمر سے چلے جام سے چلے جام چلے

مرگئے ہیں میں غفلت میں کٹا عہد شباب
شب کو سو یا گئی ہم صبح کی ہنگام چلے

دار فانی میں ذرا ہم ٹہرتے لیکن
کر چکے خوب جو چلنے کا سرانجام چلے

نو جوانی میں یادان آنکھوں کا ہی عالم کر ادا
کیون نہو قدر کہ تا رہ اس یہ بادام چلے

ہاتہ پر ہاتہ دہری بیٹھی ہیں عشاق تمام
ایسی موسم گل آئی تو کچہ کام چلے

ہو جو اوس ماہ کو منظور سواری کا جلوس
آگے آگے آسمان نیرہ سیلے بہرام چلے

جس طرف جانے صیاد سی میں قصد کرون
ہی بلقیس سایہ صفت ساتہ مری دام چلے

بلبل و فاختہ لیلے کو جمن میں آئین
سیر گلگشت جو وہ سرو گل اندام چلے

تیری کوچی کو جو عشاق چلے سب نے کہا
طرف کعبہ یہ ہوس سے نئے احرام چلے

تا رہ بلبل کو ہی کیا صحن چمن میں آیا
دام کش وش یہ مکہ رکہہ کی جو گلدام قفس چلے

دل میں ہی اوس رخ و گیسو کا تصور کیس
ساتہ ہم لیکے ہمالسی سحر و شام چلے

عید قربان ہی سر دیتی یہ چلی ہی چہری
تیری گردن پہ بہی قاتل تری صمصام چلے

صبح کو جو اسی جب آنکہ کہلی اپنی اسیر
طرف کوچۂ محبوب دلارام سے چلے

رکھہ قدم شرع رسول اللہ پر
باغ جنت کی یہ سیدھی راہ ہے

ہون مین اوسکا جس کی باعث سی اسیر
رونق شرع رسول اللہ ہے

کاکل جو اوسکی چاند سی رخ سی سرک گئی
شب چاندنی سی ساری رگاین چٹک گئی

ساقی تمام بزم یکایک جھک گئی
بوتل لنڈہی کہ عطر کی شیشی لنڈھک گئی

کشتی ہماری موج کا رکھتی ہی خاصۃ اللہ
مستی جہاز کی گی اگر لیا تل تلک گئی

دار القضا کی سامنی کہینچی لگی شراب
قاضی سی میفروش کی پگڑی اٹک گئی

آنسو گرے مژہ سی تو یا دل برس پڑا
اوٹھا جگر مین درد تو بجلی چمک گئی

قاتل نی جلد جلد کئے ایسے سر قلم
روحونکو قبض کرنسکے موت تہک گئی

میرے دل گرفتہ پہ کیا کیا اڑے حسین
پہولو نہین ایک غنچہ کی بابت چٹک گئی

تشبیہ دی جو ہمنی لب لعل یار سے
یاقوت آبدار کی رنگت جہپک گئی

صیاد خود فروش نی گلشن مین نار سے
پھر کی لگائی ایسی کہ بلبل پھڑک گئی

شام فراق لیگئی تھی جنس جان قضا
دیکھا جو صبح کو تو مرے سر ٹپک گئی

جام آگیا نظر جو ترے چشم مست کا
زاہد کی مثل مست طبیعت بہک گئی

دو گام اگر بہ وحشی آتش قدم چلا
کوسون زمین وادی وحشت کی پک گئی

پوشیدہ ظلم اہل ستم نی کئی تو کیا
دل دکھہ گیا کوئی تو خبر عرش تک گئی

مین کیا نہ میری گھر سی اوٹھا سلطنت کا بوجہ
دیوار یار ظل ہما سے سرک گئی

دولت ہوئی نصیب جو آئی وہ قتل کو
چمکی جو سر پہ تیغ تو قسمت چمک گئی

پایا نہ کوئی مثل جرس دادرس اسیر

سنا ای کوہ کن ہاں ٹکر تیشہ سی کوہ کا رستہ
کہ شیرین کہاں کی نہر کر راہ میں پہاڑ گرتی ہے

نگاہ یاس میری دل ہلا دیتی ہی قاتل کا
لرزتا ہی ہین ہاروں ہاتھ سی تلوار گرتی ہے

چمن میں نالہ موزون نکر ای دل سمجھ اتنا
نگاہ باغبان سی بلبل گلزار گرتی ہے

جو محفل میں کوئی کرتا ہی ذکر اوس سیم اندام کا
تو شمع آسا زبان کٹ کر دم گفتار گرتی ہے

زبان حرف سی نقصان کل پہونچتا عاقل کی
ٹھہر سکتے ہی کوئی سقف اگر دیوار گرتی ہے

جدا جانی تلطف کسکی لگی پاس ہلاقت دل کو
تیرل ہر گھڑی ہی زور پہ سرکار گرتی ہے

اسیر اس سایہ تن کا بھروسا کیا ہی پیری مین
عمارت جو پرانی ہوتی ہی ناچار گرتی ہے

مجکو اوس کی آنکھوں کو میری چاہ ہے
بے قتل سیج دلسی دل کو راہ ہے

سرد مہری عمر کو کرتی ہے کم
دیکھ لو سرما کا دن کوتاہ ہے

ہے چھری اوس طفل کی گویا زبان
مرغ بسمل مرغ بسم اللہ ہے

منہ سی جو نکلا وہ ہے کرتا ہمیں
قول اسا عکم ما درستاہ ہے

بڑھ گیا مجنوں سی بھی میرا جنون
عشق کی سرکار عالیجاہ ہے

کھینچ ہے ای ترک تیغ آبدار
پیاس مین دریا کی ہمکو چاہ ہے

اسقدر ہمکو جو نفرت ہو تو ہو
اپنے بت سدے کا بھی اللہ ہے

وصف سر اعمر بہ گیسی نہ کیا
طول افسانہ سے شب کوتاہ ہے

دیر گرد سے گھر سے باہر آ سکے
در یہ حاضر بندہ درگاہ ہے

نیک و بد مین فرق ای واعظ نکر
آپ کو ترغیب اللہ ہے

ستے ہیں ہم سی کہ ہی آدس کا دھن
سچ ہے کیا جانے کہ یہ افواہ ہے

مر گئے اوسکے جلوۂ رخ پر
بند کے آنکھ دیکھہ کر سے چلے

دم مین آنکھو نسے ہو گیا غائب
توسن یار تھا مگر سے چلے

خرمن صبر جل کے خاک ہوا
سے یہ نگہ یار کے نظر سے چلے

خط مین لکھا ہے حال بیتابی
کیا عجب ہو جو نامہ بر سے چلے

رہ گیا درد دل جھجک سے اسیر
ادہر آئے گئے ادہر سے چلے

بتا شیشی سی ساقی یہہ می گلنار کرتی ہے
تڑپ کر ابر سی یا برق اشبار کرتی ہے

عجب وحشی ہون وہ زنجیر جو مجھکو تہاتا ہے
سفارش کو قدم پر زلف سو سو بار کرتی ہے

عجب کیا روتی گر گئین پلکین اگر میرے
بہت پڑتا ہے جب منہ سے [illegible] پیار کرتی ہے

مری پلکو نسی آنسو بہتی مین یون بہر جاتا ہین
دہان مشک سے پانی جلیبی ہار کرتی ہے

یم رحمت برستا ہی پی سرسبزے عالم
گمان مجھکو ہی شبنم سات کو بیکار کرتی ہے

وہ مجرم ہون کہ میری قتل کی مشتاق ہی
کہ ہر دم پانو پہر جلاد کی تلوار کرتی ہے

خرابی لاتی ہین رونی پہ جب آجاتی ہین آنکھین
کہین چپ بیٹھی جاتی ہی کہین پیار کرتی ہے

مشقت بہر کار خلق مجھکو بہی مناسب ہے
کنوین مین ہر قدم سوزن ہم رفتار کرتی ہے

نہین بام رفیع یار کا نظارہ کچہہ آسان
سہر پہر فلک سی مہر کی دستار کرتی ہے

اثر اسمین بہی ہے اے باغبان کیا نغمۂ بلبل
کہ دیوار چمن اٹھہ اٹھہ کی سو بار کرتی ہے

الٰہی سیر کو یہہ کون یوسف بی نقاب آیا
کہ غش ہو ہو کی سب خلقت سیکا ناز کرتی ہے

ہماری اشک اگر چشم صدف بہی دیکھہ لیتی ہے
قطر سی آبروئی گوہر شہوار کرتی ہے

نگاہ یار یون کرتی ہی جا بیمارونکی جمع تم
کسی خرمن پہ جیسی برق اشبار کرتی ہے

کب آتی ہین وہ جھوٹ یہہ آنیکی خبر ہے
نادان ہین نہین مجکو زمانیکی خبر ہے

بالین سے مری اوٹھہ گئی ڈرکر جو احبا
شاید ملک الموت کی آنیکی خبر ہے

کچھہ منہ سی نہ کہئی جب مجھے قتل کیا ہے
اغیار نہ سن لین یہہ چھپانیکی خبر ہے

بیہوش کیا ہے خبر یار نے ایسا
اپنی نہ خبر ہے نہ زمانیکی خبر ہے

کیون مجھہ سے کہا اوسنے تری خط کو جلایا
قاصد یہہ مری دلکی جلانی کی خبر ہے

بیہوش مین آیا تھا گیا وہ مری بیہوش
آنے کی خبر مجکو نہ جانے کی خبر ہے

محروم تماشا ہو نہین باور نہین آتا
محشر مین جو دیدار دکھانیکی خبر ہے

پہناوہ خوشی سے جو میسر ہوا جامہ
ہمکو نہ نئی کی نہ پرانیکی خبر ہے

اک پہر سحر سے پس دیوار لگی ہے
دروازے تلک کیا ترے آنیکی خبر ہے

بولا جو سنا اوسنے لحد مین مرا گرنا
ہان جھوٹ نہین ہے یہہ ٹھکانیکی خبر ہے

مرنیسے مرے اونکو ہوئی زیب فراموش
آینہ سی اب کام نہ شانیکی خبر ہے

کہتے ہین یہہ سب ہی اونہین مثل طور جلاتا
روشن ہے کہ یہہ آگ لگانیکی خبر ہے

رجعت تو ضروری ہی اسیر اس مین نہین شک
کعبہ مین یہ قرآن اوٹھانیکی خبر ہے

موت کا ڈر ہی جو ہر دم جان کسکی تن مین ہے
سر گریبان مین نہین ہے تیغکی دامن مین ہے

کچھہ نہ تہا مین ضعف سی تربت مین کیون آئی ملک
لیجئے لینا تھا یہہ پہلے کوئی اس مدفن مین ہے

حبس سی کہتا ہون کہانی اپنی رو دیتا ہی وہ
شکر ہے تاثیر یا تو نہین اثر شیون مین ہے

عالم پیری مین ہی صحبت جوانو سی نصیب
سبزۂ بیگانہ ہون پر جا مری گلشن مین ہے

آرزو ہے تیغ رکہتا ہون نہ قاتلکی ہوس
تیغ کی دوری کا عالم ہر رگ گردن مین ہے

ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھی ہیں تدادا سیر
فصل گل آئے کہن کام پہ سلور سے چلے

آمد شام جدائی سی جہاں پُر شور ہے
کیا ستاوہ آندھی ہی اسمیں کس بلا کا زور ہے

راست قد اتنے کئی ہیں جیسے نی زیر زمین
کم نہیں ہے ترکش پر تیر سے جو گور ہے

کتنے ہیں رہرو گذرتی ہیں جو مجھ نالا کشی
کیا قیامت کا ہی دل پہ باجو ایسا شور ہے

عتا بھی جاہی زمیں گور دی ہمکو فشار
ایک مست استخوان ہیں کیا ہمارا زور ہے

واہ رے تحریر لو صفحہ لب شیرین کا
حلہ مراثیہ میں ہے جامہ نیشکر کی پور ہے

کیا حقیقت تیری مہر و ماہ کی اے آسمان
رو شکوہ پاک اسمیں ہے تو دوسرا نشہ بھی گور ہے

اوس رخ رنگیں پہ رعنا دیکھ کر کہتے ہیں سب
واہ کیا صحن گلستاں سے کیا گنگور ہے

لوگ جیسے دم عیسیٰ مسودی کا جہاز لیچلے
ہم یہ سمجھے مار مردہ پر ہجوم مور ہے

دل حیرانی کوئی اوس مہ سیما پہ ہو گمان
کیوں سمو یہ تمام عالم میں بدنامی چور ہے

چشم تر میں سیر کی کیا ہی تصور یار کا
جا بجا مشق ستایا فی کا اسحار زور ہے

لطف شیرین کیا یہ شاعر کو کری گا تا نور
کسقدر رنجو لسی تھوڑی کا ہمان ہیں نور ہے

سے رد کی قدر نیکوں کی کمان آنکھیں
پاسبان بیکار ہے محتک مقید چور ہے

اوڑتے ہیں ہوش اونکی نگاہی پر کیا میسی سوا
رشتہ آوارتا رسا نیر سی دور ہے

دوڑتی سرنے ہے پیاس سی نکل سکتی نہین
آسمان ہی طاس اسمیں عقل انسان مور ہے

حل مشکل کی لئے کوئی سہارا چاہیے
مرد اکس کو صحن تکیہ عصائی کور ہے

آج اوٹے کل اٹھے اس دار فانی سے اسیر
بیٹھی ہیں تکیہ میں ہم بستر کنار گور کے

دیکھا ہمیشہ مور و مگس کو شکر کے گرد
دولت ہی جسکی پاس اُسی کا زمانہ ہے

کیونکر بسر نہ ہجر مین کرتے اسیر عمر
قابو کبھی وصال پر اپنا نہ تھا نہ ہے

یاد کی زلف عدم کو تری رنجور چلے
شام جب ہونے لگی چھوٹ کی مزدور چلے

دیکھنے کو جو ہم اوسکا رخ پرنور چلے
خلق چلائی کہ موسی طرف طور چلے

ساقیا دور ہو غم لگی پھولی پھوٹین
فصل گل آئی ہی جام مئے انگور چلے

میکشو چاہیے مستان گذشتہ کی بھی یاد
ساتھ ہے جام کی جمشید کا مذکور چلے

آئے مقتل مین پھر طور تمہاری جانباز
تھک گئی پاون تو آنکھون سی بدستور چلے

کر چکا مین سفر ملک عدم کا سامان
میرے ہمراہ ہو چلنا جسے منظور چلے

ہم تھی مخمور ہین مست عیش سی کیا مطلب تھا
راہ دو روز رخ نہ ملے شاد کو مجبور چلے

سطح گردون کیطرح خاک پہ تاری چھٹکے
میری آنکھون سے جو آنسو شب دیجور چلے

بر نکیا سوز جگر خواہش ہی مین ساقی
ہوگئی زخم کہن تازہ جو انگور سے چلے

موت آجائے اگر معرکہ آرائی پر
زور رستم کا نہ سہراب کا مقدور چلے

رخصت ای اہل جہان سوی عدم جاتی ہین
پھر کی آنیکی نہین آپکی صحبت دور چلے

جلوہ گر نور ہین ہوا اور بھی نورا ساقی
چاندنی شب مین کوئی ساغر بلور چلے

سرفروشونکو نہ کیون سر ہو وبال گردن
دوش پر رکھ لی جو تلوار وہ مغرور چلے

دار کہتی ہے کہ سردار وہی عشق مین ہو
جو قدم بر قدم حضرت منصور چلے

غم نہین ہے جو کفن ہاتھ نہ آیا پس مرگ
گور آئے عدم آباد سی ہم عور چلے

کون اب کوچہ حسینا نمین زیادہ ہو ذلیل
گھورنا تھا جنہین وہ چار گھڑی گھور چلے

ہے دختر رز کو پردہ لازم
زاہد کی سمت نگاہ بد ہے

صادق ہی ہمارا دعوی عشق
آنکھیں ہیں گواہ دل سند ہے

آمد ہی سے اوسکی سینہ مجروح
ناوک سے الف کمان مد ہے

ہے مسئلہ دہن خلا سے
جو آپ کہیں وہ مستند ہے

ملتا نہیں اپنا جسم خاکے
گویا کہ سکندری یہ سد ہے

سب پر ہے اسیر اوسکی رحمت
یہ ابر محیط چار حد ہے

آئے بہار پیر مغان کا زمانہ ہے
جام و سبو ہی ہین نیا کارخانہ ہے

آنسو زمین کو آہ فلک کو روانہ ہے
الفت مین بھی نشیب و فراز زمانہ ہے

دور فلک سے اہل زمین کو نہین قرار
ہر مہرہ اس بساط کا خانہ بخانہ ہے

گردش کی احتیاج نہین مثل آسیا
پہنچے کا منہ تلک جو مقدر کا دانہ ہے

جل بزم معرفت مین ذرا سن لگا کے کان
منصور نغمہ سنج انا الحق ترانہ ہے

دل جنکے صاف ہین وہ تواضع پسند ہین
باقی زمین پہ جانب پستی روانہ ہے

منعم دولت جہان کو محبت بخیل سے
قارون کے ساتھ اب بھی زمین مین خزانہ ہے

سمجھا کئے ہین وہ بال سمجھتا ہی ابرا
ویران شانہ ہو رہا ہے یہان دردشانہ ہے

کیونکر بچے گا ناوک مژگان سے دل مرا
ناوک فگن یہ بال کا باندھا نشانہ ہے

کچھ حال عمر و خواہش دنیا نپوچھئے
تھوڑی ہی رات طول بہت یہ فسانہ ہے

ہر مضمون چار ابرو جانان جو ہین قلم
جو بیت ہی غزل مین مری چارخانہ ہے

مہمانسرائے دہر نہین منزل قیام
آگے یہان کوئی کوئی پیچھے روانہ ہے

گمان کیونکر نہو اوسپر جو دل سے بھی غائب ہو
ترا دزدیدہ سب جانتے ہین جو رنامی ہے

نہو مایوس انسان عالم ذلت مین عزت سے
مہ کنعان کو زینہ بام رفعت کا غلامی ہے

وطن سے ہو سفر مشکل نہ کیونکر خاطر تنگ کو
جدا ہو شاخ سے کب جبتلک میوے مین خامی ہے

جو سے بیپروائی اوس شمع تک پروانہ آتا ہے
تو کہتا ہے عجب اس بزم مین بے انتظامی ہے

چلے جب وہ قدم مردون مین ہین ہو گئی زندہ
قیامت یاد اونکو شیوۂ محشر خرامی ہے

حسین جو سب ہے وہ ہی تیری قد آزاد کا بندہ
خط رخسارۂ ہر سرو قد خط غلامی ہے

حفاظت سے رہی یوسف کنوئین مین طرح لونا نہین
اوسے کیا خوف ہے جسکا خدا آفت مین حامی ہے

نہین ہم وحشیونکو اور پیراہنکی کچھ حاجت
کہ مخمل سبزہ ہے مہتاب کی چادر تمامی ہے

مخمس مین بھی کوئی وصف حسن یار مین لکھون
جہان مین کسقدر مشہور خمسے سے نظامی ہے

اسیر زار کو سب قبلہ ردان آشنا کہتی ہین
کہ مشتاقون مین یہہ بھی صاحب طبع گرامی ہے

تنگی غم دل کو آخر باعث راحت ہوئی
اسقدر سمٹی پریشانی کہ جمعیت ہوئی

چھین لے گا کس طرح اسکو زبردستی کوئی
مفلسی بھی کیا کسی زردار کی دولت ہوئی

پوچھنے آئے ہو اب بیمار فرقت کی خبر
مر چکا گذرا زمانہ گذرچکا مدت ہوئی

یار نے وعدہ کیا تھا خواب مین آئینگے ہم
شب کو ہم جاگا کئے ہم سے بڑی غفلت ہوئی

تیغ ابرو کا لیا بوسہ تو اوس بت نے کہا
کیا خدا کی شان ہے تمکو بھی یہہ جرات ہوئی

ساعتین گن گن کی کاٹی رات ہمنے ہجر کی
گرد کلفت دل مین ریگ شیشۂ ساعت ہوئی

تیغ قاتل کو دیا سر جان عزرائیل کو
تنگدستی مین کہان قاصر مری ہمت ہوئی

میرے مرنے سے کٹا زندان مین کس کس کا عذاب
ہتکڑی کو طوق کو زنجیر کو فرصت ہوئی

جہاں میں نہ لیست کا است فقط سہارا ہے
کمر ضعیف کی ٹوٹی اگر عصا ٹوٹی

فلک جو تجھ سی کری قرص ہی ہو ظلم اسید
رہیں یہ گر کے اگر کاسہ گدا ٹوٹی

حبشت تہی آمد و شداں تو کی گلوں میں
کہ ہاتھ کچھ نہ لگا ناخن مار ہا ٹوٹی

وررد تا ملی سے ہو رہ رہ ولوں کو حسر
مچا رہ شور غضب تجھ ای دراٹوٹی

مدہی دل کی رگیں کی نہ اسکی تبسم کبھی
ملا ہو بحر سے سوتا تو جاہ کیا ٹوٹی

ہمارا عقدۂ خاطر کسیطرح نہ کھلی
لگائے ہاتھ نہ دست گرہ کشا ٹوٹی

فلک سی سنگ جفا کب نہ میکدہ سے گر
حرم و سبو کی نہ کس وررست پا ٹوٹی

یقیں معنی لا تقنطوا رہے دل کو
جدا سے آس نہ ای سدۂ بجا ٹوٹی

نہ استخواں ہوئی ضائع نہ مرکی لحم اپنا
ہزاروں زاغ گری سیکڑوں ہما ٹوٹی

ہوئی دوں کسی طرف تیر لب کو پیکار
ساؤں جام اگر شیشے کا گلا ٹوٹی

وہ جس دل ہے ہماری کہ دیکھکر جسکو
حسن ہر ایکطرف سی ہزار پا ٹوٹی

اسیر کسے نہ گلزار کو کیا تاراج
رہیں نہ پھول پڑے ہیں ہزار ٹوٹی

ہو اسطہ آ مکار حسن عارض کی تمامی
دہن کا اسکو بوسہ دو نہ باقی لا کلامی ہے

قلم نی وصف دسکی لعل شیرین کا جو لکہا ہے
جہاں میں شل لیلی شہرۂ شیریں کلامی ہے

جھکی کیونکر نہ خفت سی سر اہل محشر میں
مری اعمال بدھی تکہ میزان سلامی ہے

وہ سرکش ہو کہ علم نحو ہی پیش نظر سا ہے
کہ ساغر کا دیہ ہی خط ساغر شرح جامی ہے

برنگ کعبہ معیار الولد منی انت حید رکی
صحف اونکا ہلالی ہی عذاد نکا حرامی ہے

مدد کیسی شفقت وہ نالی گرم ہیں جیسے
کباب کنگ یا تو آسماں جل پر کی شامی ہے

دیکہا یانی مجہی کیا خنجر عریان تیرا
خود نکالی ہوئی یہ خشک زبان پہرتا ہے

قتل کا شوق یہ ہی جامی سی باہر ہو نہین
منہ چہپائی ہوئی جلاد کہان پہرتا ہے

مرگ کی بعد یہ ہی خنجر قاتل کی تلاش
سنگ مرقد صفت سنگ فسان پہرتا ہے

خواہش اک جام کی ہی ہم نہ جہا جائینگی ہم
پیٹ پکڑی ہوئی کیون پیر مغان پہرتا ہے

ہر جگہہ دل کو مری چاہ ذقن کا ہی خیال
ساتہ یوسف کی سفر مین یہ کنوان پہرتا ہے

بسکہ ہی کوچۂ جانان کی ہوا چوبائی
مارا مارا مری آہون کا دہوان پہرتا ہے

کبر اچہا نہین عشاق سی ای مہر وشو
دم مین حرباکیطرح رنگ جہان پہرتا ہے

سر فروشونکی ہی کتنی تری خنجر کو تلاش
ڈہونڈتا پیاسون کو یہ آب روان پہرتا ہے

در و دیوار کی تصویرین ہین قربان کس پر
شکل فانوس خیالی جو مکان پہرتا ہے

کچہ خبر ہی تجہی زاہد کی بہی ای قاضی شہر
اینٹہتا تاک کی سایہ مین جوان پہرتا ہے

قدر عاشق کی حسینونکو ہوئی شکر خدا
ماہ ہالی کیطرح گرد کتان پہرتا ہے

ہرزہ گردون کا کبہی ساتہ ندی گوشہ نشین
مہر و مہ لاکہہ پہرین قطب کہان پہرتا ہے

استخوان چور ہون پیر فلک کی کیونکر
بنکی پہیا مری نالون کا دہوان پہرتا ہے

ہند سی چل طرف روضۂ شبیر اسیر
یہی رستہ طرف باغ جنان پہرتا ہے

رہی درست طلسم حیات یا ٹوٹی
کسی کا دل نہ کبہی ہمسے یا خدا ٹوٹی

کہو فلک سی نہ مجہسی ضعیف کو چہیڑے
یقین ہی خار سی ادب لجہی تو آبلا ٹوٹی

جہان کو رحم عطا کر یہ ای خدای جہان
بسی جو دانہ دل سنگ آسیا ٹوٹی

خبر ہی شرط پلا جام جلد ای ساقی
بہشت خمار مین مستون کی دست پا ٹوٹی

تمھاری چہرۂ خندان کی ہین ہم دیکھنی والی
پسند آتی ہی کسکو روتی صورت شمع محفل کی

امید زندگی تھی بعد مردن یہ نسمجھا تھا
کہ عیسی دہوم سی عزت کرینگی میری قاتل کی

جما گلشن مین ایسا رنگ میری بیقراری کا
اگر پتا ہلا آواز آئی نالۂ دل کی

اسیر اس بزم مین غفلت سی بھی ہی منفعت کیا کیا
مسافر بھولتا ہی خواب مین تکلیف منزل کی

خط رخسار جانان نی کدورت دل کی زائل کی
شعاع مہر تھی جاروب صحن خانۂ دل کی

جگہ کشتی یہی یارب یہ کس شیرین شمایل کی
جو شربت آب دریا ہی تو شکر ریگ ساحل کی

کمی کی کچھ بر شش مین تیغ نی تو مر ہی جاونگا
قسم کھاتا ہون ای اشتیاق شہادت تیغ قاتل کی

برابر رزق عالم کا ہی لوسکی خوان نعمت پر
نہین لقمہ اوٹھا نہین کبھی ہتھیلی نائل کی

نہ کبھی قتل سی محروم ہمکو سخت ڈرتی ہین
یہ رعشہ دست قاتل کا یہ لغزش پای قاتل کی

وہ گل ہی کہ تیری یاد مین جنگل بھی نالان ہے
زبانین ہین یہ کانٹونکی کہ منقارین عنادل کی

وہاں مجمع ہی مجمع جسمین کوئی خوبصورت ہو
چمن کی گل سہی زینت شمع سی تو ہی محفل کی

ہزارون آرزوئین تہین تجھی جبتک ندیکھا تھا
تجھی دیکھا نہین باقی کوئی اب آرزو دل کی

کوئی کعبی کو جاتا ہی کوئی ہی دیر کو راہی
تفاوت اسقدر ہی وہ ہین راہین ایکمنزل کی

بہت دشوار ہی بوسہ لی اوس روی روشن کا
لگی کیا ہاتھ یہ دولت کہ اسپر مہر ہی تل کی

شریک حال عالم ہی جو انسان نیک سیرت ہو
رعیت کم نہین ہی فوج سی سلطان عادل کی

فراق یار کی صدمی ہین دل پر وصل اب کیسا
جہاز آیا جو طوفان مین گئی امید ساحل کی

بہار آئی ہی ای صیاد ہمکو بھی رہائی دی
صدائین آرہی ہین کیسی گلشن سی عنادل کی

ہماری کعبۂ دل مین چراغ داغ روشن تھا
نتھی قندیل محراب فلک مین ماہ کامل کی

شیریں کا وصل قصر فلک کا تہا ہا دیا
دریا ہی دل جو پیر مغاں کا تو کیا کریں
پوچہا لتاں مرقد مجنون جو نجد میں
عقبی کی سمت طالب دنیا کریں رجوع

کیونکر گری نہ دوڑ کی جب کوہ کن چلے
ہم بادہ کش غریب تو تشنہ دہن چلے
آنکھوں سی ہمکو راہ بتاتی ہرن چلے
کعبی کو تنگ ہی سے اگر برہمن چلے

خط لکہہ کی جب نال کا آیا اسیر دہیان
قاصد کی ساتہ اشک مری قطرہ زن چلے

کہیں دنیا سی بہتر ہی نئی دنیا مری دل کی
کہی اگی بیقراری کیا کسی ہی تیری بسمل کی
ڈبیگی کیسی کیسی لنگر بیگی جوں ہی کیا کیا
خدا جانی یہ کسکی جلوہ گاہ تار ہی دنیا
سفر میں ساتہ داغ ہجر یاراں وطن لیجیل
دو دستی تیغ سی مقتل میں آکہوں سر او زنی این
الہی خون کا دعوی کریگی حشر میں کستی
جو خط قاتل کو لکہیں ہم تو رنگ اڑ رعاہی کا علا
صدا یہ ہر رگ گردن سی مو قت ذبح آتی ہے
تری مجنوں کا سر نقش تیری ہی کستی ہر ایک لیلی
گری بست اتنے گویائی زبانکی ہی ہی ما
خدا ہی میں کہیچا ہی قتل غیر بر خنجر
دلیل رستی دنیا ہجوم اہل دنیا ہی

اس آئینہ میں ہی کیا جو محفل عکس محفل کی
لہو لال کردی ہی زبان تیغ قاتل کی
سلامت دست بار وخیہ یارب میری قاتل کی
ہزاروں اٹھہ گئی کثرت دہی باقی ہی محفل کی
دلا مد سیر لازم ہی چراغ شام منزل کی
جڑہی رہتی ہیں دونوں آستین میری قاتل کی
کہ بہت ذبح صورت ہی یکہی ہی قاتل کی
دولت ایسی کری پیدا امیدی جشم بسمل کی
کمی کر باہ ای جہم قسم ہی نگاہ و قاتل کی
کری سجدی اگر ہوں سجدگاہیں جیب محمل کی
ہوئی جاست محفل جل رہی ہی شمع محفل کی
نشان جسم بسمل ہنس رہی ہی موت قاتل کی
کنارات سی دامن خالی ہنستی ہی ہی منزل کی

نرمی دل سی سٹ گیا صدمہ
جسطرح چوٹ مومیائی سے

سجدہ کرتا تہا کون ابرو کا
کعبہ ہی میری جبہہ سائی سے

خون پینی کو میری آتی ہین روز
ہتہیلیان اوس کف حنائی سے

لکہہ کی تعریف چشم و لب کاتب
بڑہ گیا جامی و شفائی سے

ہر سحر مہر کا نیتا ہے اسیر
وہشت پنجۂ حنائی سے

ہستی سی نیستی کو اوٹہا کر محن چلے
غربت مین جب ہوا نہ گذارا وطن چلے

کچہ گل کی نازکی نہ حضور بدن چلے
غنچی ہون دلگرفتہ جو ذکر دہن چلے

غارتگرون سی مرکی نہ حاصل ہوئی نجات
ہمرہ مری جنازہ کے دزد کفن چلے

مشتاق یہ ہوئی تری طرز خرام کے
طاؤس و کبک چہوڑ کی صحن چمن چلے

مدت ہوئی کہ موت کا بازار بند ہے
تلوار کی جو چال چلو تم چلن چلے

وہ جنگ جو جو معرکہ آرا ہوا کبہی
جی اونکی چہوٹ چہوٹ گئی تہی جو من چلے

شکر خدا کہ اب نہین تقدیر کا بگاڑ
بگڑی رقیب سی وہ مری کام بن چلے

کانٹی ہین اس چمن کی نہایت درازدست
دامن ذرا بچا کی نسیم چمن چلے

طول شب فراق سی گہبرا گیا ہی جی
ہو صبح تو صبح کی یاذوالمنن چلے

اذناکی دوڑ دہوپ سی عالی لگا ہی غرغ
رہ جائین پاؤن تہک کی تو کیونکر بدن چلے

آیا شکار کہیلنی صحرا مین جب وہ ترک
چارون طرف سی چوکڑی بہرتی ہرن چلے

پیری مین ہمکو جامۂ ہستی وبال ہے
دیکہین کہ کب تلک یہ لباس کہن چلے

بہوکی ہوئی تو خال کی دانی پہ کی نظر
پیاسی ہوئی تو جانب چاہ ذقن چلے

دعوی حور ہمیں دیکار ہی کیا حشر کی ان
شرح مدعی سی ہی انگشت شہادت تیری

یاد وہ گلگشت کی ساون سے ہیں دیوانوں کی
را کیا سخت ہی ای وادی وحشت تیری

دم رز کی لیے کہہ دوانی ہی توبی ہو زہیں
دیکھ معصم کہ ای جانہو ربت تیری

ہو چکا محکمہ دربارہ حسان کی ہوی سد
دیکھتی رہ گئی ہم حسرت میں صورت تیری

ہی بجا دیدہ عاشق سی گریہ اشک جو گرم
آگ دل کو لگانی سے حرارت تیری

ایک ساغر میں کئی سیکڑوں پیاسی سیراب
دیکھی ای پیر مغاں ہمنی کرامت تیری

میں جھکا مے سی لگانی تو وہ ہنسکر بولی
پاؤں کو ہاتھ لگائیگا یہ طاقت تیری

سیر بازار کو تو رو در نکلتا ہے اسیر
آ گئی کیا کسی یوسف پہ طبیعت تیری

داغ کھا کر غم جدائی سے
دل ہوا سیر آشنائی سے

الحذر طاعت ریائی سے
خوف ہمدمی ہی پارسائی سے

دل مرا کاش آستیں ہوتا
کر لپٹ جاتی اوس کلائی سے

ہی یہ موس مراد یوسف
گذری اس گرگ آشنائی سے

دستگیروں نی ہاتھ کھینچ لیا
تھک کی میری شکستہ پائی سے

موت آئی کہیں کہ بہتر ہے
تنگ ہوں حسرت شمع سودائی سے

طوق و زنجیر قید سے بچ میں
کیا خوشی ہو مجھے رہائی سے

ہجر میں یہ مرض کو طول ہوا
لگ گئی پیٹھ چارپائی سے

آئینہ غرق بحر حیرت ہے
سادہ رویوں کی خودنمائی سے

دیکھی شمع طور کو نسبت
کیا سمجھ کر تری کلائی سے

ای خیال یار تو بھی ہو مری دل میں مکین
حور کا مسکن ہی جنت گھر پری کا قاف ہے

ایک دن ہوتی ہی افزایش بھی نقصان کی لیے
فصل سرما میں زیادہ روزی نداف ہے

پاک جو گرد کدورت سی ہی وہ ہی بیگناہ
نامۂ اعمال بھی ہی صاف اگر دل صاف ہے

بھول کر بھی تم مری گھر میں کبھی آتی نہتے
آج کیا ہی جو یہ بندہ مورد الطاف ہے

بسکہ کیوں قافیہ ہی تنگ اوس سی آتی تو دو
مصرع شمشیر سی دم بھر میں مطلع صاف ہے

جو رہی ثابت بلائی سخت میں میرا ہی دل
بار کاکل سی جو ٹلجائی وہ تیری ناف ہے

دل جو قرآن ہی تو میرا سینہ تفسیر ای اسیر
ہیں جو اہل کشف اونہیں کیا حاجت کشاف ہے

آنکھیں بیکار ہیں دیکھیں جز صورت تیری
دل وہ کیا دل ہی نہو جس میں محبت تیری

نخل ہستی سی نمودار ہی قدرت تیری
اصل وحدت ہی تیری فرع ہی کثرت تیری

جلد ای روح سفر سیکر خاکی سی نکل
چند روزہ ہی ملاقات غنیمت تیری

کوئی پہونچا نہ تری جلوہ گہہ ناز میں یار
راہ ڈھونڈھا کئی ہفتاد و دو ملت تیری

کیا عذاب شب فرقت سی چھڑایا ہمکو
مہربانی تری ای مرگ عنایت تیری

غنچۂ دل کو مری چاک نکر ڈرتا ہوں
کہ پریشان نہو بوی محبت تیری

اسیلی ہی پر طاوس کی قرآن میں جگہ
کہ دکھاتا ہی یہ نیرنگی قدرت تیری

باغ میں بلبل و گل بزم میں پروانہ و شمع
بھیس بدلا ہوئی پھرتی ہی محبت تیری

شعلۂ نار سقر سی جو ڈری اہل گناہ
ابر بن بنکی برسنی لگی رحمت تیری

سرکشی صورت آتش نکر ای پارۂ خاک
ذرّہ ہی تو تری کو ہی معلوم حقیقت تیری

بدلی نرگس کی اوگیں گو یہ آنکھیں سالہا سال
راہ دیکھا کیں ہم تا بقیامت تیری

غربت مین جو دیکھی ملک الموت کی صورت
سمجھی کہ ہی قاصد یاران وطن ہے

زیبا ہے جو پروانہ گری شمع کے اوپر
جو مرد ہی دنیا مین اوسی خواہش تن ہے

سنبل کو ہی کیا گیسوی محبوب سی نسبت
یہ پیچ نہ یہ خم نہ یہ خوشبو نہ شکن ہے

پھولون سی ہمین کام نہ گلزار سی مطلب
جلسہ ہی جہان لالہ رخون کا وہ چمن ہے

بیخود ہین ہم ایسے مزہ بیوطنی مین
معلوم نہین دور کہ نزدیک وطن ہے

صدقی مین ملی بوسہ جو ہمکو تو عجب کیا
خط چہرۂ جانان پہ نہین چاند گہن ہے

عیسیٰ ہو سخن فہم تو شاید اوسی سمجھے
جس شعر مین معنی نہین بیروح بدن ہے

چلنا ہی تو چل فکر اسیر اسمین ہے بیجا
نزدیک بہت روضۂ سلطان زمن ہے

یارب خبر سنی ہی یہ کسکی ورود کی
شاخون پہ لی رہی ہین جو غنچی نمود کی

صحرا کی سب زمین مری وحشت کی ہی سند
نقش قدم غزال ہین مہرین شہود کی

جاتی ہی آپ بام فلک پر نماز عشق
بیکار نردبان ہی قیام و قعود کی

منصور دار پر بھی انا الحق کہے گیا
حق پوچھیئے تو بات بڑی کی نمود کی

آیا ہی کون گل کہ معطر ہی ساری بزم
دود چراغ کشتہ مین خوشبو ہی عود کی

رکھنا سمجھکی قدم جانیئے یہان
دنیا نہین صراط ہے یوم الورود کی

افشان سی یہ آشنا ہوئی کس ماہ کی جبین
لیتی ہین آفتاب سی ذرّی نمود کی

خوشبو نسیم لائی ہی اوس گل کی عطر
ای دل درود پڑھ یہ جگہ ہی درود کی

کرتی دعا خدا سے کہ پیدا نکر ہمین
ہوتی خبر جو ہمکو عدم مین وجود کی

لب تشنگان وادی عسرت کیواسطے
کافی ہی ایک موج تری بحر جود کی

ہے عیاں یہ چار ابرو سے ستم ایجاد کے
ایک جا لکھے ہیں دو مطلع کسی استاد کے

عشق کا حاصل کچھ نہ کچھ دیتا ہے پھل مرنے کے بعد
ہیں ثمر شیریں نہال تربت فرہاد کے

باغباں ہر گل سے آتی ہے مجھے بوئے غرور
پھر کیا سینچے ہیں تو نے خون سے شمشاد کے

کر کے قتل عام کیوں مشغول ہیں سب جا نہیں
پاؤں بھی کیا شل ہیں ہاتھوں کی طرح جلاد کے

دام میں آئی جنہیں سمجھا تھا اپنا مرغ دل
تھی وہ کچھ ذرے غبار خاطر صیاد کے

سمجھی قفس میں اس قدر میری خوشی آزادی پسند
پر ادھر نکلے ادھر پھنس اڑ گئی صیاد کے

مردم بینا کا کیا ان کو را ان کو ہے یہ ستم
سامنے آتی نہیں اعمی مادر زاد کے

کیا بنائی چشم نرگس کیا بنائی گوش گل
ہاتھ چوموں نخل بند گلشن ایجاد کے

خوف ہے مجھ کو رگ جاں پر نہ پہنچے نیشتر
کانپتے ہیں ہاتھ میرے فصد میں فصاد کے

گریہ آتا ہے جس اس خستہ ہو جاتی ہیں گم
شکلیں یعنی کاغذ [illegible] جیسے باد کے

تذکرے کرتی ہیں باہم حور و غلماں تک کو
خلد تک پہنچے ہیں شہرے حسن آدم زاد کے

ہو گئی شاید تری شمشیر ابرو پہ فقیر
بیٹھی رہتی ہیں اکثر گرد فولاد کے

سرمہ ور کار لی ہیں لہو کریں کہاں تک ہمیں
کیا کنویں شاگرد جہانگیر کی حکمت استاد کے

دام نکلا سبزہ جس کو جانتا تھا میں اسیر
رخنے کا ہے دام میں لایا مجھے صیاد کے

تسلیم کیا کرتے ہیں دربان کو ادب سے
ہم تو نہیں کہتے سگ جاناں کو ادب سے

حیوان کی برابر ہے نہیں جس میں ہے جوہر
انسان سمجھتے ہیں ہم انسان کو ادب سے

تو ہے وہ پری رو کہ تری بزم ادب میں
بیٹھی ہوئی دیکھا ہے سلیمان کو ادب سے

حافظ ہیں تری مصحف رخ کی جو مسلماں
رکھ چھوڑتے ہیں طاق پہ قرآن کو ادب سے

غزل مین کوی تو مضمون چاہیے عالی	بلند ہے رتبہ انشا کی شان بینی سے
جنون نے دل مرا توڑا ہنسا کیے دیندار	کسی نے درد بٹایا نہ دردمندی سے
برنگ آئینہ یکسان نظر مین ہین بد و نیک	کسی سے کام نہین کچھ صفا گزینی سے

اساتذہ سے جو پہنچا ہے اسکو فیض کلام
اسیر صاحب خرمن ہے خوشہ چینی سے

باوفا بیوفا نہین ہوتے	حرف مدغم جدا نہین ہوتے
کیا گلہ کیجیے جو غیر ہے غیر	آشنا آشنا نہین ہوتے
باغ مین آئے فصل گل تو کیا	دام سے ہم رہا نہین ہوتے
وہ موافق نیام سان ہو جو ایک	تیغ سے بھی جدا نہین ہوتے
تیرے عاشق ہین سب ہی مستغنی	طالب ماسوا نہین ہوتے
ہے بجا گوشہ گیری عنقا	نامور خودنما نہین ہوتے
ضعف سے شل ہین دست و پا دونون	ہمسے بیدست و پا نہین ہوتے
لاکھ تم ہیا عروس دولت ہو	متوجہ گدا نہین ہوتے
پھرے تغییر حال پر نہ ہنسو	سانحے ایسے کیا نہین ہوتے
کام کسدن بگاڑتے نہین غیر	کب وہ ہم پر خفا نہین ہوتے
شیخ صاحب تمہارا کیا کہنا	ایسے خاص خدا نہین ہوتے
پنج وقتہ نماز پڑھتے ہو	کبھی روزے قضا نہین ہوتے
سنتے ہین آپکے محلے مین	جمع کب مہ لقا نہین ہوتے
پھر تو کہیے کہ اونکی صحبت مین	آپ ہوتے ہین یا نہین ہوتے

نوخطوں نے کام کیا رخسار سادہ ہی سپید
جو جنکی خلق خدا سے رتبۂ عالی ملے
وصل شیرین کا ہی مشکل تیشہ توڑا ہی کوہکن
سائلوں کو دی اسی مین خیر ہی کہ جنکی بخیل
چشم بلبل مین بھری ہین اشک گریان ای باغبان
ہے تماشائی حقیقت کا سبب سیر مجاز

مین تو ہون اوس شمع کا پروانہ جو بی دود ہے
خم ہی محراب حرم مین اسلیے مسجود ہے
کب تلک خارا تراشی درد سر بیہودہ ہے
جسکو تو نقصان سمجھتا ہی وہی بہبود ہے
آتش گل ہر چمن مین آتش نمرود ہے
سبزۂ نوخیز خضر منزل مقصود ہے

بد سرشتوں سے ہو نفرت کیون نہ ہمکو ای اسیر
پیرو شیطان ہے جو اللہ کا مردود ہے

ہوس نظارے کی اپنی دل حزین مین رہے
ہمیشہ روح تلاش رخ حسین مین رہے
لحد مین سوئی حسینون کی لیکے تصویرین
کیا نہ کب ہدف ناوک ستم مجکو
جو ناز سینہ پر آوے سکو تو اسکو ساعد دے
ملے کسی کو فراغت نہ آسمان کی تلے
یہ ہمنے صاف کیا اپنے دل کا آئینہ
کہو خدا کے لیے ہان کہان تلک آنکھ
جہان کو قتل کیا تیغ بے نیام کی طرح
فلک کو توڑ کے پہنچے کبھی نہ عرش پہ آہ
شب وصال مری حق مین ہو گئی شب جنگ

نگاہ آنکھ سے نکلے تو دوربین مین رہے
کبھی سمن کبھی بو نکی یاسمین مین رہے
پری کی شیشی نہ خالی بغل نہین مین رہے
کمان چرخ ہمیشہ مری کمین مین رہے
ہمیشہ بحث گریبان و آستین مین رہے
یہ مثل دولت مسکین تہ زمین رہے
کہ وہ ہجوم بزم حسینان مہ جبین مین رہے
شب وصال بہت کم نہین نہین مین رہے
اگرچہ ساعد محبوب آستین مین رہے
صدا الست کی اسی گنبد برین مین رہے
بغل مین تیغ چھری اوسکے آستین مین رہے

میکشی جسدن نہ کی ساقی کو جرمانہ دیا
جسطرح لازم قضائی صوم کا کفارہ ہے

منزل ہستی مین آنا اور جانا ایک ہے
روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ ہے

کیا بیان ہو ہجر ساقی مین وفور جوش غم
شیشہ مثل حلق بسمل خون کا فوارہ ہے

دل جلاتا ہے مرا برسات مین سوز فراق
شب کو جو جگنو چمکتا ہے وہ اک شرارہ ہے

ہے یہ تیری دید کا سودا کہ مانند شعاع
تار تار اپنی نظر میرا دامن نظارہ ہے

باعث غم ہجر مین ہی بسکہ سامان نشاط
ڈھیر ہو اون کا نظر مین خار کا پشتارہ ہے

طفل جو پیدا ہوا ہے اوسکو آخر ہے فنا
کل وہی ہوگا جنازہ آج جو گہوارہ ہے

شاہد بازاری وہ پردہ نشین دونون ایک
فرق اتنا ہے کہ یہ ثابت ہے وہ سیارہ ہے

سرنگون رہتی نہین ہین یہ تو اصح لحی
معصیت کا سر پر اہل زہد کی پشتارہ ہے

قافلہ بھولون کا راہی ہے عدم کو باغ سے
غنچہ گل کا چٹکنا کوچ کا نقارہ ہے

کتنے پردیسی دکھایا عارض گلگون ہمین
دامن گلچین ہمارا دامن نظارہ ہے

بدلے قاصد کے کسی مزدور کو ڈھونڈو اسیر
خط شوق ایسا ہے طولانی کہ اک پشتارہ ہے

میکدہ باغ دلکشا ہے مجھے
جام جام جہان نما ہے مجھے

غیر کا رنج بیتا ہے مجھے
کف افسوس آسیا ہی مجھے

صورت جادہ فرش راہ ہون مین
پاے مالی کا کچھ مزا ہے مجھے

چاہتا ہون چلو نہ تم سر راہ
غیرت چشم نقش پا ہے مجھے

دانہ اشک ہون مین زیر فلک
گردش چشم آسیا ہے مجھے

جانب شیشہ کان کیون نہ رہین
قلقل آواز آشنا ہے مجھے

راہ ظلمت میں مبارک ہو مشقت خضر کو
کون مرنے جاے آب زندگانی کے لیے

کس گل رخسار کا کشتہ تھا میں جب مر گیا
بلبلیں آئیں لحد پہ نوحہ خوانی کے لیے

کیوں در زندان پہ دربان بیٹھی ہیں اسیر
کم نہیں ہے ضعف اپنا پاسبانی کے لیے

غیروں پہ شب حضور کی کیا کیا کرم نہ تھے
اچھا ہوا کہ آپ کی محفل میں ہم نہ تھے

ذرہ بھی خدا نے کیا تمکو آفتاب
رونق فزوز آپ کہاں تھی کہ ہم نہ تھے

خرمن پہ میری برق نے ناحق کرم کیا
شعلے جگر کی آگ لگانے کو کم نہ تھے

دفتر تمہاری فیض کا ہوتا تہا جب تمام
دونوں جہان میں نہم شگاف قلم نہ تھے

طاؤس و کبک لاکھ چلی اوسکی چال پر
دیکہا تو دو قدم بہی قدم بہ قدم نہ تھے

تقسیم غم میں کوئی ہماری سوا نہ تہا
بیٹھا تو صاحب سر و رنا نہیں ہم نہ تھے

انسان ٹیستی سی جو ڈرتی ہیں اسقدر
گویا کبہی یہ ساکن ملک عدم نہ تھے

کیونکر کہوں کہ گہر سی وہ نکلتی تہی وقت شب
دیکہا جو صبح کو امین نقش قدم نہ تھے

کیا رعب حسن بہی ملک الموت تہا کوئی
جبتک حضور یار رہی زندہ نہیں ہم نہ تھے

گلشن میں جا کی غور سی دیکہ آئی ہو شریف
سنبل میں تیری گیسوؤں کی پیچ و خم نہ تھے

پوجا برہمنوں نے بتوں کو غضب کیا
قابل یہ پوجنے کے خدا کی قسم نہ تھے

داغ الم زمین کے تلے کیوں نہ دیکتی
تیری فقیر صاحب تاج و علم نہ تھے

کانٹوں نے ہم پہ کس لیے کہولی زبان طعن
خالی تو آبلوں سے ہماری قدم نہ تھے

آئے جو تم مزار پہ ہمراہ غیر کے
ایسے عنایتوں کے سزاوار ہم نہ تھے

نامے کو اوسنے چاک کیا کس قصور پر
مضمون تمکا شکوونکی تو قاصد رقم نہ تھے

دیکھا جو روے سرخ ہوا زرد ہو گیا
باد بہار مجکو ہوا ای خزان ہوئے

رکھا جو ستمنے دور مرے بحر اشک سی
بے چھلے تمہارے بالیکی کیا کیا طپان ہوئے

زینت نی اوسکی ادر کیا ہمکو دلفگار
تحریر سرمہ تیز نگہہ کو کمان ہوئے

دینار داغ دل مین عمرے جسقدر بڑھے
اوتنی بہی جنس حسن تمہاری گران ہوئے

صبح شب وصال چلا وہ صنم اسیر
ہمنے خدا کو یاد کیا جب اذان ہوئی

کم نہین گھری سی ہمکو تہی دیوار کے
سیر گھر بیٹھے کیا کرتے ہین ہم بازار کے

دل بکا دیتی ہی الفت ابروی خمدار کے
امر آسان کچھ نہین یہ آنچ ہی تلوار کی

ہوں وہ زخمی ہوش نہ آیا مجکو قاتل کا حجاب
پٹیان آنکھوں پہ باندہین زخم دمندار کی

آبلی ہین کفش پا درکار کیا وحشتمین کفش
موئی سر دستار ہین حاجت نہین دستار کی

آفتاب صبحکو دیکھو نہو زینت پسند
گل سی جاتی ہی پریشانی کوئی دستار کی

یاد گیسو مین دباتی ہی سیاہی شام سے
شب بسر ہوتی ہی مشکل سے تری بیمار کی

کیون نہ تربت سیر یاد آئی مجھے قبرون مین ہوت
جادۂ راہ عدم ہی ہر روش گلزار کی

ہی جو مژگان کی محبت مین گرفتار مرض
ہو گئی ہی نبض منشاری تری بیمار کی

کیون نہ دیکھون وہ رجا جاکر حسینونکا جمال
نور آنکھون مین ہی طاقت پاؤن مین رفتار کی

خط کا طوطی بولتا ہی اب کہان وہ آب و تاب
کھل گئی قلعی ترے آئینۂ رخسار کے

بوی گل تعلیم کرتی ہی یہ مجکو باغ مین
چاک کر پیراہن تن راہ لی گلزار کی

ہم پس دیوار اوسی ہر وقت نظارہ نصیب
واہ رے تقدیر چشم روزن دیوار کی

مر گئی پر قید وحشت سی نہ نکلا کوہکن
ہو گئی زنجیر پا چوٹی اوسی کہسار کی

الائین زبان پہ شکوہ کار انگلیوں کا کیا
تو دلا شری سے ہم نہین قابل شکار کے

سمجھے جو اپنی موی سیہ ہو گئی سفید
نیرنگ ہین یہ قدرت پروردگار کے

یہ بعد ہے سحاب نہین زیر آسمان
روتا ہے کوئی میری طرح ہی پکار کے

آتی ہی میکدی مین گیا خشم محتسب
شیشے مین ہمنے بند کیا ہین اوتار کے

زندان سی چھوٹتا ہی جو قیدی کوئی اسیر
پھرتا ہے آگے گرد ہمارے مزار کے

زندون سی مردے یہ نہین کہتی پکار کی
کیا جانئے کیا گذرتی ہی نیچے مزار کے

بیمار ہے جو عشق مین گیسوی یار کی
راتون کو درد پیٹ مین رہتا ہی مار کے

عیار تہا عجیب زلیخا کا جذب عشق
کنعان سی ماہ مصر کو لایا اوبہار کے

کیونکر خبر قیس مین ہم تہین نہ شور شین
خردی سی تہی کچہ شریک بہاری تکرار کے

سودا امر کیا نہ کسی روز سال بہر
ابکی تمام سال رہی دن بہار کے

آخر مآل عجز ہے تیرسے غرور کا
راہی باغبان غمزدان بہی ہمکو بہار کے

عاشق کا دل جو اور جلاتا ہی آپ کو
مہندی لگا کی ہاتہ ہی بیچی ہنار کے

مرتے ہون سے زندگی مین یہ ہم نہین بری کہ
تب دیکھتی سوار ہین کاندہی پہ چار کے

وہ صاف اعتقاد ہین پیا فی شراب کیا
پانی بہی ہم پئین تو سرِ چشمہ پر وار کے

کیونکر نہ سوز غم سی مسلمان کا دل جلے
دیتی ہین برہمن کو وہ صدقہ اوتار کے

کہتے ہیں شہر سو ہجر مین پیتا نہین مزہ
قطرے لہو کی ہین مجہے دانی انار کے

ہین کاہ سے سبک ہون یہ کو ہستی گران
صدمے اوٹہین گی کس سی غم انتظار کے

پستان یار سی نہین ممکن مقابلہ
کہٹے چمن مین دانت ہوئی ہین انار کے

ہی وادی وحشت سی مرا قصد سوی شہر
کہو لین نہ دکانین یہ کہو شیشہ گرون سی

کھلتا ہی نہین مثل صدف دیدۂ انصاف
ای چرخ یہ تنگی تجھی عالی گہرون سی

وہ اوس فلک حسن کا کوچہ ہی کہ جس مین
خورشید و قمر چلتی ہین آنکھون سی سرون سی

اس شہر شر انگیز مین کتنی ہی قساوت
اللہ بچاتا ہی فسادون سی شرون سے

خونریزی و تکبر و جبار آئینہ بیکار
شمشیر قضا رک نہین سکتی سپرون سے

مستان مئ عشق کی دل ساغر ہین ہلبلہ
آفاق کی پوچھو خبر ان بی خبرون سی

وحشت مین ہمین صورت مردم سی ہی نفرت
ہی قصد کہ بہلائیی دل جانورون سی

دنیا سی گئی جتنی اسیر اہل شرف تھی
باقی نہ رہا ایک بھی اون نامورون سے

وہ بی نقاب بھی زیر نقاب رہتا ہی
فروغ عارض روشن حجاب رہتا ہے

کسی کی آنکھ سے یہ دل خراب رہتا ہے
ہماری کعبی مین دور شراب رہتا ہی

تمہاری عارض روشن سے ہی جہان روشن
کدھر ہی ماہ کہان آفتاب رہتا ہے

زمانہ مرتبہ دیتا ہے بیمروت کو
کہ طاق پر قدح بی شراب رہتا ہی

چلین ثواب کی راہین کہان تلک واعظ
ہمیشہ جان پہ نازل عذاب رہتا ہی

اسیطرح تو دم نزع ہو نگی آنکھین بند
یہی خیال ہمین وقت خواب رہتا ہی

فقیر ہی تری در کا یہ شاید ای شہ حسن
ہمیشہ کاسہ بکف آفتاب رہتا ہی

ہماری رونی سی صحرا نہین فقط دریا
کہ کوہ تا بکمر غرق آب رہتا ہی

مرا خیال بھی کیا یار کا مصاحب ہی
کہ گھر مین آٹھ پہر بار یاب رہتا ہی

ابشر دلیر معاصی مین ہو خدا نہ کری
نہ خلق سی نہ خدا سی حجاب رہتا ہی

کل جہان جو عدم آباد سی آ کی رستے
نہیں معلوم کہ وہ آج کہاں جا کی رہی

جب تلک سنا نہ رہا نقل بہاری سی چمن
کیسی کیسی نہ ہجوم اہل تماشا کی رہی

آشنا موج کی مانند کنارے سی تھے
شغل گر اب ہمیں پھیرین دریا کی رہی

سیکڑون بستگی غیبت سے نہ ہستی تھی
کارنما نے بھی اللہ تعالیٰ کی رہے

تاب کسکی ہی کہ ہو صرف تماشای جمال
ایک جلوی میں بجا ہوش نہ سہا کی رہی

ذائقہ موت کا چکھا تو یہہ لذت پائے
کہ ذرا ہمکو مزی یاد نہ دنیا کی رہے

نہ تو وہ تخت نہ وہ تاج نہ لشکر نہ علم
نام باقی فقط اسکندر و دارا کی رہی

دشت میں خاک بگولی نہ اڑاتی ہیں کیونکر
چلنی والی نہ رہی نقش کف پا کی رہی

تیری گیسو سے وہ پوچھی کہ بدل کر صورت
مدتوں شکل عصا ہاتھہ میں موسیٰ کی رہی

خانۂ گور دیا ہمکو جو قسمت نی وسیع
کیسی آرام سے ہم پاؤن کو پھیلا کی رہی

بند گیا لیکہ اون آنکھون کا تصور تا صبح
پھول بستر پہ مری نرگس شہلا کی رہی

قدر دان کون ہی معشوق کا عاشق کے سوا
سر پہ مجنون کی قدم ناقۂ لیلا کی رہی

بوسۂ لب نے بھی زائل نہ کیا درد جگر
مرض اچھا نہوا پاس مسیحا کی رہی

مر گئی بھی خاک پر اک روز نہ برسا پانی
منت ابر کرم عالم بالا کی رہے

ایک آفت جو ٹلی دوسری آفت آئی
تا دم مرگ بکھیڑی یہی دنیا کی رہی

جسم سے دم ہوا افراط نقاہت سی اسیر
روح کو بھی یہہ تردد کہ کہاں جا کی رہی

شاعری کچھہ خطا ہو تو طعنہ فضول ہے
قول امام ہی نہ حدیث رسول ہی

خار اوسکی رخ سی گلشن جنت کا پھول ہے
شمشاد قد کی سامنی طوبیٰ ببول ہی

تختۂ گور بنا تخت سپہر کہا جو قدم
تیری درویشی کو شاہی نہ خدا داد ہوئی

یاد گیسو مین نہ کیونکر دل عشاق جلین
شمع روشن ہوئی گھر گھر جو شب تار ہوئی

چشم دل کو نظر آیا نہ کبھی جلوۂ دوست
گرد کلفت یہہ اوٹھی بیچکی دیوار ہوئی

خواب مین بھی نہ کبھی وہ رخ سیمین دیکھا
کب میسر ہمین یہہ دولت بیدار ہوئی

ہاتھ آیا نہ کسی کو بھی ترا غنچۂ لطف
بار گیرو مین ٹری یہ بہوٹ ٹری بار ہوئی

سر کٹی پار پڑی واہ کس انداز سی پاؤن
چال تیری نہ ہوئی تیغ کی رفتار ہوئی

ہون وہ دیوانہ کہ سنکر مری آواز قدم
وحشت مین جو رہ خوابیدہ تھے بیدار ہوئی

خاکساری ہی ضرور اہل تنعم کو اسیر
جھک پڑی خاک پہ جو شاخ ثمردار ہوئی

دی چھری تم نی جو اکدم کی لئی آکی چلی
مرغ بسمل کیطرح سی مجھی تڑپا کی چلی

غیر کے ساتھہ وہان یار نی کی بادہ کشی
جام پر جام یہان خون تمنا کی چلی

وای غفلت ہمین اتنا بھی نہ معلوم ہوا
کہ کہان سی ادہر آئی تھی کہان آکی چلی

گالیان دین مجھی یارب کہ پڑہا سورۂ حمد
کچھہ تو چپکی سی سر قبر وہ فرما کی چلی

نزع مین کچھہ تو نظر آئی ہمین سیر کہ ہم
طیب خاطر سی مزی چھوڑکی دنیا کی چلی

اک ذرا کیجیو گیسو مین سمجہ کر شانا
اڑہ سر سے نہ کسی عاشق شیدا کی چلی

جسطرف شہر مین آمد تری وحشی کی ہوئی
غول کی غول اودہر اہل تماشا کی چلی

گو کہ احباب نی تربت مین سنائی تلقین
دو گھڑی آپ نہ ٹہری مجھی سمجہا کی چلی

شب کو تا صبح جو دربان نی نکہولا دیا یار
سر کو عاشق در و دیوار سی ٹکرا کی چلی

کہا روش سی کہ جانی کہ چلی کبر سی چال
کاسۂ سر تو غرور یہ نکلی نہ ٹہکرا کی چلی

بلی جو راہ میں وہ تند خو تو یہ کہوں میں
کبھی مزاج مبارک بحال ہوتا ہے

ملاپ شاہ و گدا کا جہاں میں مشکل ہے
کہیں گلیم میں پیوند شال ہوتا ہے

نگاہ یاس کا چلتا ہے تیر تیغ کے ساتھ
ہمارے سامنے قاتل حلال ہوتا ہے

وہ بادہ کش ہوں جو پیتا ہوں ایک قطرۂ مے
وہ قلزم عرق انفعال ہوتا ہے

سو بیت زیب کہاتا ہے جس سے سر کے
کہ آئینہ میں ہجوم مثال ہوتا ہے

وہ تیغ کیوں نہ مرے تن کو گرم ہو کے لگی
پڑی جو آگ میں لوہا تو لال ہوتا ہے

اسیر پوچھیے کچھ حال دل کہ صورت شمع
یہ تحمل آگ میں جلکر بحال ہوتا ہے

حلقۂ زنجیر میں خواب سے بیدار ہوئی
شور محشر مری زنجیر کی جھنکار ہوئی

ہوں وہ مقتول جو محرم کا ملے مجھے
تیغ جوہر کی سلاسل میں گرفتار ہوئے

صدہ رن ہیں وہیں زخم تن بسمل پر
تیغ قاتل ہوئی معصہ دلدار ہوئی

کب گئی وصل کی شب اور کب آئی بار
کہ ابھی شام ابھی صبح نمودار ہوئی

لکھتی وہ روح معلی ہیں کبھی آ نکلا
سر ثریا تیرے دن کا بار کی توجیہ ہوئی

ہم جو مر جائیں تو کیا امر ہے جانا نکا عجوبہ
خون مقتول سے کب تیغ گنہگار ہوئی

عکس سے مطرب ہی سر سے بیمار و کو
کھائی نرگس نے ہوا باغ کی بیمار ہوئے

روح آئی تھی عدم سے کہ کرے سیر جہاں
چار دیوار عناصر میں گرفتار ہوئی

دل ملک ما عجم ہجر آشناؤں ای عجب
عشق محبوب نہ ٹھیرا کہ نئی بیگار ہوئی

کیا خطا کی جو لیا بوسہ حال ہر کہیں
کیوں جفا ہی نمک خوار سی سرکار ہوئی

تو جو گلشن سے گیا گل ہوئی نالاں بلبل
ہر کلی مرغ نوا سنج کی منقار ہوئی

عشق پیدا جو کیا تو نی تو معلوم ہوا
ہین یہ ایجاد سی ہی علت غائی تیری

غافلی سے کہین آگاہ نہ ہر زن ہو جائین
ای جرس تو خوب نہین ہرزہ درآئی تیری

عبث ای نالۂ بلبل ہی تجھی قصدِ فلک
گوشِ گل تک نہین گلشن ہی رسائی تیری

سیر کر شوق سی صحرا کی جنونکی ای قیس
بوجھ کانٹون کو نہین آبلہ پائی تیری

نہ کرم عشق کی بندون پہ نہ رحمت کی نظر
ای صنم ہم تو سنا تہین کہ خدائی تیری

با علی کافر و مومن سی نہین تجکو غرض
صلح [illegible] سے ہے نہ لڑائی تیری

کس شہ حسن کی کوچی کا گدا تو ہی اسیر
بادشاہی ہی حقیقت مین گدائی تیری

پہنچ کی سامنی اوسکی یہ حال ہوتا ہے
کہ ہمکو آپ مین آنا محال ہوتا ہے

جو رنج دی اوسی حاصل ملال ہوتا ہے
کہ خار چبھتا ہی جب پایمال ہوتا ہے

پلائی کیون نہ ہمین جام جام پر ساقی
سخی کا فیض علی الاتصال ہوتا ہے

سیاہ ہجر مین ہی کیا مرا سیہ خانہ
کہ پاؤن رکھتی ہی یوسف بلال ہوتا ہے

ارادہ یار کا ہمسے کبھی نہین چھپتا
صفائی تن سی عیان دلکا حال ہوتا ہے

تمہاری پاؤن مین ملتا ہی کیا حنا شب کو
سحر جو نکلے خورشید لال ہوتا ہے

سیاہ بخت ہون ایسا کہ میری تربت پر
چراغ جل کے زبانِ غزال ہوتا ہے

بجا ہی خوش ہو جو کشتونکو دیکھ کر وہ ترک
کہ کھیت کاٹ کی دہقان نہال ہوتا ہے

ہوا ہون سیر جو کھائین مجھی وہ کیا ابرو
کہین سحر کو بھی پیدا ہلال ہوتا ہے

ندی کی دلکو رہائی کبھی پھنسا کو وہ زلف
عزیز بندۂ یوسف جمال ہوتا ہے

بنا تھا آگ سی ابلیس ہوگا داخل نار
جو بد ہین نیک کب اونکا مآل ہوتا ہے

تن بیجان میں ڈالی جان ای پیر مغان تونے	نہیں عیسی کی قائل ہم تو عاشق ہیں تیرے دم کے

اسیر اپنی طبیعت سے عجب راحت ہے مضمون کا
مقام امن شرح اللہ ہے دامن میں مریم کے

وصل ہوتا بھی ہے تو ہجر کا ڈر رہتا ہے	عید کے دن بھی محرم مرے گھر رہتا ہے
گرم پہلو میں کوئی داغ جگر رہتا ہے	شمع کا نور کہاں وقت سحر رہتا ہے
چشم وہ چشم ہے جسکو ہے تری دید کا شوق	گوش وہ گوش جو مشتاق خبر رہتا ہے
آنے پاتا نہیں میرے دل مضطر کے پاس	درد پہلو میں ادہر اور اودہر رہتا ہے
غیر کے غم میں سوم تک وہ سیہ پوش رہے	تین دن جیسے کہ عقرب میں قمر رہتا ہے
چال ہے کوچۂ شطرنج محبت کی نئی	ہمت اوسکی ہے جو اس راہ میں مر رہتا ہے
کیون مری لاش پر آئے وہ چھپانے منہ کو	مرکے آنکھوں میں کہاں نور نظر رہتا ہے
شش جہت چھان چکے پر ہمیں معلوم نہیں	کس طرف ہے وہ کہاں ہے وہ کدہر رہتا ہے
دل پر داغ مقرر ہے خدا کو بھی پسند	مصحف پاک میں طاوس کا پر رہتا ہے
مار ڈالا تری خنجر کی رکاوٹ نے مجھے	چل کے ہر وقت یہ گردن پہ ٹھہر رہتا ہے
دو گھڑی خندۂ گل چار پہر جلوۂ مہر	کم بقا ہے وہ جسے نشۂ زر رہتا ہے
دل انجم دور دکی منزل جو نہیں ہے کیا ہے	قافلہ ایک نہ ایک اسمیں اتر رہتا ہے
رشک کہتا ہے نکرین ایک لہو پانی ہم	سنتے ہیں غیر سے وہ شیر و شکر رہتا ہے
کون ہیں جنکو فراموش ہے دنیا میں خدا	ہم کسی کام میں ہون دھیان اودہر رہتا ہے
مرد کو ہجر کی شوق شہادت میں ہے شرط	پہر تو خنجر کا نہ جلاد کا ڈر رہتا ہے
زندگی ہجر میں مر مر کے بسر کرتا ہوں	روز ہنگامۂ محشر مری گھر رہتا ہے

قاتل رہی تو قتل کو آتی ابھی اور ٹہر کر
بہ سر کی مانند جو تلوار سے ہوتی

ماخوذ ہوئی دل کی عوض حشر مین اعضا
یا پڑی گی مجہہ پر ہم گنہگار سے ہوتی

کاہی کی طرف ہم تو نکیا ہین گی نحیف سے
سے کون صدف گوہر شہوار سے ہوتی

نکل یائین نہ سنتی ابہی ہو کر ہمہ تن گوش
نالی جو رسا مرغ گرفتار سے ہوتی

مجہہ سی یہہ ہو گا مہہ ہو گا کبھی ای شیخ
مسجد کو چلون خانۂ خمار سے ہوتی

جب ٹون بہی وہ تعریف اسیر اسکی جو کرتا
آفاق مین شہرہ مری اشعار کی ہوتی

وطن سی نامہ بر آئین تو سمجہائین نشان غم کی
خط احباب سمجہا ہی ہوں تحریر داغونکی ہم کی

وہ بیکش ہین تماشی دیکہتی ہین مرکی عالمکو
لکہی ہین قبر کی تعویذ ہین خط ساغر جم کی

تمہاری نخل قد سی ہمسری جو نخل کرتی ہین
یقین ہین روز محشر ہونگی وہ کندی جہنم کی

وہ عاشق مبتلا کل کی ہین نفرت ہی لڑائی سے
نہ قد تیری کا بہاتا ہی نہ گیسو ہمکو پیچ و خم کی

بڑا فاہ رجما جی کار خانیکو وہی جانے
خدا جانی کہ گذری کتنی آدم قبل آدم کی

گوارا غیر کا احسان نہین نکین مزاجونکو
ہوی داغ پر طاوس کب محتاج مرہم کی

بہت روئین جو ہجر یار مین عشاق سے انکہ
ندی الزام انہین کیا نہین فرزند آدم کی

سنین ہین ہجر مین یہہ لکہ ابر سیہ ساقی
ڈرانی کو ہماری سانپ نکلی ہین جہنم کی

جنہکی سیر کو وہ مہروش جب صبح آتا ہی
گلونکی ہوش اڑ جاتی ہین قطری بنکی شبنم کی

ملین گر شیخ گر مجہہ صاف دل سی راست کہتا ہین
کہ سیدہی ادہتی ہین کاغذ پر الٹی حرف خاتم سے

جو قولا ہمنی اپنا بی نیازی کی ترازو مین
برابر نکلی پلی بخل قارون جود حاتم کی

زمین کوئی جانان ہی بلند ایسی کہ سنتی ہین
صدا آیا ہی موری لنگ ساکن عرش اعظم کی

کیا اہل طمع خیر سی ہیں دست کشیدہ
لی مرد جنازہ میں اوٹھاتا نہیں کوئی

یاروں کا جراید تو معشوق سی مانگو
ان لوگوں میں اکسیر بنا تا نہیں کوئی

عاشق ہو ٹک سیر اکسی معشوق سی کیا کام
لیلی ہو کہ شیریں بھی بنا تا نہیں کوئی

سوکیات

معلوم ہوا حال اسیر اہل عدم کا
کیوں جاتی ہیں بہت جو بلا ناہیں کوئی

پڑی یہ ہوا کہاں سنگ یار سے ہوئی
یہ منصب ما ساسیں مقدار کے ہوتی

جلوہ ای جہاں سیر کی گلزار کی ہوئی
لب معامل قدر لدار سے ہوئی

مجلس سی نکالا ہمیں جو کام آرا
ہم ہوئی تو رنگ دری گلزار کے ہوئی

لینی کو مری جان جو آئی ہی شب ہجر
یہ کون ہی اس طرۂ طرار سے ہوتی

معلوم ہوا کیا ہیں اسا نہ موسے
کیا جان کی طالب تری دیدار کی ہوئی

کم بوسہ لب دو اوسی قدرت ہی جدا کے
یہ عمر کا میٹھا ہو تک جوار سے ہوئی

تیغ ابروی قاتل کی جو سر ہیچ سے کے لیا
ایک ایک کی دو دو تو جرمار سے ہوتی

خورشید جہاں سہوی تو سہوی ہم
دوری یہا کسی زوررن دیوار سے ہوئی

شاہو کے سرا وار رہی افسر شاہی
لسی متحمل جو ہم اس یار کی ہوتی

اتنا یہ ہو ضعف لی چیونٹا مری تن
لب سرخ جو اوس ترکی سوفار سے ہوتی

قاتل ہمیں شوق مرزہ رحم سے مارا
حق اوٹھتے جو کشتی تری تلوار کی ہوتی

کیوں شہر میں آئی تنا ہی مرگ غریبی
کاندھی یہ تو ہم چار قدم یار کے ہوتی

دیوار ہیں ہم دو ڈ کی اوس تک پہنچے
سیر جو کسی سایہ دیوار کے ہوتی

ہر سو در کی منہ کا ہستی جان کا ہلکو خوشے
یہ سان جو وہ حال دل بیمار کے ہوتی

مجھ پہ جو خانۂ تاریک میں گذری شب ہجر
کسی مردے نے نہ پہلو گور میں بدلا یا

دل بنا یاد رخ یار سے خلوت گہ طور
داغ نے روشنی برق تجلی پا سے لئے

لاش ہو لی تسما ہے گی مری تربت میں
کوچۂ یار میں گڑنے کی اگر جا پا سکے

کبھی تو نے نہ دیا بادۂ عشرت اے چرخ
ہمنے تکلیف تری دور میں کیا کیا سہ لئے

دست وحشت وادی دل کا ہو بیان کس سے اسیر
ذرے ذرے میں یہاں وسعت صحرا پا لئے

مونس شب غم میں نظر آتا نہیں کوئی
بیمار ہیں ہم درد بٹاتا نہیں کوئی

دل نذر کروں کس کو جانان کو میں کیونکر
بیمار کو آئینہ دکھاتا نہیں کوئی

اکسیر ہے کہتے ہیں سبھی راحت دنیا
سب ڈھونڈ رہے ہیں اسے پاتا نہیں کوئی

ممکن نہیں خورشید جہان تاب ہو ذرہ
تو جسکو بڑھاتا ہے گھٹاتا نہیں کوئی

مرغ سحری ہے نہ شب ہجر مؤذن
سب مر گئے آواز سناتا نہیں کوئی

وہ شہر مقرر ہے کچھ اس شہر سے بہتر
دنیا میں عدم جا کے پھر آتا نہیں کوئی

کیا چوم ہی ہمنے جو لیا بوسۂ مژگان
اتنی لیے سولی پہ چڑھاتا نہیں کوئی

چشمہ نہ سکندر کو ملے خضر ہو رہبر
بگڑی ہوئی تقدیر بناتا نہیں کوئی

دل بیچے بازار محبت میں تو نکلے
پر کیجیے کیا کچھ بھی لگاتا نہیں کوئی

خرما ہے لب سیب ذقن پر ہو مائل
پھل دیکھنے کے ہیں انہیں کھاتا نہیں کوئی

در کھولے ہوئے کب سے ہے مشتاق ہے رضوان
جنت میں تری کوچہ سے جاتا نہیں کوئی

یا رب خبر اہل عدم کس سے میں پوچھوں
جاتے کو تو جاتے ہیں پھر آتا نہیں کوئی

کیا ظرف ہے مستان مئے عشق کا عالی
منہ ساغر جم سے بھی لگاتا نہیں کوئی

چاہیے سامان نیا دربار شاہ عشق کو
گردش تقدیر کی دستار سر پر باندھیے

بزم میں آنے نہ دیجئے ہے یہی کچھ انصاف شرط
رشتہ ہای شمع سے پروانوں کے پر باندھیے

ہے اگر دیدار سے محروم رکھنا وقت قتل
اک ذرا پٹی مری آنکھوں پہ کس کر باندھیے

ایک دن مل جائے گا وہ گوہر مقصود سے
صورت گرداب سر دریا میں چکر باندھیے

اس قدر بیدار ہے اسمیں کہ رنگینی کا ہیں
لاکھ ایسے طائر مضمون کے شہپر باندھیے

صورت آسودہ ہے نقطہ کنج دل میں اسیر
گرد اپنے صورت پرکار چکر باندھیے

وحشی ہوں زلف کا کوئی تدبیر چاہیے
زنجیر چاہیے مجھے زنجیر چاہیے

قاصد کی جا پہ کوئی مصور ہو اے ال
دل کی جواب خط کی تصویر چاہیے

تحصیل علم و فہم فراست کمال عقل
انساں کو کچھ بچا ہے تقدیر چاہیے

لکھوا کے خط کہا نسبہ لایا ہے نامہ بر
لکھوا دے اپنے ہاتھ کی تحریر چاہیے

اس واسطے کہ پھر نہ کوئی نام عشق لے
قاتل ہماری لاش کو تشہیر چاہیے

دیتے نہیں جو بوسہ مجھے تو جواب صاف
کچھ قطع آرزو کو بھی شمشیر چاہیے

لازم ہے نوجواں کو پیروں سے ارتباط
سحروں مست ہے گرم تاثیر چاہیے

مسکن خراب قصر میں اک مقبرہ سا
تعمیر اگر مآل تعمیر چاہیے

کیا کیا جہاں خاک میں تو نے ملا دیا
دنیا نہ مجھکو ای فلک پیر چاہیے

محرم ہوں عشق زلف کا ہو دے مجھے اگر
جیسا ہو جرم ویسی ہی تعزیر چاہیے

لاؤں کہاں سے جیب کو ہر روز گنج زر
عاشق تمہارا صاحب اکسیر چاہیے

حاجت جواب نامہ کی لعدعا نہیں
میری کفن میں یار کی تصویر چاہیے

دلپسند خلق ہی جو قول ہی بالاتفاق — یہ صدا آتی ہی ہمکو تار باجی ساز سے
حسب کیی اوصاف وشن لف سلسل کی بیان — مرغ مضمونکی نہ ہی پہر رفتہ آواز سے
خوبرو تیری طرح ہی حور جنت مہی مگر — کب ہی واقف اس ادا اس ناز اس انداز سے
گل گریبان چاک کرتی ہین تمہاری رنگ پر — ہوش بلبل اوڑتی ہین رنگینی آواز سے
ہین جو خاصان خدا تابع ہین اونکی آسمان — مصطفیٰ نی چاند دو ٹکڑی کیا اعجاز سے
کیون نہ تازہ قلب افسردہ کری فقرہ کری — سبز کرتی تہی درخت خشک کو اعجاز سے
شوق بام یار مین لیسا اوڑا مرغ نگاہ — چہپ گیا مانند عنقا رفعت پرواز سے
کوچہ جانان سی پہر آیا جب کبوتر نامراد — آئی آواز شکست دل پر پرواز سے
طائر بسمل ہی سینی مین ہمارا مرغ دل — لڑ گئی ہی آنکہہ کس ترک شکار انداز سے
آنکہین پہر جاتی ہین اونکی سنکی یون یاد دل — بہاگتی ہین جیسی آہو شیر کی آواز سے
دیکہہ ہی قاتل مری نالی لگا مجہپر تیغ — موم آہن ہو گیا داؤد کی اعجاز سے
زخمی تیغ زبان خلق ہون جراح مین — چاہیی زخمون کو سینا رشتۂ آواز سے

صورتین کیا کیا دکہاتا ہی زبانی کو اسیر
ہی حذر عاقل کو لازم چرخ لعبت باز سی

میری موسم مین لالہ عذارونکا جوش ہی — گویا ہین پہول باغ مین بلبل خموش سے
باہری مصلحت سی یہ چہپنا خروش ہی — آہستہ بات کریں دیوار گوش سے
بلبل کا قول ہی کوئی سنتا نہیں مرے — گل کو جو دیکہیی ہمہ تن چشم گل گوش سے
ساقی عزیز بادہ کشونسی نکر شراب — تہوڑی سی تو اور دہی کیا ہی نکو ہوش سے
کہتا ہون جب مین اونسی فریاد درد دل سنو — کہتی ہین جائیی کہ مجہی درد گوش سے

صاف ادوونکو تو ہکو درد ای پیرہن
ہا ہمہ دلبر ما ہمیں ایسی دعوت مشترکہ سے

سخت دل کی نہ لین ہی کرتا ہی تو ان حق ادا
سنگ یوں اوٹہا رسول اللہ کی انکار سے

تا نہ دل لی لگادی ہی شب فرقت جدا
کم نہیں ہی آسماں طاؤس آتشبار سے

تیر اعاشق جاتا ہی ہو سے تری دلکی بات
ابر بیمہر کون واقف ہوا کی راز سے

یوں ہی صیاد فلک سی دل مرا سودا ہوا
جیسے تودہ ہو مشک دشت تیر انداز سے

انکھن ہیں ہمیں مطلق کان رکھتی ہیں امیر
ہی تمیز نیک وبد انکو فقط آواز سے

اوسکی ریور ہیں جڑی شاید نگین ہشت دل
جا ہی ای چشم تر سارش مرصع سار سے

ہوں وہ طائر گھر ملی نقشی ہمیں مجکو جگہ
آشیانہ کم نہیں ہی چنگل شہباز سے

خاتمہ ہی کو آئی کاش وقت شب ماہ
شمع تربت ہو روشن شعلۂ آواز سے

وادی غربت میں سامان اسیری ہی یہاں
زیر پا سایہ نہیں کم فرش پا انداز سے

شق ہوا انگشت ہمیں سی ہوا گردوں پاہ
مرتضی نی جست خورشید کی انکار سے

نطق عیسی سی ہیں کم گفتگوی دلربا
جان پڑ جاتی ہی مردوں میں تری آواز سے

شکوۂ احباب سی منظور ہی ہمکو یہ بات
کوئی دشمن ہو نہ واقف دوستی کی راز سے

دیدۂ تر لی ہمارا عشق ظاہر کر دیا
راز دل کیونکر چھپائی کوئی اس غماز سے

حالکاری کھیل تھا میر الڑکپن ہیں اسیر
ہی خیال انجام کا دلکو مری آغاز سے

ہو چکی سب خلق جو ہر تیری تیغ ناز سے
قتل اب چاہی تو پہلی زندہ کر اعجاز سے

کیوں نہ کانونکو ملادوں تم پہ ای سیمان
ساز کی آواز ملتی ہی تری آواز سے

باغ عالم میں قفس ہی مجکو میرا آشیاں
طائر تصویر ہوں واقف نہیں پرواز سے

دار فانی میں زیادہ ہی عبث فکر قیام
ایک دو روز کا میلا ہی یہہ گہر کسکا ہی

جان بلب شمع کی مانند ہیں ہم ہی شب تجہ
بیشتر صبح سی دیکہیں کہ سفر کسکا ہی

دیر سی کعبی کو چلتا ہوں تو کہتی ہیں بتے
ہمیں دو روز ٹہر جاؤ یہہ گہر کسکا ہی

آگیا اونکو تبسم تو ہلیسوں سی کہا
آج مشتاق نمک زخم جگر کسکا ہی

اوٹھہ گئی لاش مگر آپ نی اتنا نہ کہا
کہ یہہ تابوت سر راہ گذر کسکا ہی

ایک منصور ہی جانباز تہا عشاق میں کیا
میں بہی کہتا ہوں انا الحق مجہی ڈر کسکا ہی

اس تن زار سی ناحق ہی فلک کو کاوش
آبلہ خار سی اولجہی تو ضرر کسکا ہی

درد دل میں جو نہ عیسی سی کہوں تم کہو
مجکو ڈر آپکا ہی آپکو ڈر کسکا ہی

ای بخیل اتنی محبت ہی تجہی مال سی کیوں
پہلے کسکا تہا تری بعد یہہ زر کسکا ہی

بدگمانی سی کہا آئنہ دیکہا جو کبہی
نہیں معلوم کہ یہہ دیدۂ تر کسکا ہی

ماہ تابان میں جو پیدا ہی کلف کی ظلمت
ای فلک یہہ اثر دود جگر کسکا ہی

منکر ہستی حق سی کوئی اتنا پوچہی
کوئی کعبہ میں نہیں ہی تو یہہ گہر کسکا ہی

کیا کبہی جلوہ گہہ ناز تمہارا تہا چمن
گل جو بیکس پڑی ہیں یہہ رنگ اثر کسکا ہی

شوق سی تیغ لگاؤ ہدف تیر کرو
سینہ کسکا ہی مری جان جگر کسکا ہی

اہل حکمت کی نظر سی ہی جو اتنا غائب
جوہر فرد میں انداز کمر کسکا ہی

باڑہ رکہوائی ہی اوس ترک نی خنجر پہ اسیر
دیکہی اب کلے محرم میں سفر کسکا ہی

دل وصلت جانانکا جو مشتاق ہوا ہی
میاں زاد سفر ہی تو فقط توشۂ عقبی

کچہہ اور نہیں داعیہ خلاق ہوا ہی
شرمندہ مجہی لوٹ کی قزاق ہوا ہی

ٹوٹ جاتی لب دریا نہ کہین آو رہی
موجین اٹھتی ہین طبیعت مری لہراتی ہے

نزع کی وقت عزیزون سے حقیقت کیسی
ہو چکی ختم کہانی ہمین نیند آتی ہے

شدت گریہ مین اوٹہتا ہے اگر درد جگر
بارش ابر مین بجلی سی چمک جاتی ہے

زندگی ابتو ہی تبدیل شباہت کی سبب
موت جب آتی ہی منہ دیکھکی رہجاتی ہے

جل چکا طور ہوئی حضرت موسی بیہوش
جلوہ اب برق تجلی کسی دکھلاتی ہے

ہمکو بھی ہوتی ہی امید زوال تپ غم
دہوپ دیوار سی جب پیڑہ کی اوترجاتی ہے

یا خدا قبر مین جنت سی کسی حور کو بھیج
گھر اکیلا ہی طبیعت مری گھبراتی ہے

باغ عالم مین ہمی کج روشی سی کیا کام
راستی سرو کی صورت ہنر ذاتی ہے

ای ستمگر ہی نقاب اسکی رخ روشن پہ ضرور
دیکھنی والون سی تصویر بھی شرماتی ہے

گردش چرخ سی پیدا ہین حوادث کیا کیا
منہ ہمیشہ یہ کمان تیرون کا برساتی ہے

طفل کو چین نہ ہی پیر کو دنیا مین سکون
طاقت نشو اوسی حرص سی دوڑاتی ہے

کون سمجھی خم افلاک کی حکمت ساقی
ہم تو کیا عقل فلاطون کی بھی چکراتی ہے

ہمصفیرون سی قفس مین مرا پھنسنا نہ چھپا
کیا خبر کی ہین یہ پر و بال جو اوڑجاتی ہے

زہد ظاہر یہ کبھی دھیان نہ کرنا کہ اسیر
رند مشرب ہی شرابی ہی خراباتی ہے

غضب ہوا کہ اجل وصل یار مین آئی
ہوا خزان کی کہان سی بہار مین آئی

یہ تیر آہ نی تھکتون کو کر دیا غربال
کہ دہوپ چمن کی ہماری مزار مین آئی

جگا دیا ہمین دل نی تڑپ کی پہلو مین
ذرا جو نیند شب انتظار مین آئی

تمہاری نام سی تسبیح کا بڑھ گیا رتبہ
تمہاری ذکر سے سمرن شمار مین آئی

دل مردہ ہی ساگر ضعف و دماں میں پڑی ہے

یہ رہیں کہ سر قصر آسمان سے اوٹھے
ہماری آہ کی آندھی کہاں کہاں اوٹھے

ہمیں یہ آپ کی شمشیر امتحان سے اوٹھے
یہ سوچ عبرت طوفاں کہاں کہاں سے اوٹھے

چلی جو دھوم نی ہم ایسے ساتھیونکا تیا
جرس خموش ہوا گرد کارواں سے اوٹھے

میں وہ ضعیف ہوں کہ آگی مری بمحالت سے
سر خدنگ جھکا گردن کماں سے اوٹھے

چلی ہزار ہوا لاکہہ آندھیاں آئیں
تیری گلی سی مری خاک ناتواں نہ اوٹھے

تمام رات گذرتی ہی ہمیہ کیا دیکہیں
کبھی مصیبت تنہائی مکاں سے اوٹھے

کیا ہی فور نقاہت نی لسکہ مثل ہلال
تن ضعیف پر انگلی کہاں کہاں سے اوٹھے

یہ اہل حشر ہوئی تیری محو نظارہ
نظر کسی کی سوی گلشن جناں نہ اوٹھے

نگاہ کی ملک گشاری وہ ترک کرتا ہے
حلال کی تہی یہ کوڑسے کہ رائیگاں نہ اوٹھے

کبھی بہار جو گلشن سی مرگئی بلبل
اذیت جو آمد خزاں سے اوٹھے

ہزار شکر کہ اکر ہوسنے وہ ہما سہ
اوٹھی کا لطف جو دیوار درمیاں سے اوٹھے

حمل ہوی تری آگی یہ ای بہت جو نرحتم
کہ چشم نرگس بتہلای بوستاں سے اوٹھے

حرم تو ہی جو ہیں عشق دل کی زمین قید
وہاں قیمت اوٹہی کی اگر یہاں سے اوٹھے

قدم کسی کا سرتارہ سر فروشوں میں
بھلا ہوا کہ تری تیغ امتحاں سے اوٹھے

رہاں یہ ضعف لب اوسکا ہے حقنک آیا
اسیر لذت شیرینی بیاں سے اوٹھے

کچھ تو الفت کی تری کوچی سی ہوا آتی ہے
گر دا اوٹھہ کر مری اس سی لپٹ جاتی ہے

کہو سعر بادیس با فلک یہ صدا آتی ہے
کچھ ستاتی میں قسمت جو بگڑ جاتی ہے

ڈرتا ہوں دم ذبح کہیں باڑہ نہ مڑ جائے
جلاد کو میری مجھی خنجر کی پڑی ہے

ہشیار ہو مغرور جہان ہی تہ و بالا
بیٹھی گی یہ لاکھوں کی عمارت جو کھڑی ہے

واعظ خبر حشر غلط کچھ نہیں کہتا
آواز تو کچھ اپنی بھی کانوں میں پڑی ہے

ای آہ اسی [illegible] کی جاتی ہی وہاں کیا
کیا عرش کی وسعت ہی لینی بھی پڑی ہے

اوس بت کی نظارہ بھی لیے جاتی ہیں [illegible]
مسجد کی بنا پاس شوالی کی پڑی ہے

ساقی کی عطا میں کوئی کیا شاخ نکالے
کانٹے ہی یہ چھنی بھنگ کے سینک [illegible]

پہنا جو کفن ہمنے صدا غیب سے آئی
خلعت ہو مبارک کہ یہ شادی کی گھڑی ہے

حوریں کہو جنت سے چلیں قاف سے پریاں
وسعت مری آغوش تمنا میں بڑی ہے

ہم کیا کہ ہی زہرہ ملک الموت کا پانی
قاتل تری تلوار کی کیا آنچ کڑی ہے

کچھ حال شب وصل و شب ہجر نہ پوچھو
جتنی کہ یہ چھوٹی ہی وہ اتنی ہی بڑی ہے

بسمل کی تڑپ سے ہی جہان برہم و درہم
ہر چند کہ اوچھی بھی وہ تیغ پڑی ہے

امید تھی جنسے ہیں وہی جان کی خواہان
لینے کی جہاں فکر تھی دینے کی پڑی ہے

خلوت میں وہ آتی ہوئی ڈرتی ہیں [illegible] پاس
کھٹکا ہی صدا دی نہ در میں جو کھڑی ہے

جس وقت گجر صبح شب وصل بجا ہے
چوٹ اوسکی یہاں اپنی کلیجی پہ پڑی ہے

پیری میں بھی ہو کہیں جوانی کی رہا دل
تھی صبح میں سمجھا کہ ابھی رات پڑی ہے

آنکھوں میں یہ کس پردہ نشین کا ہی تصور
چلمن جو در چشم پہ مژگان کی پڑی ہے

رکتی ہی نہیں اشک مری دیدہ تر سے
ساون کی الٰہی کہ یہ بھادوں کی جھڑی ہے

زہاد کا مشکل سے چکا حشر میں قصہ
سچ ہی جو پڑی [illegible] اونکی پڑی ہے

پیری کی مگر فوج اسیر آئی ہی نزدیک

محبوس بلا ہیں جو رہائی کی ہے بنا کس
آزاد کسی وقت ہیں قید مکاں سے

شیخ و حرم و برہمن دیر سے کیا کام
میکش ہیں ارادت ہی ہمیں پیر مغاں سے

لائی ہے کسے دام میں صیاد مری دل کو
رو ماہ کا حیلہ چلا تسخیر بتاں سے

لی آئی صحرای محبت کا ہی کیا خوف
ہی نہر رواں ساتھ مری اشک رواں سے

کچھ بار محبت کو دل زار نہ سمجھا
اس کاہ کا پہلو یہ دلکوہ گراں سے

پروا نہیں کچھ عمر کی جو سو راہ ہیں طلبیں
عالم تو ہی جوشش کی کیطرح میری فغاں سے

اللہ جزا دی سے تجھے ای قاتل عالم
کیا مجھکو سبکدوش کیا بار گراں سے

ٹکڑی میں ہو جیسے کوئی بدرنگ کبوتر
زاہد ہے جدا مجمع رنداں جہاں سے

قرباں سلاطین ہی اسیر اپنا سخن بھی
مشہور ہوا خلق میں نکلا جو زباں سے

کیا چھاؤں تری قد کی کہیں دیر پڑی ہے
شہرت جو قیامت کی رہائی میں پڑی ہے

پہلو میں وہ عیسی ہی اجل سر پہ کھڑی ہی
کیا جان دم نزع کشاکش میں پڑی ہے

کسطرح کٹی دیکھئی منزل یہ کڑی ہی
ہم سست قدم دل کوئی دوچار گھڑی ہے

آئی صبح سے دل وہ گھر جانی ہیرا ہی
آفت کا رہا ہی قیامت کی گھڑی ہے

کم نالہ کشی میں دل عاشق کو نہ سمجھو
چھوٹا سا ہی قد رعد کا آواز بڑی ہے

بیوجہ یہ پیری میں نہیں سستی عصا
رہرو کو بٹھا دیتی ہی منزل جو کڑی ہے

عریان بدنی فاقہ کشی جامہ بدوشی
دنیا کی جو رانی مری حصہ میں پڑی ہے

باقی ہیں کس و ورسرا عاشق مرنے کو
حسرت دیکھئے سولی در قاتل پہ گڑی ہے

کس پھول سی عارض کا ہی بلبل میں تصور
بلبل مری ہر بحر کی اک ایک کڑی ہے

شغال اگر کہ کی کچھ رزق کچھ زاغ و زغن کی
الٰہی مرگ کی عضو تن نہ آئی انگلیان سر کی

بلا ہی قی ہین سالکن کب اقلیم خموشان کی
ہزارون آندھیان آئین ہی اوہکر آئی

نہ کر فکر قیام اسمین کہ آفت گاہ ہی دنیا
رہ سیلاب مین غافل بنا تا ہی مکان

اسیر اسواسطی دیوان میں اپنا چھوڑی جاتا ہوں
کہ شاید ہو کبھی پیدا جہان مین قدر دان کوئی

سوزان ہین ما و شمع صفت سوز نہان سے
آواز ہوا ن ہنکی نکلتی ہی زبان سے

اللہ ری غفلت خبر اتنی نہین ہمکو
جائین گی کہان اور ہم آئی ہین کہان سے

ہی صبح شب وصل کہین چھپ ہو موذن
جلتا ہے جگر شعلہ آواز اذان سے

رکھتا نہین مین فہم سخن طفل کی صورت
سنتا ہون جو کانون سی وہ کہتا ہون زبان سے

بت ہو چکی مین کعبہ مقصود کو پہنچا
منزل کا نشان مجکو ملا سنگ نشان سے

پیری مین ہوا امر دل کا وہی نقشہ
ہو جاتا ہی پیچون کا جو احوال خزان سے

ہی دل کو یقین ہجہ نکرتا کبھی واعظ
ہوتی جو ملاقات اوسی پیر مغان سے

ہرگز کسی مرہم سے یہ اچھا نہین ہوتا
منکر ہی کوئی زخم کہان زخم زبان سے

عاشق کا ہی دل جلوہ معشوق سی آگاہ
پوچھے اثر نور قمر کوئی کتان سے

نامہ جو مین اوس ترک کا نذر کو لکھوں
زاغ آئی جو نامہ بری ہوتی کمان سے

سہے دختر رز جو قدح چشمہ کوثر
کچھ کم نہین میخانہ بھی باغ جنان سے

جو قطرہ ہی یاد در دندان مین ہی گوہر
کم اشک نوان اپنی نہین گنج روان سے

دل اپنا جوان طبع جوان صحبت جوان ہے
کیا ربط ہو پیر فلک و زال جہان سے

آزاد ہین اس باغ مین ہم سرو کی صورت
مطلب نہ بہاران سے ہی ہمکو نہ خزان سے

گئی جو لوگ گلستان سی بزم جانان مین / وہ باغ خلد مین داخل ہوئی جہنم سے

اگر سپہر دنی ہو نہ فیض کا مانع / تو اشرفی کی اوگین پیر خاک حاتم سے

فراق یار مین شادی کی انجمن کیسی / بہشت ہو تو مجھی کم نہین جہنم سے

اسیر مرد سے ہی نام مرد کا بہتر / کہین یا وہ ہی رستم کی ہاکہ رستم سی

غم کا غم بسکہ ہم نہین رکھتے / کہتی ہین سب یہہ غم نہین رکھتے

رہتی واسطے تمہاری کوچی کی / قصد دیر و حرم نہین رکھتے

کس توقع پہ زیر خاک گڑین / وہ زمین پر قدم نہین رکھتے

تیری سی شکل تیری سی صورت / بت خدا کی قسم نہین رکھتے

اہل ہستی ہین کسقدر غافل / کچھ خیال عدم نہین رکھتے

درد و لذت و یاس سب کچھ ہی / صبر البتہ ہم نہین رکھتے

زندہ باتون مین کرتی ہین یہ حسین / نطق عیسی سے کم نہین رکھتے

واہ کیا لعل بی بہا ہین وہ لب / جوہری جنکی کچھ رقم نہین رکھتے

کسکی بندی ہین برہمن یا رب / کہ خدا سی صنم نہین رکھتے

ہی وہ خورشید رو تو بی پردہ / تاب نظارہ ہم نہین رکھتے

کیا کہلی قفل دل بخیلون کا / کہ کلید کرم نہین رکھتے

کیا چلین ہم کہ ہاتھ خالی ہین / زاد راہ عدم نہین رکھتے

زر سی خالی ہی دست اہل کرم / صاحب زر کرم نہین رکھتے

کہتی ہمنامہ بر جو یار سی محجوب / تم جو کہتی ہو ہم نہین رکھتے

ماہ رخسار و ن کا عاشق جان کر
داغ دیتا ہی فلک کیا کیا مجھے

گر پڑا چاہ زنخدان میں اسیر
شوق لی ایسا کیا اندھا مجھے

رہیں شعر کا رتبہ بلند ہی ہم سی
شرف ہی خاک کو جیسے وجود آدم سے

ثنا کی بعد ہی فرصت نہیں کہیں غم کے
ہوئی ہی ریت تا بوت نکل ماتم سے

کسی یہ شہر ہندوستان تھا اسقدر آباد
یہ شہر شہر ہوا تیری تیغ کی دم سے

ڈری ہونا لی اثر اسباب ہو عسرو
سوا ہی تیشہ فرہاد گرز رستم سے

شمار نام لیا سو گیا جہاں تسخیر
تقیر ہی ہی سلیمان سر اسم اعظم سے

جو وقت صبح وہ مسرور ہو کی اٹھیں آ ی
سدا ہی رنگ گری ہو ل حشم شعم سے

دیا یہ پیر مغان لی ہی ایک قطرہ می
امید کل تھی ہمکو ایسی حاتم سے

تری مطیع ہیں پیر زمانہ کی طالب ہیں
بہشت سی نہیں کام ہی جہنم سے

کہاں ہی صفحۂ عالم میں لی لستان مجھ سا
گندی جو نام تو مٹ جاوی نقش خاتم سے

یہ کوئی بات ہو حسن میں کہ آدمیت کی
مری حساب نہیں ہی وہ نسل آدم سے

سوای دیر و حرم ہی مری عبادت گاہ
جدا طریق ہی میرا تمام عالم سے

کرون میں سیر جہاں سر جھکا کی راہ میں
کہ کم نہیں ہی یہ کاسہ ہی ساغر جم سے

تھا نشر ہی کہ تھی دشمن بشر موجب
ہوئی ہی خلقت ابلیس نیل آدم سے

ہوئی ہیں عشق خط سبز یار میں رنگی
سرین کی مرہم ہماری تو سر مرہم سے

یہ دل کی تو ہی خواہش کہ چھپکی عینہ رہیں
جدا اگر کوئی گوشہ لی دو عالم سے

گلی میں ایسی جو قسمت تھی یہی ہی
تک رہیں ہیں عجب شمس کی طرح جم سے

قاتل کو شام سی ہی جو تھی صبح عید سے
مہندی لگائی جاتی ہی خون شہید سے

سد نقاب یار کو ماتھے سی کھو لئے
حاجت ہی ایسی قفل کو ایسی کلید سے

ہوں شرمسار کیا مری حال تباہ پر
ہٹی کردی ہی بزم بتان میں یزید سے

جاری ہی جو درد دل کی کمی ہجر یار میں
آزار دی سروش لی اہل من مزید سے

ساقی شراب سی مجھی آتی ہی بوی خون
شیشہ شراب کا ہی کہ گردن شہید کے

یارب عیاں ہو جلد شب ہجر کی سحر
تخفیف چاہتا ہوں عذاب شدید سے

حاجی طواف کعبہ کری جاوہ طوف دل
منزل ہی ایک راہ قریب و بعید سے

مشکل عروض سیت معقد ہی وہ کمر
تا فہم کو تلاش ہی اس ناپدید سے

رسوا ہو تم ہمارا پیا گلا کاٹ کر مرین
بیت مین ہی یہ مفسدہ ہو کس پلید سے

پروانہ جل کی شمع پہ برباد ہو گیا
مٹی خراب شہر میں ہی زن مرید سے

آنکھوں پہ میری پڑ گئی حیرت سی تیغ زیر
حسرت ہی رنگینی رخ قاتل کی دید سے

کیا دل کو یاد چشم سیہ مین بلا کا خوف
انگشتری ہی پاس نگین حدید سے

بوسہ لیا جو رخ کا تو چین جبین سہو
تعظیم تھی ضرور کلام مجید سے

برسوں گلی مین یار کی قاصد پڑا رہا
نکلا جو خط تو خط کی عنایت رسید سے

ای ترک سگیا وہ ہمارا گلا کاٹ
تفسیر دیکھ آیہ حبل الورید سے

جو چاہی لی وہ آکی تبرک فقیر کا
خالی نہیں ہی توشہ سی جھولی فرید سے

میخانی میں جو قلقل مینا کی ہی صدا
گویا یہ عیدگاہ میں غلغل ہی عید سے

جیالی ہوں جسکی بات کوئی سمجھی نہ ذرہ
ای قفل احتیاج ہی کسکو کلید سے

کافی ہی تو یہ گر نہیں حاجت اسیر
سوہان طبع شانہ ہی قطع و برید سے

دل مین جو ہو خیال تو تیرا خیال ہو
اعضا کا لاغری کی سبب سی نشان نہین
بنواؤ گرد کعبہ کو کانین شراب کی
کی عمر دشمنون مین بسر ہمنی عمر بھر
ہوئی سپید رنگی رخصت ہوا شباب
کیون توڑتا ہی شیشۂ ساعت کو ای فلک
ہمسایہ ہو تو بیچ کی دیوار کیا ضرور
روکی جگر یہ تیر کہو اور کیا کرین
دونون ہین گھر ہماری حرم ہو کہ دیر ہو
قاتل ہماری خون کی پیاسی ہین یہ کمال
مجھ سخت جان کی سینی کو تاکا ہی بیطرح
سرسبز ایک بھی نہ رہ عشق مین ہوا
کیونکر نہ دل کو ظلمت عصیان کری سیاہ
غصہ کی وقت بھی نہ کسی کو کہی برا
بلبل سی ایسی ضد ہی کہ ہی باغبان کا قصد
شعلی جو میری آہ کی دل سی بلند ہون
یہ واہی کسکو مدرسہ و خانقاہ کی

لب پر گلہ ہی تو نہ کی داستان رہی
تشویش روح کو ہی کہ جا کر کہان رہی
لازم ہی میکشو کہ خدا درمیان رہی
کانون مین بھول انکی نہ در زبان رہی
باقی غبار جیسی پس کاروان رہی
ہم چشم و تنگی خاک سی ہین وان رہی
پردہ نہ میری آپ کی سب درمیان رہی
اسیر کبھی جو تمہاری کمان رہی
برسون یہان رہی تو مہینون وہان رہی
کیونکر نہ منہ سی تیغ کی باہر زبان رہی
اللہ ری کہ نوک تری ای سنان رہی
اس معرکہ مین کھیت بہت پہلوان رہی
تاریک ہو مکان جو مکان مین دھوان رہی
لازم ہی اختیار بشر مین زبان رہی
باقی نہ ایک شاخ پی آشیان رہی
ورکر یہ یون زمین سی دور آسمان رہی
آباد میفروش کی یارب دکان رہی

سنگ سی بچا نی سنگ نی مجاسی لیے اسیر
جھگڑی مین بعد مرگ ہمی استخوان رہی

لکہتا ہون وصف زلف دوتا قلم نہین ۔ مارسیاہ وہ ہی یہ باندہی ہی مار کی
رحم خدا نہ دیکہہ سکا کفر کی ہی پیاس ۔ رکہی سبیل آب دم ذوالفقار کی
کیا دوستی چشم فیض جو خونخوار خلق ہو ۔ کوڑی فقیر کو نہین ملتی کٹار کے
پہنچی گا بعد مرگ کوئی کیا خدا تلک ۔ مسجد ہین جا کسی نی بنائی مزار کی
روتی ہین آہ سرو بہی کی نسیم صبح ۔ کلیان کہلین گے دامن ابر بہار کی
ہون بادہ خوار کشتی می چاہیی مجہی ۔ کشتی عطا نہ کیجئے گوٹہ کی مار کی
مضمون لسان مژدہ ہی وصف دہن تنگ ۔ ایذا ہین شعر ہین بہی ہی گفتار کی
کیسی حریص زینت ظاہر ہین نامور ۔ فرمائشین ہین مہر ہین نقش نگار کی
کس واسطی یہہ جمع زر وسیم ای بخیل ۔ اینٹین بنین گی کیا تری پختہ مزار کی
ساقی سرور نشہ می بہی نصیب ہو ۔ برسون و ٹہا چکا ہون اذیت خمار کی
بلبل کو گلفروش بہی صیاد بن گیا ۔ پہولون کی توکری ہوئی ٹٹی شکار کی
ساری زمین کشتہ نسلی ہی تیغ زن نہ پہر ۔ دو گز جگہہ تو چہوڑ دی اپنی مزار کی
ایذا کا خوف دشمن کم زور سی نہین ۔ پتہر کو کب جلاتی ہی گرمی شرار کی
دیکہا تجہی تو پیر خوشی سی جوان ہوی ۔ چلنی لگی نسیم خزان مین بہار کی

دنیا کی آفتون سی چہٹا جو گیا اسیر
سر حد گور ملک عدم کی دیار کی

کرو نہ بات جو تم میری گہر ہو آئی ہوئی ۔ کہ روزنون سی ہین کان تشنا لگائی ہوئی
کبہی تو تہا ظرف غسال و گورکن ای مرگ ۔ غریب دیر سی ہین آسرا لگائی ہوئی
طرف تہونکی نچہوڑی خدا پرستی ہین ۔ چلی حرم کو رہ بتکدہ دبائی ہوئی

خط نکلنے سے کھلا احوال حسن روئی یار
حل ہوئی معنی کلام اللہ کی تفسیر سے

دل بہت ہی تنگ ہوا ہی منع چلنے سے مرا
ایکدن چلنا ہی آخر فائدہ تاخیر سے

شوق میں دست حنائی ماسد موج ہوئی گل
دوڑتی ہی رنگ نکل کر گردن تصویر سے

کس طلائی رنگ کا یہ عکس دریا میں پڑا
کم نہیں ہے موج دریا سونے کی زنجیر سے

کان سونے کی لیے میں غیر سے نکلا وہ شوخ
بن پڑی تدبیر میری جو نہ تقدیر سے

تیری حیرانوں کو کیا تکلیف دنیا سے غرض
کام لیتا ہی کوئی کب مردم تصویر سے

آنکھ کھلتی ہی جو بسمل کی دم ہنگام قتل
منہ چھپا لیتا ہی قاتل دامن شمشیر سے

وصف تیری حسن کا کرتی وہ ای پری جمال
آشنا ہوتی زباں موج اگر تقریر سے

ناتواں ہو کر موئے ہیں لعنت مژگاں میں ہم
جا ملی ہیں قبر کی تختی ہی پیوست تیر سے

حسن طرح حمار کا میں معتقد ہوں ہی اسیر
اعتقاد ایسا مرید و کو نہو گا پیر سے

گئی نہ یاد کبھی زلف یار جانی سے
پڑی بلا میں بسر ہو گئی زندگانی کی

پیام مرگ دلائی ہی یار جانی کی
رہی امید قیامت پہ زندگانی کی

تمام راہ ہمیں سخت زندگانی کی
لٹی ہی اسمیں تو منزل فقط جوانی کی

مثال ہم سی ہو لعل و جوانی کی
یہ دل ہی مرگ کا وہ رات زندگانی کی

حسد ہو کہیں صیاد کو یہ ڈرتا ہوں
اڑی ہی دھوم بہت میری خوش بیانی کی

ہوئی ہی چاہ زنخداں میں گم تشنگی ہی
ہماری قبر پہ چادر چڑھی ہی تو پانی کی

رہا ہوئی ہم بھی زنداں سے ہل نہیں سکتے
پڑی ہی دل سے بہت زنجیر ناتوانی کی

دکھائی شکل ہمیں وصل و ہجر جاناں سے
حیات دائمی و مرگ ناگہانی کی

ایک تو ذرہ نظر آیا کبھی ایک آفتاب
شکل یوسف جب بنا لی یار کی تصویر سے

سطر سی معنی نکل سکتی نہین باہر کبھی
کسطرح چھوٹی ہمارا ناتوان زنجیر سے

زندگی ہی جب تلک ہم دیکھتی ہین شمع گل یا
ہی چراغ عمر روشن روغن تصویر سے

دل پہ لکھہ جاتی ہی اوسکے منہ سی نکلتی ہی جو بات
کم نہین ہی یار کی تقریر بھی تحریر سے

سد راہ بحر ہو سکتی ہین کب گرداب موج
کیا ترا وحشی رکیگا طوق سی زنجیر سے

کچھ نہین سکتا ہی نقشہ اوسکا حیرت کی سبب
مانی و بہزاد دونون بیٹھی ہین تصویر سے

کیون سنائی تونی فرقت کی خبر اے نامہ بر
جل گیا اپنا کلیجہ شعلۂ تقریر سے

کب تلک دیکھین اوسپر آتا نہین وہ شاہ حسن
ہم فقیرون کی دعا خالی نہین تاثیر سے

ظلمت عصیان کو کھوئی کیون نہ یاد روئے یار
رات دن ہو جاتی ہی خورشید کی تنویر سے

پشت آئینہ ہی اوس رخ سے روئی آئینہ
سن چکا ہو گئی زبان طوطی تصویر سے

دم لی زاہد نی جو مسجد مین کیا کار مسیح
خفتگان خاک جی اونکی نعرۂ تکبیر سے

دل ترا وابستہ گیسوئی جانان ہی امیر
صاف ظاہر ہو گیا اولجھی ہوئی تقریر سے

خواب مین حاصل ہوا وصل اوس بت بی پیر سے
دولت بیدار ہاتھ آئی نہین تقدیر سے

ملک دل روشن ہی اوسکی حسن عالمگیر سے
ربع مسکون جس طرح خورشید کی تنویر سے

رخنہ ہائی دل کو سمجھا ہون جو گھر تعویذ کے
بھر دیا ہی مینی اسم یار کی تکسیر سے

ظالمون سی سخت نادانی ہی راحت کی امید
پیاس بجھتی ہی کہین آب دم شمشیر سے

سر سی جائیگا نہ اوس گیسو کا سودا عمر بھر
مر کے نکلیگا ہمارا خانہ زنجیر سے

قید کی مشکل سے یکدم جیسے حاصل ہو گئے
نکلی یون زندان سی ہم جیسی صدا زنجیر سے

وصل کی شب گذری قاتل سے یوں کہہ کر — وہ چہرے سے صبح کرتا ہے تو یہ تکبیر سے

وصف ابرو کا لکھو میں سے ہیں شعر یہیں — ٹرہ گیا رتبہ زمیں کا کعبہ کی تعمیر سے

سوجھتی ہے بات ہمکو وحش وحشت میں نئے — شورہ کرتی ہیں اکثر مردم تصویر سے

زخم سینہ داغ پہلو درد دل ضعف جگر — کیا مصاحب ہاتھ آئی ہیں مجھے تقدیر سے

غم سے دل ٹوٹا تو کہاتی ہیچ شکست دلی — کی لڑائی تیغ اس ٹوٹی ہوئی شمشیر سے

سخت دل جو ہیں وہ سیجالی ہیں کشا عالم کی — کب شجر ہوتا ہے پیدا دانۂ زنجیر سے

سیکڑوں سینے کئی ہیں اوسکی ابرو کی لکار — یہ کماں کچھ توڑ رکھی ہے یا دۂ تیر سے

جوہر جرأت کسی تقلید سے حاصل ہوں — کب سپاہی طفل ہوتا ہے گلی شمشیر سے

ای ہول ترغیب ردالسی نکلی کی دو — ہے محبت ہتکڑی سے طوق سے زنجیر سے

وصف چشم مست میں تا بہ جنشی کا وہ سخن — متل قاقل سی نکلتی ہے مری تقریر سے

عرق حیرت ہو کی پائی ہمسی مضموں آبدار — او کیا موتی نکالی قلزم تصویر سے

حال اگر پوچھی کوئی کیا حال مردی وہ جواب — خواب میں معذور ہوتی ہے بال تعبیر سے

زلف اوس چہری پہ چھوٹی ہے دل پر داغ — ارا آیا باغ میں طاؤس کی تعمیر سی

حای نامہ بار نامہ لکھ بھیجوں ای سمیر
یارا گر آزردہ ہے ہر دور کی تحریر سے

زلف کا بوسہ لی کیا اوس بت بی سر سے — مہک کب پائی کسی جانۂ زنجیر سی

رو تیں گی دشمن بھی میری حال کی تعبیر — اشک خون نکلیں ہم چشم جوہر شمشیر سی

جھوٹ کر رہا اسی حسب سکر بین جانی لگا — ہی اماں اللہ کی آئی صدا سحر سے

جہد سا نا قصر وہ برباد ہولی کی سبب — ہی ستا محکم خرابی کی مری تعمیر سے

گوش وہ ہی جو رہا تیری سخن کا مشتاق
چشم وہ ہی جو تری دید کی حسرت رکھی

وہی سمجھی تجھی جو کچھہ نہ کسی کو سمجھے
وہی جانی تجھی جو غیر سی نفرت رکھی

شوق سی کر بھی کم زور گیا ای عشق
مگر اتنا کہ یہہ دل صبر کی طاقت رکھی

کبھی ماتم مین خوشی ہمکو جو ہوتی ہی تو یون
تعزیت خانی مین جیسی کوئی نوبت رکھی

ہمہ تن ہو کی زبان دیتی ہی آواز تیغ
سر جھکائی جو تمنای شہادت رکھی

پیاسی ہم رہ گئی اک جام نہ ساقی نی دیا
کیا کسی سی کوئی امید مروت رکھی

کیا غم ہجر کی پنجہ سی چھڑایا ہمکو
ملک الموت خدا تمکو سلامت رکھی

ابر سی سیکھہ روش پرورش عالم کی
اس سخاوت پہ نہ احسان نہ منت رکھی

ضعف سی پیکر موہوم ہی مردہ اپنا
ہای ترو مین زمین کسکو امانت رکھی

روسیاہی مری محشر سی کوئی جاتی ہی
آبرو تیری خدا ای میم رحمت رکھی

چاہتی ہی یہہ تری چال کی گردش ہم قدم
آگی سر پاون پہ خورشید قیامت رکھی

بات سنتی نہین پوچھہ جو تا ہو ستی ہو
اس لڑکی بھی نہ انسان طبیعت رکھی

فکر امروز ہی ایسی کہ نہین ہوش بجا
کون اندیشۂ فردای قیامت رکھی

نہ زیست مین کیسی ہوا خواہ بہاری تھی نسیم
کبھی وہ پھول نہ لا کر سر تربت رکھی

چار دیوار عناصر ہی بہت تنگ اسیر
کہہ دو رضوان سی کشادہ در جنت رکھی

امتحان مین رہی ثابت قدم شاہ نصیر
سر مرا اللہ نہ کیون تاج شفاعت رکھی

حشر مین مستوجب رحمت ہوئی تقصیر سے
فکر دوزخ کی گئی جنت مین ہم تقدیر سے

اوڑ گیا نور نگاہ اوس چہرے کی تنویر سے
جل گئی کانونکی پردی شعلۂ تقریر سے

کتابوں پر عبث نافہم کو ہی علم کا دعوی
مہوزن مرد میدان کا کہہ شمشیر و سپر باندھے ہے

وہ نخل خشک ہین سنا ہین و سمت سیری جانکی دشمن
جدا ہو مجہہ سی جو بتا وہی تہبیر تبر باندھے ہے

وہ کبر حسن آجاہی جو دریا مین نہانیکو
پڑہ مین یارونکی یہہ آنکہین کہ پل گرد نظر باندھے ہے

ہمین کو دای قسمت نہیجان اوس ترک چہوڑ دی
ہزارون کاٹ کر فتراک مین کشتہ کئی سر باندھے ہے

ریاض دہر سی آخر کو خالی ہاتھ جاتا ہی
گرہ مین کیا کوئی وہ دن کو مثل غنچہ زر باندھے ہے

گرا یا خون کا فر ہی اگر اسمین تکلف کیا
جہاد نفس پر لازم ہی انسان کو کمر باندھے ہے

ابو جہل ای فلک سیر نعمت ہای دنیا سی
شکم پر سنگ فرط جوع سی خیر البشر باندھے ہے

پلا ای تیغ قاتل فی سبیل اللہ یہہ پانی
رہین سنہ مثل جام ہم کب تلک زخم جگر باندھے ہے

گرای اشک گلگون شوق دید یار مین ہر دم
نگہ کی تار سی گلدستہ گلہای تر باندھے ہے

رہا کر سخن مین بہی خیال وصل یار اسا
غزل مین قافیہ سو صولہ ہمین بیشتر باندھے ہے

نصیحت آج توسن کی نگر ڈرہی یہہ ناصح سی
کہین یہہ کو ربا طن قرآنی کی نہ کر باندھے ہے

اسیر اپنی حقیقت کیا یہہ ناحق کوشش ہی خلقت
کہ ساحر بہی کو افتری اللہ پر باندھے ہے

جس دل مین سوز عشق نہین ہی افسردہ ہے
جو چشم اشک ریز نہین ہر مردہ ہے

کیا کہی دل فراق مین کیسا افسردہ ہے
مردہ ہی جان زار بدن گور مردہ ہے

سوراخ وار سینہ غم مژگان نی کر دیا
پہلو مین دل نہین ورق کرم خوردہ ہی

کیونکر نہ ہجر یار مین ہو میکشی حرام
مرزہ لیا شراب ہی خون مردہ ہے

ای چرخ کیا مین لقمہ غم کا مزہ کہون
خوردہ نہ مردہ بلکہ فقط درد گردہ ہے

پر ہی مین کیون سوا تہو کیفیت سخن
اچہی وہی شراب ہی جو سال خوردہ ہے

ہر وقت چہرہ یار کا زیر نقاب ہے
جب دیکھیے جزو دان مین پنہان کتاب ہے

واقف ہین مست دختر رز کی مزاج سے
باطن مین ہی یہہ آگ تو ظاہر مین آب ہے

سمجھو نہ بیحسونکو ہی بی گفت و بی شنود
واقف زبان موج سی گوش حباب ہے

کس کام کی وہ آنکھہ مروت نہ جسمین ہو
بیکار بزم مین قدح بی شراب ہے

صبح شب وصال عیان ہو تو جی اوٹھون
مرد وہ ہون کہ مجکو مسیح آفتاب ہے

خالی پھرا جو کوچۂ جانان سی نامہ بر
سمجھے یہہ ہم کہ زیست ہے ہمکو جواب ہے

مومن کی کیون نہ نفس کشی پر بندہی کمر
کتنا جہاد راہ خدا مین ثواب ہے

کیا جانی کس صنم پہ پڑی آنکہ وقت حج
شیخ حرم کا خانۂ ایمان خراب ہے

پوچھو نہ مجہ سی کچہہ مری روز سیہ کا حال
تاریک تر زحل سی رخ آفتاب ہے

ممکن نہین کہ قطرۂ باران کا ہو حساب
باہر حساب سی کرم بیحساب ہے

کرتی ہین کیسی ظلم غریبون پہ یہہ صنم
کچہہ خلق سی حیا نہ خدا سی حجاب ہے

لی آبرو ہی جسکو نہو حفظ کا خیال
کہتی ہین آبرو جسی موتی کی آب ہے

اہل صفا کو کب ہی سر سرکشی اسیر
ظاہر ہی یہہ کہ آب گہر بی حباب ہی

لذت بغیر سوز جگر گفتگو نہ دی
مجمر مین جب تلک نہ جلی عود بو نہ دے

کہتا نہین کہ ہان رقیبون کو تو نہ دی
اتنا لحاظ کر کہ مری روبرو نہ دے

اللہ ری لاغری بدن ایسا ہوا ہی خشک
کہولی جو کوئی فصد ہماری لہو نہ دے

خالی جو خلق سی ہی وہ کس کام کا بشر
کانٹا مری نظر مین ہی جب پہول بو نہ دے

اب تو یہہ میری دل کی ہی اللہ سی دعا
جو چاہی وہی دیا یک بھی آرزو نہ دے

حق ہی کہ کون جس میں ترا جواب ہی
سب مہ جبین ستاری ہیں تو آفتاب ہی

رو میں مری جگر میں سر سحاب ہی
تکیہ ... لعل میں مہ مشک ناب ہی

دم میں تمام ہوں کسی ادا کی تاب ہی
نسل کا اضطراب مرا اضطراب ہی

مثل ہو جسم نکر تو دریا میں ہی حسین
ابرو ہی موج آنکھ بصورت حباب ہی

راتوں کو اسکی یاد میں آتی ہی نیند
معلوم دل کہ جان کا ایسی عذاب ہی

آؤ کہ حال میری بیمار سے سر دور
کیا جاہی بیمن کہ عبادت ثواب ہی

خط لعلے ہیں اوس مت سفاک کی طرح
گہرسی عطا کی نامہ بردوں کو جواب ہی

گردوں کو آنکھ او ٹھا کے نہیں دیکھتی ہیں ست
اس جام میں شراب کی مٹی خراب ہی

کسی تری حال میں گرمی ہی سیم میں
آب سرشک دیدہ تر افروقاب ہی

دریا کی سیر کو ہیں جاتی وہ بی نقاب
اندیشۂ نظارۂ چشم حباب ہی

کیا دا اسمای جوسے انگور کا ہو دمہ
پوشیدہ ہر ستاری میں اک آفتاب ہی

دریا ہماری طبع کا دریا سی ہی جدا
گوہر ہی اسمیں موج نہ سرکش حباب ہی

کوئی بہک گیا تو رہا کوئی ہوش میں
دولت کسی کو آب کسی کو شراب ہی

کٹتی ہیں ہجر یار میں گن گن کی ساعتیں
یوم الحساب آج ہماری حساب ہی

تم جس میں ہو مرد تو میں عشق میں ...
میرا جواب ہی نہ تمہارا جواب ہی

مٹی خراب اب رہی گی مری اسیر
مصدر یارت لحد بو تراب ہی

جو ہی سوار اسپ وہ پا در رکاب ہی
جز باد لی الام جہان خراب ہی

لکی سمند عمر رواں میں شتاب ہی
ابر بہ گنبد ہی کہ گم آفتاب ہے

ہر وقت چہرہ یار کا زیر نقاب ہے
جب دیکھیے جزودان میں پنہان کتاب ہے

واقف ہین مست دختر رز کی مزاج سے
باطن میں ہی یہہ آگ تو ظاہر میں آب ہے

سمجھو نہ بہرون کو بھی بی گفت و بی شنود
واقف زبان موج سی گوش حباب ہے

کس کام کی وہ آنکھ مروت نہ جسمین ہو
بیکار بزم مین قدح بی شراب ہے

صبح شب وصال عیان ہو تو جی اٹھون
مژدہ وہ ہون کہ تجکو صبح آفتاب ہے

خالی پھرا جو کوچۂ جانان سی نامہ بر
سمجھے یہہ ہم کہ نیستی ہمکو جواب ہے

مومن کی کیون نہ نفس کشی پر بندھی کمر
کتنا جہاد راہ خدا مین ثواب ہے

کیا جانی کس صنم پہ پڑی آنکھ وقت حج
شیخ حرم کا خانۂ ایمان خراب ہے

پوچھو نہ مجھ سی کچھ مری روز سیہ کا حال
تاریک تر زحل سی رخ آفتاب ہے

ممکن نہین کہ قطرۂ باران کا ہو حساب
باہر حساب سی کرم بیحساب ہے

کرتی ہین کیا ہی ظلم غریبون پہ یہہ صنم
کچھ خلق سی حیا نہ خدا سی حجاب ہے

بی آبرو ہی جسکو نہو حفظ کا خیال
کہتی ہین آبرو جسی موتی کی آب ہے

اہل صفا کو کب ہی ہنر کشتی اسیر
ظاہر ہی یہہ کہ آب گہر بی حباب ہی

لذت فقیر سوز جگر گفتگو ندی
مجمر مین جب تلک نہ جلی عود بو ندے

کہتا نہین کہ یان رقیبون کو تو ندی
اتنا لحاظ کر کہ مری روبرو ندے

اللہ ری لاغری بدن ایسا ہوا ہی خشک
کھولی جو کوئی فصد ہماری لہو ندے

خالی جو خلق سی ہی وہ کس کام کا بشر
کانٹا مری نظر مین ہی جب پھول بو ندے

اب تو یہہ میری دل کی ہی اللہ سی دعا
جو چاہی وہی پہ ایک بھی آرزو ندے

حق ہی کہ کون جس میں ترا جواب ہی
بست مہ جبین ستارے ہیں تو آفتاب ہی

روشنی مری جگر میں سر سحاب ہی
تکیہ نہیں لعل میں میہ مشک پر آب ہی

دم میں تمام ہوں کسی ایذا کی تاب ہی
بسمل کا اضطراب مرا اضطراب ہی

عنا ہو چشم فکر تو دریا میں ہی حسین
ابرو ہی موج آنکہ کی صورت حباب ہی

راتوں کو اسکی یاد میں آتی نہیں ہی نیند
پہلو میں دل کہ جان کا یہی عذاب ہی

آو کہ حال میرا بیمار ہے صبر در
کیا جانی نہیں کہ عیادت ثواب ہی

خط لیے ہیں اوس بت سفاک کی طرح
گھر سی خدا کی نامہ بروں کو جواب ہی

گردوں کو آنکہ اوٹھا کی نہیں دیکھتی ہیں مست
اس جام تی شراب کی مٹی خراب ہی

کتنی بری خیال میں گرمی ہی سیم تن
آب سرشک دیدۂ تر لقمہ تاب ہی

دریا کی سیر کو نہیں جاتی وہ بی نقاب
اندیشۂ نظارۂ چشم حباب ہی

کیا دانہای خوشۂ انگور کا ہو وصف
پوشیدہ ہر ستارے میں اک آفتاب ہی

دریا ہماری طبع کا دریا سی ہی جدا
گوہر ہی اسمین موج نہ سرکش حباب ہی

کوئی بہک گیا تو رہا کوئی ہوش میں
دولت کسی کو آب کسی کو شراب ہی

کتنی ہیں ہجر یار میں گن گن کی ساعتیں
یوم الحساب آج ہماری حساب ہی

تم جس میں ہو مرد تو میں عشق میں مرد ہوں
میرا جواب ہی نہ تمہارا جواب ہی

مٹی خراب اب نہ رہی گی مری اسیر
قصد زیارت لحد بو تراب ہی

جو ہی سوار اسپ وہ یا در رکاب ہی
کتنی سمند عمر رواں میں شتاب ہی

جز یاد کی ایام جہاں خراب ہی
اثر نہیں عجب ہی کہ گم آفتاب ہی

حست ہی وصل یار حسم فراق سے
یہہ قول ہر فریق کا بالاتفاق ہی

وہ مست ہیں کہ کہتی ہیں چلو بیں ہم شراب
ساغر ہماری بزم میں بالای طاق ہی

ستا ہو سبی جہڑکی ناصحیں ہوتی ہی رنگ خشک
احباب کو جدائی احباب شاق ہی

جاتا ہی یار ختم ہی شب ہوتی ہی سحر
دنت میں یہہ علیکم العراق ہی

اتہی لگی صدا سی دعا ہی بہشت کی
حوروں کی دیکہی کا کمال اشتیاق ہی

کرلی ہو کاٹ شمع کا ملتی ہو جب گلے
کس کام کا وفاق جو دل میں نفاق ہی

ہی شہسوار کوں سوای حبیب حق
رہوار برق سیر اگر ہی براق ہی

زال جہاں کو سہہ نہ لگائیں گی ہم کبہی
تجہہ ہوں تو مرد کو لازم طلاق ہی

مست ہی تیری نگاہ تو سبی کیا مہ ولہ کو
اسکو محاق ہی تو اوسی لی عراق ہی

قابو میں دل نہیں کسی یتیم ہو حکم صبر
تکلیف اسطرحکی تو مالا یطاق ہی

لیلی سی بہی سوا ہی تری جو تصور سے
مجنوں سی ہی زیادہ مرا جسم تاق ہی

ہاتہہ آگی اوسکی کاکل پر پیچ چہٹ گئی
قسمت کا پیچ سہہ ہی عجب اتفاق ہی

بولی وہ وصف مطلع ابروں سکی شعر
دردی سحر کی یہہ بہی استحقاق ہی

دیکہی جو وقت رب جوابی سی اور شکل
آسہ کی طرف نظر استیاق ہی

ابروسی کر اشارہ کہ صحت ہوای مسیح
طاقت تری مریض محبت کی طاق ہی

جاہل کو میری شعر کی کیا قدر ای اسیر
سمجہے یہہ ذائقہ وہ جسی کچہہ مذاق ہی

لاکہوں ہیں عشق چاہ وعن میں مری ہوگی
کتنی ہیں اس کنویں میں لبالب بہری ہوئی

ہوش عصب من دیں مجہی کیا نگالیاں
کیسی برس پڑی ہی جو وہ ابی بہری ہوئی

چل کے کرتی ہین ائمہ کی زیارت بھی اسیر
زندگی اور جو دو چار برس باقی ہے

روح کی ساتھی قالب سی قضا بھی آئے
شمع آئی مری گھر مین تو ہوا بھی آئے

طالع بد نی کیا وعدہ برابر کیا
یار آیا مری گھر مین تو قضا بھی آئے

وای تقدیر کہ ہم قتل سی محروم رہی
غصہ اوس ترک کو آیا تو حیا بھی آئے

آمد ناقہ لیلی ہی خبردار ای قیس
وہ اوڑی گرد وہ آواز درا بھی آئے

ساقیا دیر ہی کیا کیون نہین چلتا ساغر
جھوم کر ابر تو گلستان مین گھٹا بھی آئے

صحبت یار مین اغیار کا آنا کیسا
آگیا مجھکو پسینا جو ہوا سے بھی آئے

دیکھیے خون ہو کس کس کا خدا خیر کرے
غازہ طلیا رہا اوس کی حنا بھی آئے

نہین معلوم کہ کس کام مین تھی اہل قبور
دیر تک ہم نی پکارا نہ صدا بھی آئے

حال پوچھو نہ شب ہجر کی بیداری کا
صبح تک نیند نہ آنکھون مین ذرا بھی آئے

کہتی تھی اور جسے ہو نسبی یہہ تقلید اوسکی
سہری صدقی مین تمہین اتنی ادا بھی آئے

بوسہ مانگا جو خط سبز کا ہی تو کہا
زہر کھایا تو سمجھ لو کہ قضا بھی آئے

مغز جان تازہ ہوا شاد کیا جیب گوی گل
گل یہہ غنچہ جو ہوا بوی وفا بھی آئے

قل ہو اللہ لگین پڑھنی ہماری آنتین
ناقہ جس روز ہوا یاد خدا بھی آئے

اب کہان اپنا ٹھکانا کہ ہوی دو دشمن
سر سی آفت نہ ٹلی تھی کہ بلا بھی آئے

مہر عارض نہ گئی روز سیہ دل سی اسیر
دھوپ پھیلی رہی ہر چند گھٹا بھی آئے

آب حیات یار کا زہر فراق ہے
کچھ خضر سی علیحدہ اپنا مذاق ہے

ہین مطلب مین جو گیا چہپ کے وہ پہچان گئے
ہنسکے بولا کہ الگ بیٹھیے بیمار ونسے

در پر اوسکے جو کبہی جہکے مین بیٹہا تو کہا
سیکہہ لو بیٹہکے اوٹہنا بہی تو دیوار ونسے

بہگینہ جائین کہان اب کہ تری رحمت نے
بہر دیا گلشن جنت کو گنہگار ونسے

ڈہونڈہتے ہین اوسے سب پر نہین پاتا کوئی
منہ چہپاے ہے یوسف ہے خریدار ونسے

جاؤ دلسے نہ مری ای غم و اندوہ و الم
تعزیہ خانہ کی رونق ہے عزادار ونسے

اب زمانے مین نہین حاجت خورشید و قمر
روشنی چار طرف ہی تری رخسار ونکی

کیمیاگر ہی اکسیر لیئے پہرتے ہین
خاک کچہہ کچہہ جو جہڑی تہی تری دیوار ونسے

صنعت خلق جدا صنعت خالق ہی جدا
خانۂ دل نہ بنے گا کبہی معمار ونسے

دل پہ جب صدمہ ہوا صاف بہر آئین آنکہین
درد دل چہپ نہین سکتا ہے کبہی یار ونسے

گور مین ہین مری اعمال مری ساتہ اسیر
یار چہٹتے ہین مصیبت مین کوئی یار ونکی

دام گیسو کا اشارہ ہی یہی یار ونسے
بڑہ کے آزاد نہین کچہہ گرفتار ونسے

گرم ہنگامہ شفاعت کا جو محشر مین ہوا
کچہہ نہ پوچہی گا کوئی ہمسے گنہگار ونسے

روش باغ پر اوس گل کی ہی جو روش
کبک و طاؤس چلے جائینگی گلزار ونسے

ہی نئی طرح کا سودا کہ اکیلے گہر مین
پہرون ہم باتین کیا کرتے ہین دیوار ونسے

کس کا دیوانۂ گیسو سوی صحرا آیا
اژدہی ڈرکی نکلتی جو نہین غار ونکی

گرد کلفت سی اٹہی کیا دل عارف کی صفا
شہر دریا نہوا موج سے کے دیوار ونکی

جگر و دل مین ہون داغ تو کس کام کا جسم
رونق شہر ہے آراستہ بازار ونکی

بسکہ مژگان کی محبت کا ہی رگ رگ مین اثر
جا نہین جسم مین چہلنی کیطرح خار ونکی

کیا کہون گورکنون کا جو مرض مین ہی کرم
پوچہہ جاتی ہین خبر روز پرستار ونسے

قاضی ابھی شراب سے توبہ کا دی نہ حکم
اتنا تو کر خیال یہ فصل بہار ہے

مجھ تیرہ بخت سی او نہین نفرت ہے اسقدر
تصویر ناپسند ہی جو سایہ دار ہے

زخمی کو دیکھتا ہون تو پڑتی ہین ملین زخم
مجکو لہو کی دہار ہی خنجر کی دہار ہے

دنیا مین ہی ہوای جوا دشتا اگر یہی
برباد ایک روز یہ مشت غبار ہی

مجھ فاقہ کش کو کیون نہ وہ ابرو پسند ہی
طالب ہی ماہ عید کا جو روزہ دار ہی

لازم نہین غرور حسینونکو اسقدر
حسن دو روزہ جلوہ برق و شرار ہی

دریا کو کچہہ نہین جو روانی مین اختیار
شاید کسی کا گریہ بی اختیار ہے

میوہ فروش کی ہی دکان میکدہ نہین
جو شیشہ شراب ہی مینجوش انار ہی

مغرور اسنی ساری حسینون کو کردیا
زیبا ہی آینہ سی جو ہمکو غبار ہے

بلبل خبر ہی شرط کہ دشمن ہی باغبان
گلشن مین بود و باش تری اسکو خار ہے

مجبور ہم ہین جبر مین ہوتی ہو کیون خفا
انسان سی مواخذہ تا اختیار ہے

لیتا ہون سانس مین تو نکلتی ہین لخت دل
تار نفس نہین کوئی یہہ لوٹکا ہار ہی

جبر اختیار ہمنی کیا عشق مین اسیر
اسیر ہی وہ ملین نہ ملین اختیار ہی

ظاہر دورنگی چمن روزگار ہے
فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہے

پوشیدہ آنسوؤن مین مرا جسم زار ہی
گویا یہہ رشتہ گوہر آبدار ہے

آئی نہ آئی ہاتھہ کسے اختیار ہے
کہتے ہین نوکری جسے تازہ شکار ہے

ٹھوکر لگا کی چلتے ہین میری مزار کو
مین خاک ہوگیا او نہین اتبک غبار ہے

مکر عدو ی دوست نما سی حذر ہی شرط
ظاہر مین یار غار حقیقت مین مار ہے

یا چند ایں دل کو ہی پروا ای درد کیا
بیمار کی رجوع ہی حاذق حکیم سے

سب لیگیا وہ ساتھ یہہ حیرت کو دی گیا
ہمت میں ہی لئیم زیادہ کریم سے

ای گریہ دھو جریدۂ اعمال نیک و بد
دل تنگ ہی تکیۂ امید و بیم سے

شاید اکہ ہجر کی شب ہوگئی سحر
پائی نجات ہمنی بلائے عظیم سے

ای خاک گور تو ہی ٹھکانی لگا انہیں
مادر سنگ و ماہیں حطام رمیم سے

ساری علاج آگی اجل کی بہلا دئی
حکمت رہ گیا دوائی کوئی پوچھی حکیم سے

دولت سی ہم فقیر کہاں تک حذر کریں
یہہ برق لپٹی جاتی ہی اپنی گلیم سے

ای فصل گل ہیں وحشی مبارک مزاج ہم
طوق گلو ہو حلقۂ موج نسیم سے

عالم صدف کی طرح مرا سینہ ہوگا پاک
سیر پاشکم کا تہہ ہے مال یتیم سے

کب سے تڑپ رہا ہوں رہا کر عذاب سے
قاتل او تماشا ہا ہہ عذاب الیم سے

افشا کریگی راز دل آخر یہ آہ سرد
غنچے چھپا سکیگا نہ خوشبو نسیم سے

ہولی کبھی نہ طالب دیدار طور پر
اسرار قوم کا جو شنا تا کلیم سے

محو جمال گل ہوں میں ایسا کہ ہر سحر
جاتا ہوں صحن باغ میں سیکھے نسیم سے

قرآں میں سی اسیر ہی حال غم حسین
مضموں کہلا یہ آیۂ ذبح عظیم سے

گردوں کو خوف کیا جو وہ تیغ آبدار ہی
جتنک نہ آئی موت گریباں حصار ہی

جنبش نہیں ہے ضعف سی بیجان آر ہے
مردہ ہے جان جسم ہمارا مزار ہی

اپنا تو آستاں پہ جھکا ہے سر سجود
مقبول تم کرو نہ کرو اختیار ہے

جو دوش کر کی ہمکو تماشا ہی تو دیکھا
لوگوں سی پوچھتے ہیں یہہ کسکا مزار ہی

کون کہتا ہے کہ ہے بیکار یہ سینے کا داغ
دل ہے ماتم خانہ یہ قندیل ماتم خانہ ہے

گفتگوے اہل وحشت کو نہ بہی سمجھہ
قابل تحسین کلام قاسم دیوانہ ہے

کون سامان عشرت وحشت مین تکلف کا نہین
جو در حسرت مار رہی مجکو نعمت خانہ ہے

کٹ کی گردن ہی گرا ہے پای قاتل پر جو سر
غور سے دیکھو تو یہ بہی سجدۂ شکرانہ ہے

ہم صفیرو سیر گلشن کی مبارک ہو تمہین
خانۂ صیاد مین اپنا تو آب و دانہ ہے

کہینچے بیٹھا ہے کس شمع تجلی کی شبیہ
ہو قلم دست مصور مین پر پروانہ ہے

لخت دل یاقوت رخشان اشک در آبدار
دیدۂ گریان نہین کوئی جواہر خانہ ہے

تجہکو کچہ قدر زیبا ہی داغ دل روشن نہین
مرغ زرین فلک اس شمع کا پروانہ ہے

ہے عذاب جان ہمیا لہی دم الجھتا ہے کمال
ہجر کی شب گور سے بدتر مرا کاشانہ ہے

بادشاہوں کو کیا ہے عشق نے تیری گدا
وہ پری ہے تو سلیمان بہی ترا دیوانہ ہے

کون ہے ہنستا ہی قسمت کہ مانند حباب
مے کا دریا ہے رواں خالی مرا پیمانہ ہے

کہینچکر تلوار قاتل مجکو دہمکاتا ہے کیا
کہیل سمجہو مینا حضور ہمت مردانہ ہے

سوز فرقت نے جلایا ہے یہ دل میرا اسیر
برف خانے سے زیادہ مجکو آتش خانہ ہے

اوسنے اونگلی جو دبائی کبہی دندانکے تلے
شاخ مرجان نظر آئی در غلطانکے تلے

تیرے وحشی کو بہی کیا دشت مین بستر درکار
پڑ رہا ہوگا کسی نخل مغیلانکے تلے

باعث جلوۂ خورشید ہین آثار سحر
داغ سینے کا چہپے گا نہ گریبانکے تلے

کشتہ اک سرو گل اندام کا قسمت نے کیا
قبر ہو سایۂ شمشاد گلستان کی تلے

دل کو میری جو وہ گل تکیہ بنا کر سوتی
خواب تکیا کہی قرآن کوئی قرآن کی تلے

ہر حلبہ ہمکو ہوا سے جلوہ جانانہ ہے
دیکھی جسکو یہان ؟ وہی ہے بیگانہ ہے
ذرہ آی گا تو مثل عکس کیا لیجاے گا
سیر ہین ہے روح وقت ؟ اب ل سینی مین قید ہے
بادہ عیش جہانکو اسمین کیونکر ہو قرار
مئی پلاتا ہو ہم ہین وہ آنکہہ لیتے ہین بند
جو مکان ہے وہ گہر وندی کیطرح ؟ مٹجای گا
حسن کے طالب نہین رکھتے تمیز کفر و دین
ہر طرف سی سوی کعبہ ہی رخ قبلہ نما
جس مین کا وہ میہان آیا دل کا مالک ہو گیا
تیری فرش بزم کا نظارہ کر دیتا ہی مست
پہنس گیا ہی تو جو آفتین تو گہبراتا ہی کیون
دی خدا دولت تو پہر سائل ہو انسان کسلیے
ہی جنون مین بہی ضعیف ؟ ہین عوت لپٹ

باغمین بلبل دل اپنا بزم مین پروانہ ہی
چشم حق بین خواب گوش حق شنو افسانہ ہے
آبرو سیان شکل آئینہ متاع خانہ ہے
شمع اوڑتی پہرتی ہے فانوس مین پروانہ ہے
دل مرے سینے مین اک ٹوٹا ہوا پیمانہ ہے
موج لہرے بادہ زنجیر در میخانہ ہے
منعمو شوق عمارت بازی طفلانہ ہے
ایک پروانے کو شمع کعبہ و بتخانہ ہے
آشنای حق ہمیشہ خلق سے بیگانہ ہے
بی تکلف میہمان اس گہر مین صاحب خانہ ہے
ہر گل قالین شراب سرخ کا پیمانہ ہے
غمزہ کرتی ہے یہہ دنیا ناز معشوقانہ ہے
بی صدا ہے وہ لبالب ہے سی جو پیمانہ ہے
مورچون کا رزق ہی زنجیر کا جو دانہ ہے

ترک دنیا ہی جسی کہتی ہین آزادی اسیر
جو گرفتار علائق ہے یہان دیوانہ ہی

جبسے دل کو عشق خط عارض جانانہ ہے
قاف سی تا قاف تیری حسن کا افسانہ ہے
سر و قامت شمع عارض ماہ ہی اوسکی جبین

بخت سبز اپنی چمن مین سبزہ بیگانہ ہے
جو پری کا نام لی آگے ترے دیوانہ ہے
دل ہمارا فاختہ ہی کبک بے پروانہ ہے

دیکھوں دنیا میں جسکو محبت کے آنکھ سے
ممکن نہیں کہ وہ کرے پیار کی نگاہ

ہی قابل شفاعت احمد وہی اسیر
جسکی طرف ہے حیدر کرار کی نگاہ

لطف عیسی ہو تو پھر کیا نشان آبلہ
آب سوزن میل سے ہے بہر یکان آبلہ

اس طرح میرا تن لاغر ہے زیر آسمان
جسطرح ہو جائے کوئے دریان آبلہ

مرگئی پر آبلہ پائی کا باقی ہے نشان
ہے ہمارا گنبد مرقد نشان آبلہ

دشت غربت میں عدو کرتی ہیں مجھسے دوستی
خار صحرائی ہیں دندان دہان آبلہ

حشر میں لاؤنگا کسکو اپنی وحشت پہ گواہ
پاؤں میں ہجا ہی کوئی تورتان آبلہ

خار صحرای زبان شکر کہلاتی ہیں کیا
فی سبیل اللہ ہی آب روان آبلہ

عین ماتم جانتا ہوں عشرت دنیا کو میں
جسم فربہ پر نہ کیجیو یاں گمان آبلہ

گردشیں کرتا ہی لاکھوں طرح لیکن جنوں
پیر ہوتا ہے نہیں بخت جوان آبلہ

جس بیابان میں قدم رکھتا ہوں بنتا ہی باغ
گل کھلا دیتی ہے چشم جوں بستان آبلہ

ہی جنوں میرا وہ عالی ظرف جسکی جیب سے
رہ فلک سی بڑھ گیا ہر آسمان آبلہ

تیرہ بختی سی مری سرمہ سی ہی خاک دشت
چپ زبان خار سے ساکت بیان آبلہ

واہ کیا صحرا دیا ہی تو نی ای وحشت مجھی
ہی ہر اک اس سر زمیں کا خار جان آبلہ

دشت گردی میں ہر شاخ بید مجنوں [illegible]
چاہیے مرغ جنوں کو آشیان آبلہ

ہو جنوں کمتر تو کیسی وحشت گردی ای اسیر
ہے خزاں گلزار وحشت کی خزان آبلہ

ردیف یای تحتانی

نیک و بد دونوں ہیں ارباب صفا کو یکسان
دوست دشمن پہ کشادہ ہی درِ آئینہ

یہہ ہی قسمت کہ مری آنکھہ تو مشتاق رہی
چہرۂ یار ہو پیشِ نظرِ آئینہ

ہی بجا حسن کو تیری جو سکندر کہیے
اوسکی قبضی مین بہی ہی خشک و ترِ آئینہ

آب و نان اہل صفا کو نہین مہمانسی عزیز
روبرو خلق کی ہی ماحضرِ آئینہ

سخن صاف سی کیا کام پس مرگ اسیر
آہ سکندر کو نہین کچھہ خبرِ آئینہ

چھپتی نہین ہی اوس سی کبھی پیار کی نگاہ
پہچانتا ہی طالب دیدار کی نگاہ

کچھہ خشم کی نگاہ ہی کچھہ پیار کی نگاہ
ہی سانپ مین اوس بت عیار کی نگاہ

واقف نہین بشر کہ فلک کی ادھر ہی کیا
زندان مین پھر رہی ہی گرفتار کی نگاہ

موذی ہی دہر اسکی عنایت بہی قہر ہی
تاثیر زہر رکھتی ہی اس مار کی نگاہ

دانی کی ساتھہ دام کو بھی دیکھتا ضرور
ہوتی جو تیز مرغ گرفتار کی نگاہ

میری سخن کا لطف مری منہ سی پوچھیی
ہی جوہری کو گوہر شہوار کی نگاہ

آیا ہی کون سیر کو بازار مصر مین
یوسف سی پھر گئی ہی خریدار کی نگاہ

جتنی طبیب آئی وہ آنکھین چرا گئے
اللہ رہی اب تری بیمار کی نگاہ

سینوں مین ہل گئی جو تماشائیوں کی دل
کوٹھی سی کسنی جانب بازار کی نگاہ

حاصل ہو زخم تیر کی لذت قریب ہی
میری طرف ہی ترک کماندار کی نگاہ

واقف ہی دل اصالت ابروی یار سی
جوہر شناس رکھتی ہین تلوار کی نگاہ

شکوہ کرون مین جور فلک کا کہان تلک
تقدیر پھر گئی جو پھری یار کی نگاہ

صبح وصال مین جو چلا گھر سی یار کے
حسرت سی جانب در و دیوار کی نگاہ

اثر دیکہلاو ترشی نے یہ ہین ہی خزانی کی جگہ

ناصحو ہمکو نصیحت اسقدر کیا فائدہ / جانتی ہو عشق ہین کیا ہی ضرر کیا فائدہ

مردم بی فیض کا ہونا نہونا ایک ہے / خلق کو دیتا ہی نخل بی ثمر کیا فائدہ

ای زلیخا اور سودا ہی یہان بد نظر / مول لی سکتی ہین یوسف کو مگر کیا فائدہ

لالہ سان موقوف ہی انس پر بہار زندگی / خواہش مرہم بی داغ جگر کیا فائدہ

جو کہا ہو اوستی خط پڑہ کر وہ کہدی صاف صاف / جہوٹی باتو نسی تجہے ای نامہ بر کیا فائدہ

اہل ہستی پر عدم کا حال کہلنا ہی محال / کیجی کیون فکر مضمون کمر کیا فائدہ

مبتذل مضمون کو لائین بیت ہین ہم کسلیے / ایسی ہرجائی کو دکہلائین جو گہر کیا فائدہ

شکل آئینہ ہی قسمت مین نمد پوشی اسیر
چاندی سونی کا ملی ہمکو جو گہر کیا فائدہ

میری نا لونسی ہی سقف فلک پیر سیاہ / جیسی ہو جای دہوئین ہین کوئی تعمیر سیاہ

خط تری رخپہ ہی یون ای بت بی پیر سیاہ / جیسی ہو سرخ ورق پر شب تصویر سیاہ

وجہ کیا تمکو جو نفرت ہی سیہ بختونسی / خط سیہ خال سیہ زلف گرہ گیر سیاہ

ایک شمہ نہ رقم وصف ہوا وس گیسو کا / جزو کی اگر ہون دم تحریر سیاہ

عشق خال رخ جانان نی دکہایا یہ اثر / ہو گیا مثل زحل اختر تقدیر سیاہ

رنگ دلتا ہی زمانی کا عجب کیا ہی اگر / زاغ کی سرخ کبہی لال کی تصویر سیاہ

گرد کلفت سی ہی اب صاحب جوہر کا حال / جسطرح زنگ سے ہو جاتی ہی شمشیر سیاہ

الفت زلف ہوئی باعث تاریکی دل / ہو دیوان جس ہین نہ کیونکر ہو وہ تعمیر سیاہ

ہی مری آبلہ پا ہین چمک مثل چراغ / اب رہی گا نہ کبہی خانہ زنجیر سیاہ

خالق جو کری منعم وہی ہمت عالی بہی
قارون کی جو دولت ہو حاتم کی سخاوت ہو

او سیم بدن تجہہ سی دل اپنا لگاتی وہ
یاری کسطرح جسکو میسر نہ جانکی حسرت ہو

مرضی جو اسیر اوسکی فرمان ہین اپنا کی کیسی
آنا بار اوٹ ہو جانا یا جانا ستا ہو

بڑہ گئی ہی اور کہنہ جانی سی شان لکہنو
لامکان سی کم نہین کوئی مکان لکہنو

اب کہان وہ لکہنو وہ ساکنان لکہنو
رہگئی باقی زبان پہ داستان لکہنو

شیشہ ہی پی بادہ گلگون صدف سی گہر
جسم بیجان ہی نہین تہا لب پہ جان لکہنو

اب اگر باغ ارم کہئی اسی تو ہی بجا
ہو گیا آنکہون سی پنہان بوستان لکہنو

سنگ پہ شیشہ گرا یا برق خرمن پر گری
رہزن آئی لوٹنی کو کاروان لکہنو

پست اعلی سیکڑون ادنی ہوئی کہون بلند
ہین تہ و بالا زمین و آسمان لکہنو

بسیر ہا گہر سی نکلی سیکڑون یوسف جمال
لٹ گئی ساری متاع کاروان لکہنو

وہ بہی اک دن تہا کہ حلوی کیطرح میٹہا تہا
ہو گیا اب زہر حلوائی دکان لکہنو

چرخ نی باندہی ہین یون اہل زمین کی بندشین
باندہتی ہین جیسی مضمون شاعران لکہنو

مردم کوہی کی آنی سی ہوئی کیسی خراب
سب زبانون سی جو بہتر تہی زبان لکہنو

خویش معشوقون سی ہوئی مفرور لڑ کر بدہوا
کیا ہوا اشونکی خرابی ہی میان لکہنو

صاف ظاہر ہی کہ پہنچی عرش پہ ہم کسطرح
ضعف سی لب تک نہین آتی فغان لکہنو

موج زن دریا ہی ہر گہر مین موج اشک سی
مردم آبی ہین گویا مردمان لکہنو

جو مہینا ہی وہ اک سال ماہ صوم سی
اوٹھ گئی روٹی ہی فاقہ میہمان لکہنو

سب خرابی ہو چکی جب فضل خالق نی کیا
فصل گل آئی گئی فصل خزان لکہنو

حشر کا گروہ عشاق سے سنکر بولی
ہیں تمہاری خط اعمال ہماری گیسو

سچ کہو غیر کی ماتم میں اوڑہی کیا خاک
گرد آلود نظر آتی ہیں ساری گیسو

پانی خوف قیامت نہیں کہتا ہی [illegible]
ہی سند اسکی شفاعت کی تمہاری گیسو

چاہتی طالب سی پردہ کچہہ نہ کچہہ مطلوب کو
پیرہن یوسف نی بہیجا جانی خدا یعقوب کو

روز خلقت صبر کی خالق نی دو حصی کیی
ایک مجکو ایک بخشا حضرت ایوب کو

دل میں ہی پوچہوں دہان یار کا ادسی پتا
غیب کا احوال آتا ہی نظر مجذوب کو

نامہ بر روتا چلا ہی کوچی قاتل کیطرف
موم جامی میں لپیٹا چاہیی مکتوب کو

خوب ہو مجہ سی پیری میں جو دنیا پہیر لی
صبحدم دیکہوں نہ یارب ویی نا مرغوب کو

یار کی اوترہی ہوئی پوشاک کا پایا کفن
مر گئی پر بہی نچہوڑا دامن محبوب کو

ابلق ایام دکہلاتا نہیں کسکو زمین
کیا عداوت اپنی راکب سے ہی اس مرکوب کو

یہ ہی قسمت کا لکہا پائی نہ کچہ ادسکی خبر
نامہ بر آیا گرا کر راہ میں مکتوب کو

غیر کی باعث نکالا اوسنی محفل سی مجہے
کر دیا مرفوع اس مجہول نی منصوب کو

روز محشر کا جو کہٹکا ہی تو بس اتنے لیی
چاہتا ہوں وصل میں اللہ کی محبوب کو

کارخانی عشق کی ہو ملکہو کہ یوسف سوئی چلا
چاہ کا پانی بلی سب دیدۂ یعقوب کو

شوق کی مضمون سی لی ڈر جائیگا کاغذ [illegible]
احتیاج نامہ بر کب ہی مری مکتوب کو

شہد لب کا بوسہ لیکر پڑ گیا جہگڑا میں
کیا خبر میری نہیں ہی دین کی [illegible] کو

ای حسینان جہان ہی آئینہ کو کیا تمیز
میری آنکہیں جانتی ہیں روی زشت و خوب کو

[illegible] چاہیی مضمون [illegible] کی لیی
سادگی ہی [illegible] ماہ وش محبوب کو

غش سی کبھی افاقہ جو ہوتا ہی ہجر میں
تب آ کی توڑتی ہی مری سد بد کو

عقدہ وہاں یار کا کیہہ تو کھلا مگر
دق ہوئی طبیعت وقت امید کو

ای بت خدا کی واسطی باہیں گلی مگر
شہر کی حوث ہی میہ دل دردمند کو

گردن پہ پھیرلی ہیں جو خنجر وکون ہیں
ہم تو کبھی چھری سی مراتیں نہ بد کو

درمانت علم عیب کریں گی حکیم کیا
بام فلک پہ پھینک رہی ہیں کمند کو

گردونکو میری سرکی اوڑانکی ہی جو فکر
گولا دیا ہی توپ کا دستار بند کو

سمجھون ہیں بعد مرگ اوسی کو مساہیں
مرقد کی گرد دیں جو تہ کا وہ سمند کو

جسکی ربیع مدد رہی آرام اوسمیں کہاں
گردش سی کب نجات ہی چرخ بلند کو

شب کو ہماری قبر ہو روشن اسی طرح
کبھی چراغ کبھی آ کر سمند کو

ادا کو ہمیشہ اخلاص کیا تمر
پاتا ہوں پست سایۂ نخل بلند کو

اصلاح حسن چہرۂ گلگوں ضرور ہے
گلشن سی دور کیجئے اس خار بند کو

سینے سی دلکو کھینچکی لیجاتی ہی وہ زلف
ایسی کشش کبھی نہیں آتی کمند کو

دعوی کری جو اوس لب شیریں کی شکر
لٹکر چھری گردن میں جدا بند بند کو

عمر رواں کی ہو گی روانی کبھی نہ دور
وہ کون ہی جو روک سکی اس سمند کو

پامال کبھی تن سوراں کو میری جلد
رکھئی ہمت پہ نعل در آتش سمند کو

کس منہ سی وصف اوس لب شیریں کا کیجئے
نسبت نہیں نبات کو شکر کو قند کو

سر سی ہماری رغبت فراک ہو گئی
گلگوں کہا کہو لی تمہاری سمند کو

لیجا کی یہہ غزل تو سناتا اوسی مگر
ن کہاں اسیر کہاں مخدد کو

سینہ ہون محراب حرم تک تو کرون مین یہہ دعا / مہر دکھادی مجہی یا خالق اکبر ابرو

زلف سنبل ہی دہن غنچہ ہی آنکہین نرگس / قد صنوبر ہی ترا شاخ صنوبر ابرو

آبرو کیون نہو انکی نظر مردمن مین / واقعی کعبۂ رخسار کی ہین در ابرو

صدقۂ فاتح خیبر سی ہین ہون تیغ نصیب / لاؤن قبضہ مین اگر ہاتہون در خیبر ابرو

نظر آتی ہین مجہی عالم رویا مین ہلال / بسکہ آنکہون مین پہرا کرتی ہین شب بہر ابرو

کیا کرون وصف کہ ہی انمین جبین ایک سی ایک / لب ہین سینہ جبین زلف معنبر ابرو

ہی بجا دونون انہین تشبیہ جو تلوار سی دے / صاف رکہتی ہین مری قتل کا جوہر ابرو

جمع کیون نکرنہ ہین روز زیارت کی لیے / چشم عشاق مین ہین موتی پیمبر ابرو

ہی شب وصل ہی عاشق کی لیے قتل کا ڈر / مژۂ یار کٹاری ہی تو خنجر ابرو

کون مشتاق ہی جو بہیر مین رہا کی نہین / موج گرداب ہی دیتا ہی یہہ چکر ابرو

تاک حسن کہین کیون نہ اوسی اہل نظر / بڑہ رسی چہرہ مہ نو سی ہی بہتر ابرو

چاہتی ہین کہ بنین ہمسی کمانین ایسی / دیکہتی آتی ہین ہر روز کمان گر ابرو

کیون نہ نظارے کا مشتاق رہی یک جہان / کم مہ نو سی نہین بال برابر ابرو

خود جو کج ہین تو کجی سی ہی محبت انکو / کج اداؤن سی بدلتی نہین تیور ابرو

صاف معلوم یہہ ہوتا ہی کہ ہین کشتی گیر / قد خمیدہ ہی بلاتی ہوئی ہین سر ابرو

دون مہ نو سی جو تشبیہ تو ہی ناقص تمثال
حد تعریف سی ہین آپ کی باہر ابرو

دیگر

آئی نہ تاب اپنی دل دردمند کو / جلتی ہوئی جو آگ پہ دیکہا سپند کو

ساقی اگر شراب سی لب تر نہین کیے / تیری لبی کہانسی یہ عمل حکیم کو
بردمسی میری سرد ہوئی جسمگہ تہی آگ / فرصت ملی عذاب سی اہل جحیم کو
ہوگی ادہیں بہ روز جزا شدت عذاب / جو جر زر دہاتی ہین گناہ عظیم کو
ہولی ہی چشم تر سی صدف غرق بحر شرم / اشک آب آب کرتی ہیں درِ یتیم کو
ممکن نہیں کہ روح رواں تن سی کر سکی / مٹھی مین کوئی بند کری کیا نسیم کو
اب ہم ہیں اور بحر کرم ہیں تسا وری / ملی کر چکی دوا یہ امید و بیم کو
بیمار عشق ہوں کوئی میری دوا نہین / کب ہی بیہہ درد سر کہ بلاؤں حکیم کو
انسان کو نیک کرتی ہی نیکوں کی پیروی / خوشبو ہوئی سہیل سی حاصل ادیم کو
عالم کو تیری فیض نی ایسا کیا غنی / ڈہونڈ ہی پہ اب گدا نہیں ملتا کریم کو
وہ زار ہوں کہ ناخن سی زندان ہوا مجھے / سمجھا مین طوق حلقہ موج نسیم کو
رہتا ہی یہی دہیان رخ کا خیال / کرتا ہون زور حفظ الف لام میم کو
برسوں وہ جلوہ گاہ ہی اور اپنی چشم شوق / حسن جا نہیں ہی تاب تماشا کلیم کو
سونگہی گا ادسکی پہول کی بو کس طرح کوئی / جس بوستان مین دخل نہیں ہی نسیم کو
حاجت تری مکان کو سفیدی کی کیا اگر / چہنا ساؤں کوٹ کی دُرِ یتیم کو

رضوان بلا رہا ہی اسی کیون مجھی اسیر
آراستہ کری تو ریاض النعیم کو

کب نہیں قائل معراج پیمبر ابرو / رکہتی ہیں معنی قوسین کو از بر ابرو
فرق رکہتی نہیں کچہہ بال برابر ابرو / چشم ساحر ہیں نہیں مصرع مکرر ابرو
ہیں نہ عیدوں سی مہ عید کی مشتاق نگہیں / دیکہوں کس روز دکہاتا ہی مقدر ابرو

محشر کی روز داخل جنت ہوئی اسیر
پوچھا کسی نے بھی نہ ہماری گناہ کو

ستم ایجاد ہے غنچہ دہن ایسا ہو
داغ دل دیکھ کے یہہ کہتا ہے چمن ایسا ہو

گھر سے نکلے وہ سہ پردہ نشین گھبرا کر
کوئی ہنگامہ تو اے چرخ کہن ایسا ہو

یار نے تیغ حسینی کا پلایا پانی
لطف کہتے ہین اسی خلق حسن ایسا ہو

الفت موی کمر کی ہے یہ پیچ پڑتا کید
جان رہ جاتی ہے نقطہ زار بدن ایسا ہو

ایکدم ایکطرف اوسکی ٹھہرتی نہین آنکھہ
چوکڑی بھرتے ہین چالاک ہرن ایسا ہو

اے زبان راز محبت کا چھپانا ہے ضرور
کان اپنے نہ سنین حفظ سخن ایسا ہو

برگ گل زرد خجل غنچہ پشیمان نرگس
آنکھین ایسی ہون لب ایسے ہون دہن ایسا ہو

مل گئی یار کی پوشاک کسی ملتی ہے
ابھی مرجائین اسیر جو کفن ایسا ہو

مین غزل خوان ہون اسیر اور ثنا خوان مرا ایسا
سخن ایسا ہو شناسا ہے سخن ایسا ہو

سر وخیابان ناجی کی ہے منت کریم کو
خشمت کریگی کندۂ دوزخ لئیم کو

کھلاو تم جو جسن کی شوخی شمیم کو
ہر پھول پنکھڑیون مین اوڑائے نسیم کو

رحم آگیا جو شعر ہم گنہ ہی کریم کو
جنت مین ہم بھی جا کے جلایا جحیم کو

دے تو بھی کوئی داغ جگر ہمکو اے صنم
اللہ نے دیا ید بیضا کلیم کو

پھرتے ہین اپنے دانت جو گرتی ہین گوہر
ہین ظلم باندھنا رفقا ے قدیم کو

مہکا ئے ہین الکھہ غزل بھکتا ہوا ہین کوئی
بتلا گئی ہین خضر رہ مستقیم کو

عشاق و رتاب تماشا ہے دیکھ یار
چمکی جو برق طور غشی آ گیا کلیم کو

کیا رنج طعن خلق سے محو نگاہ کو
کہتی ہیں پیٹھ پیچھے برا بادشاہ کو

پردہ ہے کیوں دکھائیے چشم سیاہ کو
سرمہ بنائیے مری گرد نگاہ کو

رو دے ہے اوسکی کوچۂ زلف سیاہ کو
زنجیر اشک چاہیے پائے نگاہ کو

قصد سفر کیا ہے تو مجھکو بھی ساتھ لو
اوڑنی دیں گی اشک مری گرد راہ کو

بیمار چشم پر جو عنایت کی ہے نظر
بھیجو جگر کے واسطے پیک نگاہ کو

وحشی وہ ہوں کہ دشت سے میں ہو گیا ہوا
دیکھا کبھی جو سایۂ مردم گیاہ کو

کچھ چاہیے سوال نکیرین کا جواب
لکھو کفن پہ اشہد ان لا الہ کو

میری سیاہ جامے سے ڈرتی ہیں اسقدر
خورشید و ماہ کاٹ کے چلتی ہیں راہ کو

محبوب سے ہو ہجر تو نور نظر کہاں
اندھا کیا جدائی یوسف نے چاہ کو

آفت ہے روئے یار قیامت ہے زلف یار
پہچانتی ہے آنکھ سپید و سیاہ کو

جاتی تو ہے جمال رخ یار دیکھنے
پھر یا کبھی نصیب ہو گا نگاہ کو

ہیں ہم فقیر اوسکی در فیض کے فقیر
جسکی کہ بادشاہ کہا بادشاہ کو

حق تو یہ ہے کہ اہل نظر میں مری سوا
پہچانتا نہیں کوئی اوسکی نگاہ کو

پردہ جسے کریں ہیں تو نے پہ دگی نگاہ
برقع کتاں کا چاہیے رخسار ماہ کو

بہکا ہے غول بن کی بدہ عشق لاکھ عقل
کرتا ہے کب فقیر غلط شاہراہ کو

جائے یہ کس طرح دل پر داغ سوئے زلف
طاوس دشت رکھتے ہیں مار سیاہ کو

خالی ہے سوز عشق سے کب سینۂ فلک
رو داغ جانتا ہوں میں خورشید و ماہ کو

سلطان وہ ہے کہ جسکی رعیت سپاہ ہے
سلطاں نہیں جو سمجھے رعایا سپاہ کو

جب ہے جاتی ہیں امر کی جلسیاں سے عیب
تخت سپید پر وہ ہے روئے سیاہ کو

ساقی سے بنتی ہی کا اگر خم طلب کیا — ہنسکر کہا ابھی نہین عید غدیر کو

حق بین ملی ہی چشم مجھی گوش حق نیوش — سنتا ہون دیکھتا ہون سمیع و بصیر کو

کتنا نکل کی سنگ سی ہی بی لقا شرر — مہلت جہان مین خاک ملی گی شریر کو

پیدا کری حسینؑ و حسنؑ سی وہ دوستی — چاہی جو بخشین صغیر و کبیر کو

تحریر وصف قدسی قیامت بپا ہوئی — سمجھا ہین نفخ صور قلم کی صریر کو

اوس بت کا وصل ہمکو عجب کیا جو ہو نصیب — قدرت ہی ہر طرح کی خدای قدیر کو

کہدو نہ آتی جامی سی باہر ہون پادشاہ — خلعت کا لطف ہی کفنی مین فقیر کو

تا چند یا علیؑ یہ رہی ہند مین خراب
روضہ پہ اپنی جلد بلا دو اسیر کو

میری آگی غم اغیار مین رویا نکرو — عرق شرم مین تم مجھکو ڈبویا نکرو

ہو کی عاشق کہین یہ یان نہ اوٹھا لیجائین — کھول کر منہ شب مہتاب مین سویا نکرو

فائدہ خط کے بڑہانی سے گل عارض پہ — ایسی کانٹی حق عشاق مین بویا نکرو

پھول سا چہرہ دکہا کر تو بنایا شبنم — پھر مجھی آپ یہہ کہتی ہین کہ رویا نکرو

اونکی زلفون پہ گری اشک ہماری تو کہا — جھوٹی موتی مری بالون مین پرویا نکرو

ایکدل کیا ہی کہ سو جانسی بہو باتین کہین — تم یقین میری محبت کا کھویا نکرو

نہ سنا جای گا احوال مرا لکھتا ہون — دیکھو میری لب خاموش کو گویا نکرو

چشم ساقی کو کہو جام تو لب کو جام — میکشو ہوش کسی بات مین کھویا نکرو

ڈر ہی مجھکو کہین واعظ نہ کہی تر دامن
دامن اشکو سی اسیر اپنا بھگویا نکرو

کرتا وسامن تلون ہی کہ اسی حلق کو
چاند سورج میری جوتیکی اگر آکر سییں
عرش پر وہ ہی تو اسکا لامکاں تک گھیر
کوہکن سمجھی گا میری سینہ ریشی کا مرا
ماہ کو دو ٹکڑوں انگشت پیمبر ہی کیا
ہیں جلیل القدر عقیٰ میں حودسامن دلیل
ہم ہیں معلس معلسوں کی ہی ہمیں معلوم قدر
لعل کو سرنگ اوسکی لعل لب ہی کر دیا

دلتیں شام کو وقت سحر کی آبرو
اوس کی پہلو رہو ہمسر قمر کی آبرو
ہی فرشتوں سی کہیں بڑھ کر بشر کی آبرو
کرتی ہیں اہل ہنر اہل ہنر کی آبرو
تیغ ہی کیسی گرائی اس سر کی آبرو
ہی ادہر کی حقی ذلت ہی ادہر کی آبرو
اہل زر جو ہیں کریں وہ اہل زر کی آبرو
گوہر دنداں ہی کہوئی ہر گہر کی آبرو

تاج ہدہد کی طرح بخشا کبوتر کو اسیر
کیا بڑہائی اوسی میری نامہبر کی آبرو

حاتق ہی ہی یار کا مجھ حقیر کو
پیکاں کو دیکھ کر مہ مری دل ہی کشش
رہبر ہی آسماں تو میں مجہ گدا کو خوف
ڈرتا اگر عدو سی تو ہوتا اسی ملک
ہی عیبتوں تو کیا جو دہ تیر ابرو کی
بچا ہی اہل ظلم سی امید فیض کے
جو لوگ ہیں تصور گیسو میں سینہ زن
ابرو وہ ہی کہ تیغ کو تیری کا دی سبق
عدو ناتواں ہیں خاک کرو شوق علم کو

ملبوس خاص شاہ ہی بخشا حقیر کو
حاجت کماں کی ہوئی اوسکی تیر کو
چھپی گا کیا قبائی نقوش حصیر کو
جلتا کہ بادشاہ سی ڈر ہی وزیر کو
لاؤں کہاں سی کاٹ کی مں جو ہی شیر کو
کوڑی کنار کی نہیں ملتی فقیر کو
عائب ہی سانپ پیٹ رہی ہیں لکیر کو
مژگاں سکھائی نوک کی پیکاں تیر کو
طاقت نہیں ہی اتنی کہ پھیروں ضمیر کو

الفت موئی کمر مین یہ ہوا زار و نحیف
پہلا ملک عدم کو تن لاغر مجکو

دیو آتی ہی نظر اہل جہان کی صورت
لیچل ای جوش جنون شہر کی باہر مجکو

خط مین ہین پیچ کی مضمون بناؤن قاصد
ہاتھہ آئی جو گرہ باز کبوتر مجکو

صورت شیشہ نازک مری پہلو مین ہی دل
کس طرح ہو سخن سخت نہ پتھر مجکو

سر کو ٹکراؤن گا ایسا کہ کرون گا روزن
روک سکتا ہی کوئی گنبد کی در مجکو

کثرت ضعف نی یہہ حلقہ کیا پیری مین
ایک ہین دایرہ آسا قدم و سر مجکو

رنج مین اور رہی ہین مست مئی عیش ہوا
گردش بخت ہوئی گردش ساغر مجکو

چھا گیا دود دل ایسا کہ زمانہ ہی سیاہ
دن کو آتی ہین نظر چرخ پہ اختر مجکو

نور موسی نی سر طور جو دیکھا قاتل
نظر آتا ہی وہ جلوہ تہ خنجر مجکو

دہن شیر سی کم روزن دیوار نہین
پھاڑی کھاتا ہی شب ہجر مرا گھر مجکو

شکر اللہ کہ جیتے نہ امیرونسی ملے
کر دیا دل کی زر داغ توانگر مجکو

ہمہ تن داغ ہون اوس خال کی الفت مین اسیر
کر دیا دانہ اسپند نی مجمر مجکو

حسن معنی سی ہی اپنی شعر تر کی آبرو
ہی صدف کی آبرو جیسی گہر کی آبرو

چشم گریان سی مری نفرت نکرای سرو قد
باغ مین چشمی کی باعث ہی شجر کی آبرو

آئینہ کو اوسنی توڑا چشم عاشق جانکر
اب خدا کی ہاتھہ ہی اہل نظر کی آبرو

دل مین اوسکی تیر کو دی میری سینی نی جگہہ
میزبان نی میہمان کی کس قدر کی آبرو

آکی میخانہ مین زاہد نی کیا مئی سی وضو
خاک مین کیسی ملائی عمر بہر کی آبرو

موئی مژگان یہہ کسی رشک مسیحا کا ہو
جا رہی کچھہ اب رگ جان نشتر کی آبرو

الفت ہوئی کمر مین یہ ہوا زار و نحیف
لیچلا ملک عدم کو تن لاغر مجھکو

دیو آتی ہی نظر اہل جہاں کی صورت
لیچل اے جوش جنون شہر کی باہر مجھکو

خط مین ہین پیچ کی مضمون بناؤن قاصد
ہاتھ آئی جو گرہ باز کبوتر مجھکو

صورت شیشہ نازک مری پہلو مین ہی دل
کس طرح ہو سخن سخت نہ پتھر مجھکو

سر کو ٹکراؤن گا ایسا کہ کرون گا روزن
روک سکتا ہی کوئی گنبد بی در مجھکو

کثرت ضعف نی یہ حلقہ کیا پیری مین
ایک ہین پایہ آسا قدم و سر مجھکو

رنج ہین اور رہی ہین مست مئی عیش ہوا
گردش بخت ہوئی گردش ساغر مجھکو

چھا گیا دود دل ایسا کہ زمانہ ہی سیاہ
دن کو آتی ہین نظر چرخ پہ اختر مجھکو

نور سوسی نی سر طور جو دیکھا قاتل
نظر آتا ہی وہ جلوہ تہ خنجر مجھکو

دہن شیر سی کم روزن دیوار نہین
پھاڑی کھاتا ہی شب ہجر مرا گھر مجھکو

شکر اللہ کہ جیتے نہ امیرون سی ملک
کر دیا دیکی زر داغ تو انگر مجھکو

ہمہ تن داغ ہوں اوس خال کی الفت مین اسیر
کر دیا دانہ اسپند نی مجمر مجھکو

حسن معنی سی ہی اپنی شعر تر کی آبرو
ہی صدف کی آبرو جیسی گہر کی آبرو

چشم گریان سی مری نفرت نکر ای سرو قد
باغ مین چشمی کی باعث ہی شجر کی آبرو

آئینہ کو اوسنی توڑا چشم عاشق جانکر
اب خدا کی ہاتھ ہی اہل نظر کی آبرو

دل مین اوسکی تیر کو دی میری سینی نی جگہہ
میزبان نی میہمان کی کس قدر کی آبرو

آکی میخانہ مین زاہد نی کیا می سی وضو
خاک مین کیسی ملا دی عمر بھر کی آبرو

موئی مژگان یہ کسی رشک مسیحا کا ہو
چاہیی کچھ اے رگ جان نشتر کی آبرو

گندمی رنگ کا بوسہ جو لیا ہو نہ خفا
آدمی ہم ہین ہوئی ہمسی خطا جانی دو

دل ہی یکرنگ دوئی کاہی عبث اسیہ گمان
چشم احول ہیہ نہین ایک کو کیا جانی دو

میرا تابوت جو دیکھا تو یہہ بولا وہ مسیح
کون روکی اسی جاتی ہی بلا جانی دو

تنگ آیا ہون ہین ای کعبہ نشینو تمہسی
جانب دیر مجھی پھر خدا جانے دو

دولت بیست کا طالب نہین ہین تشنہ ہین
خاک ہین آپ سمائی تو سما جانی دو

تم لگو کچھہ تو ڈرو آپ سی آتش نہ ہو
خاک ہوجاؤنگی اک روز ہوا جانی دو

گو گنہگار ہون پر دیکھیو رتبہ میرا
روز محشر مجھی نزدیک خدا جانی دو

حد بخشش نہین نقد دو جہان ہی کیا مال
گوش فیاض ہین سائل کی صدا جانی دو

غیر خارج جو ہون نام نہ کہون اپنا
محفل یار تلک مجھکو ذرا جانے دو

ماہ نو ابروی پرخم کی جو چڑھا منہ تو چڑھا
نکو اب اسی انگشت نما جانے دو

داغ دل روز سیہ اپنا کری گا روشن
پھر اگر آنکھہ چراتا ہی چرا جانے دو

قابل انجمن عیش نہین ہون ہین اگر
قطعہ نذر تو خلوت ہین سنا جانی دو

ارنی کہتی ہو کیون طور پہ ہر وقت اسیر
اک ذرا حضرت موسی کو تو آجانی دو

پہنچون اوس در پہ یہہ امید ہو کیونکر مجھکو
راہ چلتا ہون اگر آتی ہین چکر مجھکو

طرف خانۂ عیسی جو چلا بہر علاج
لیگیا کوچۂ قاتل ہین مقدر مجھکو

دہوکی دینی مجھی کیا آئی ہی لی ہی زال جہان
تیرا چہرہ ہی رخ خوک سی بدتر مجھکو

مرگیا کیا کہ ہین غربت سی وطنکو پہنچا
لوگ پہنچا کی چلی آئی مری گھر مجھکو

بانٹ کہاتا ہون ہین آج وہی ہو گدا ہون قانع
ایک روٹی بہی جو آتی ہی میسر مجھکو

شہر میں لوگ تو شہرہ کیا جانیں
دل ہو سنگین تو درد پیدا ہو

آئی ہو کیوں مری عیادت کو
تب نہ تمکو نصیب اعدا ہو

اتنا اوس شوخ چشم قاتل پر
آنکھہ ڈالی ہے دیکھیئے کیا ہو

تم ٹہر جاو جس جگہہ سر راہ
بھیڑ لگ جائے بند رستا ہو

شمع کی طرح ہے یہ خواہش دل
صرف گریہ بدن سراپا ہو

دل سے یارب نجائے الفت زلف
جب تلک سر ہے یہہ سودا ہو

وعدۂ روز حشر کا کب تک
یا خدا جلد ہو جو ہونا ہو

مثل شبنم تبسم گل پہ
خوب روتی جو آنکھہ بینا ہو

تیری آنکھوں کی روبرو بادام
آنکھیں میچیں جو ہمنے دیکھا ہو

میری تربت بھی بن چکی سر راہ
راہ پر آؤ اتنے گمرا ہو

حال دل قابل تماشا ہے
تم جو دیکھو نیا تماشا ہو

اوسکی پوشاک دیکھہ لیں جو اسیر
جامہ زیبوں کا فاش پردا ہو

کیا آراستہ لیلی نے اپنی زلف شبگون کو
کہا وحشت سے زنجیروں میں جکڑ دے اور مجنون کو

قد موزون کا دون کیا سرو کی حسرت مندونکو
تیا پایہ معنی کا کیا جب غور مضمونکو

نہ پوچھو ہم سے کچھہ وسعت ہماری کشور دلکی
چہارم حصہ سمجھا اسکی آگے ربع مسکونکو

ترا شاعر نہیں ملک سخن کا میں تمامن جاگیر ہے
مناسب ہے عوض مضمونکی باندہوں زر مضمونکو

رہوں محفوظ الجیل شہر سے مجکو بھی اے وحشت
لگانے جاتے ہیں کب طفل تیہر بید مجنونکو

کشش کچھہ مری تاثیر اپنی دکھائی وہ کو ہی سے
پری کی طرح شیشی میں اوتارا مہر گردونکو

محنت عاشق تلاش یار مین بیکار ہے
کوہ تک کاٹا نہ نکلی کوہکن کی آرزو

تیری وحشی کو بیابان مرگ قسمت نے کیا
رہ گئی گز بھر زمین دو گز کفن کی آرزو

گھر کی آرائش نہ آئی زال دنیا سامنے
کب جوان مردونکو ہے اس پیرزن کی آرزو

یا الٰہی صحبت احباب ہو دل کو نصیب
ہے بہت اس آئینہ کو انجمن کی آرزو

دل مرا ہو بندۂ دنیا تو راضی ہو فلک
شیخ بت پوجے تو نکلی برہمن کی آرزو

عمر کا پیمانہ ہے لبریز اے ساقی مگر
اب تلک ہے دل مین اوس پیمان شکن کی آرزو

اہل دنیا کی ہے نادانی جو ہون حسن طلب
کیسی زندان مین تماشای چمن کی آرزو

اے فلک انصاف کر یہ بوجھ کیونکر اوٹھ سکے
ناتوان دل بار اوس پر لاکھ من کی آرزو

چاہتا ہون میری تربت پر حسینونکا ہجوم
عین خلوت مین ہے مجکو انجمن کی آرزو

اے صبا یہ نوجوان مصر سے کہدے پیام
پیر کنعان کو ہے بوئی پیرہن کی آرزو

ہے وطن مین جسقدر مجکو غریبی کی تلاش
اہل غربت کو نہین اپنی وطن کی آرزو

پھر رہا ہے مدتون سے ان لکیرون پر فقیر
ہاتھ دکھلاو تو نکلی برہمن کی آرزو

کیون تری تعریف کا مشتاق ہے میرا قلم
ہو زبان گنگ کو جیسے سخن کی آرزو

ذکر سے تیری بر آئی اپنی کانونکی مراد
نام لب پر آگیا نکلی دہن کی آرزو

میری مضمون نے پہنا یا زیور زینت اسیر
اب ہوئی پوری عروسان سخن کی آرزو

لاش عاشق نہ سر راہ نکل کر دیکھو
بلکہ کوٹھے سے بھی دیکھو تو سنبھل کر دیکھو

اسی منہ پر تمہین دعوی ہے مسیحائی کا
اپنے بیمار کا احوال تو چل کر دیکھو

بیقرارانہ سر شمع گرے پڑتے ہو کیون
اے پتنگو نہ کہین خاک ہو جل کر دیکھو

اسیر اور کوئی آس پاس ہو کہ نہو

نہ بھولی زخم کھا کر کیا جو اوٹھا تھا مزہ دل کو
ابھی ہم حشر میں ہم ڈھونڈھ لیں گی اپنی قاتلکو

کرے آزاد قید ہستی فانی سی بسمل کو
خدایا کر عنایت خیر کی توفیق قاتل کو

نہ کرلین اس نے مشاہدہ ہر دم دیکھ لی مجنون
گرا دی وجد مین آکر کہین ناقہ نہ محمل کو

مری کشتی چھوڑ دی غم نہین غم ہی تو اتنا ہی
لپٹا اوٹھ کی موجون نی سبکساران ساحل کو

حقیقت مرگ کی پوچھو تو تربت مین ضعیفون سے
تھکی ایسی کہ بستر پہ گری طی کر کی منزل کو

چمن سی جب ہماری مرگئی سب سیر ہو ہو کر
سحر ہوتی ہوئی نیند آگئی محفل کی محفل کو

تصور جانب رخسار کا کس تیغ سی کم ہی
غلط ہی یہ کہ مارا چاندنی نی تیری بسمل کو

اسی کستی ہین دل شوق شہادت ہے تو اتنا ہو
سر ہی مول لی دی آپ ہمنی اپنی قاتل کو

کسی کا دل الٰہی جوشش غم سی یون نہ پرخون ہو
سخن کرتا ہون مین یا ہچکیان آتی ہین بسمل کو

زبان چپ ہوگئی ہی اپنی شرم ضعف پیری سے
بجھا دیتی ہین وقت صبح جیسی شمع محفل کو

کسی پہ جو کوئی احسان رکھی سخت ناداں ہے
سخی دیتی ہین جب اللہ دلواتا ہی سائل کو

رہا کی بخت نی دی قید خانی سی مجھی لیکن
بہت پچھتا رہا ہون چھوڑ کر طوق و سلاسل کو

مہ نو کو اشارہ بھی نہین کرتی ہو ابرو سے
گراتا ہی نظر سی یون کوئی مد مقابل کو

خط رخسار جانان کی کہین اصلاح ہو یارب
یہ ہالہ کب تلک گھیری رہی گا ماہ کامل کو

تہ خنجر یہ پائی ہمنی لذت قتل ہو نہین
وہان زخم دیتی ہین دعا جینی کی قاتل کو

کرین عشاق نالی لاکھ معشوقون کو پروا کیا
چمن مین گوش گل سنتی نہین شور عنادل کو

اسیر ایسی سخن سی کیا کلام غیر کو نسبت
جو اہل فہم ہین پہچانتی ہین حق و باطل کو

عدو کی سرکشی سے تو موقوف ہو جاتی ہی حساں سے
یہ وہم ہی کہ بوجہ ہماری جو جھکا دیتا ہی گردن کو

اسیر اولٹھا نہ پاتے ہی تیری نافہم ہین مردم
کہ خوش ہوتی ہین سنکر شکل فی یہ میری شیون کو

وہ دل ہی مردہ محبت کا جسمین داغ نہو
مکان گور سی بدتر اگر چراغ نہو

خوشی ہو کیا کہ دل مردہ باغ باغ نہو
نسیم صبح سی تازہ گل چراغ نہو

نکال دل کی جدائی سی جل رہا ہی جگر
کسی عزیز کا یا رب کسیکو داغ نہو

سنون نصیحت ناصح تو جاکی مین لیکن
یہ خوف ہے کہ پریشان مرا دماغ نہو

مراد ہین مرا انجام ہے ساقیا کافی
شراب چاہیے شیشہ نہو ایاغ نہو

نکال مردم بیعلم سی ہی خوش ابلیس
بن آسکے دزد کی گھر مین اگر چراغ نہو

سنا کی ماہ کو کہتا ہی وہ سپہر جمال
پسند ہی وہ نگینہ کہ جسمین داغ نہو

وہ بادہ کش ہون کہ تسکین دل نہو ساقی
شراب شیشی مین جبتک کئی ایاغ نہو

بلا مین پھنس کی رہائی محال ہی میری
پڑھون جو علم فضیلت کبھی فراغ نہو

نظارۂ کمر یار کی ہے فکر عبث
وہ کیا ملے کہین جس چیز کا سراغ نہو

دوا کی قدر ہی عالم مین درد کی باعث
کرے نہ خواہش مرہم کوئی جو داغ نہو

شریک صحبت ظالم کو خوف ظلم نہین
شکار تیہو کسی دن نکالتا زاغ نہو

نہین ہی کیا تجھی معلوم قصہ شداد
بنا کے باغ زمانی مین باغ باغ نہو

لحد تلک داغ جگر سے تمام روشن ہے
نہین ہی غم جو مری گور پر چراغ نہو

یہی جہان مین دریا ہی اگر ساقی
حباب وار لبالب مرا ایاغ نہو

علی کی ذات ہی دنیا مین خضر منزل دین
کہ شب کو راہ نسوجھی اگر چراغ نہو

جو آتش مزاجی کیلیی کرتی ہین پیروی ہے / دبا لیتا ہے کیسا سرد آہن گرم آہن کو

خبر اوس شمع رو کو کیا ہماری لگی جلنی کی / خیال سوزش پروانہ کب ہی شمع روشن کو

رہائی پر سمجھی رکھا مقید ناتوانی نے / نشان طوق بھی طوق گران ہی میری گردن کو

لڑائی ہو مقرر ایک گھر مین آج ان جو دو سوکن / بناتی ہین جدا اسواسطی فن سی ہم فن کو

تواضع مایہ دارونکو سیہ ستون سی لازم ہے / جھکائی سامنی ساغر کی شیشہ کیون نہ گردن کو

مزا ملتا ہی زخمونکو بہت ٹانکونکی کہانی سی / مگر جراح کا لیا ہے تری مژگان کی سوزن کو

رہین بیدار سی محروم جو کوئی حسین ساکن ہون / میسر گھر مین نظارہ ہو تیرا چشم روزن کو

اسیر آنسو بہائی ہین جو ہم شرم عصیان سی
حساب حشر سی ہمنی کیا ہی پاک دامن کو

نہ چھپتا او چھپاؤ اب گردنی اوٹھکر جو دامن کو / چلی تھی کسلیی ٹھکرا کی صاحب میری مدفن کو

ہجوم بلبلان ہوگا سنیگا کون شیون کو / نہین درکار کچھ پھولون کی چادر میری مدفن کو

جھکی جو اپنی انسانکو جھکنا اوس سی لازم ہے / جو خم شمشیر مین پایا کیا خم ہمنی گردن کو

حریصونکو سوا اسکی زیادہ نعمت سی کیا حاصل / کہ جلتا ہی فتیلہ جسقدر پیتا ہی روغن کو

حیا سی ان حسینونکو عرق آئی تو بہتر ہی / بڑھا دیتی ہی شبنم باغ مین پھولونکی جوبن کو

جو بیٹھی صحبت کامل مین آخر وہ بھی کامل ہو / کہ چھوتی ہی طلا پارس بنا دیتا ہی آہن کو

پشیمان ہونگی جو قصد شکست غیر رکھتی ہین / بجز سرگشتگی حاصل ہی کیا سنگ فلاخن کو

بلا سی امن اگر چاہی کوئی پیدا حمایت کر / ہوا گل کر نہین سکتی چراغ زیر دامن کو

کری گی وصف کیا تیری مسی آلودہ ہونٹون کا / کہان ہی تاب گویائی زبان برگ سوسن کو

کیا اوس آشنا [illegible] کا قسمت نی داغ آخر / بناؤن طوق گردن مین جو پاؤن لعل اوس تن کو

گریان وہ ہون چلون تو چلون سا پھیرتا ہوا
خشکی کی راہ بہی مجھے دریا سے کی براہ ہو

باطن کو کیا خرابی ظاہر کرے خراب
بڑہ جا سے نور کعبہ جو پوشش سیاہ ہو

کیا جانے کوئی صاحب جوہر کا مرتبہ
سمجہے وہ قدر تیغ سے کی جسکو نگاہ ہو

افراط سی نہ کام نہ تفریط سے غرض
وضع بشر وہ چاہیے جسکا نباہ ہو

ایسا ہی ای سپہر کبھی انقلاب کر
درویش کی قدم پہ سر بادشاہ ہو

ظلمت سیاہ خانہ کی فرقت میں کیا کہون
آندہی یہان جو سرخ بہی آئی سیاہ ہو

مرضی ہی آپکی نکرین آپ اگر قبول
بدتر کہین گناہ سے عذر گناہ ہو

اتنا بلند ہو سکے تو کام آئی دود دل
گردون پہ نجم طالع دشمن سیاہ ہو

ہمکو تو بزم پیر مغان کی پسند ہے
دونون یہان ہین ایک گدا ہو کہ شاہ ہو

ایمان اوسی کا نزع مین قائم رہے اسیر
جسکی زبان پر اشہد ان لا آلہ ہو

شعلہ ہے ہجر کی شب ہر گل قالی مجکو
دیو آتی ہے نظر شکل نہالی مجکو

جوش مستی مین ملے ہمت عالی مجکو
نظر آتا ہے فلک ساغر خالی مجکو

تیر برسا ہے جو دیتی ہین وہ گالی مجکو
لب سوفار ہے اون ہونٹونکی لالی مجکو

عید قربان کی خوشی کیون نہو میری دلکو
نظر آئی ہے تری تیغ ہلالی مجکو

فرقت یار مین بیہوش پڑا رہتا ہون
کر دیا صنعت نے تصویر نہالی مجکو

اسقدر ابروے خمدار کی باندہی مضمون
جتنی شاعر ہین وہ کہتی ہین ہلالی مجکو

میری پہلو مین تو غیرت ہے جتایا نہین
جو ملینا ہی وہ اسال ہے خالی مجکو

فرقت یار مین پر داغ ہی خود دل میرا
باغبان تاند تر سے پہولونکی ڈالی مجکو

سراہی میکشوں کا اسی سی جہاں میں یار
کشتی شراب کی نہ الٰہی تباہ ہو

بوسہ کہیں تو اوس لب لو حور کا ملے
اسی بخت سرچاہ کہیں ہمسر راہ ہو

کیا یاہی ہر جسس رخ روشن سی رشک ماہ
خورشید تیری سامنی آئی تو ماہ ہو

چہرکاو کرتی جاتی ہیں جا جا قدم قدم
نمکس کہیں ملت کہیں گرد راہ ہو

پڑھتا ہوں میں یہ شعر کہ کتا ہوں ورد لب
لازم ہے واہ واہ سے کہ جائے آہ ہو

رہرو وہ ہوں جو پاس میں تسکی طلب کروں
اوٹھے گر غبار راہ سے ابر سیاہ ہو

وحشت کا یہ اثر ہی کہ خواہش ہی مرگ کی
مرقد یہ سی نہ سایۂ مردم گیاہ ہو

صورت سی ہی غرض نہیں سیرت کا کام کیا
محبوب خوبرو ہو نہ خوش رحم خواہ ہو

یوسف کو بھی ہوا ہی وہ چاہ ذقن نگر
پیدا دوبارہ چاہ میں گر سیلے چاہ ہو

وحشی تمہاری چشم سیہ کے پڑہیں نماز
نقش سم غزال اگر سجدہ گاہ ہو

افسانہ اوسکی چشم سیہ کا سنیں جو ہم
کانوں میں سپید بھی کعت نار سیاہ ہو

خواہش یہ مجھ سی سیر و بادیہ کی ہی اسیر
نہ پاؤں میں ہو کفش نہ سر پر کلاہ ہو

دنیا کی فکر جائی تو دل بادشاہ ہو
جمعیت حواس الٰہی سپاہ ہو

دولت مری قدم سی لگی ہی وہ ہوں فقیر
تکیہ جہاں بناؤں وہاں شاہ راہ ہو

شغل تعلقات سی انسان حقیر ہے
ترک تعلقات کری بادشاہ ہو

بھیجے جو سرپہ اہل وطن کو کسی طرح
لیجائی حظ مرا تو کہو تو تباہ ہو

سر کو جھکا کے ضعف بدن چاہتا ہی یہ
سر پر ہمارے آبلۂ پا کلاہ ہو

ہر وقت ہیں جوش غم سی ہی حال ابر کا
طوفان میں جسطرح کوئی کشتی تباہ ہو

سخت ہی راہ عدم انسان کو بی اعمال نیک
رہرو بے توشہ کو تکلیف سفر کیونکر نہو

ہوگئی دیدار روئی یار سی قطع امید
نہواب مرگ آنکھون کو منظور نظر کیونکر نہو

اوٹھ گئی محفل نشین خالی ہوئی محفل تمام
دل فسردہ صورت شمع سحر کیونکر نہو

آئینہ آفاق مین ہوتی ہین خاکستر سی صاف
صیقل اوس رخ کو مری گرد نظر کیونکر نہو

دیب گوش یار نی مجکو کیا پابند عشق
رشتہ گردن ہین مری مثل گہر کیونکر نہو

کثرت اندوہ و غم مین ہیچ کم تابی ہی
تو یچ ہو جسم مین وہ رشتہ مختصر کیونکر نہو

مرگیا ہین قد کسی شیرین ادا کا دیکھ کر
خاک تربت کشت زار نیشکر کیونکر نہو

سچ تو ہے نفرت کی قابل ہین یہ اہل جہان
آفتاب آسمان کا رخ ادہر کیونکر نہو

جلوہ جانان گریبان چاک کرتا ہی ہمین
صبح عیان خورشید ہو پیدا سحر کیونکر نہو

ہین یہی صدمی تو جی اپنا یقین ہی ڈوبجای
غرق کا کشتی کو طوفان مین خطر کیونکر نہو

سنکی میری شعر اہل بزم روتی ہین بجا
نالہ درد انگیز ہی اس مین اثر کیونکر نہو

شمع روتی ہین جسکی فاتحی کی واسطے
میری تربت پر چراغان رات بہر کیونکر نہو

سر قانع ہم ہین مثل سرو ہم چشمی اسیر
مثل مژگان بوریا بیرون در کیونکر نہو

دیکہو مری طرف کوئی صحت کی راہ ہو
خاک شفا مریض کو گرد نگاہ ہو

بی چشم تر نہ قطع محبت کی راہ ہو
ہی موت راہرو کی جو بی آب چاہ ہو

تم دور ہی سی میری جنازی کو دیکھ لو
جہان لوتنا ساقی کی برق نگاہ ہو

جاتا ہون سوئی کعبہ مین پہر کی دیر سی
اس واسطی کہ شیخ و برہمن مین راہ ہو

ہوتا ہی ناقصون کا عیان امتحان مین عیب
آتش مین سیم قلب جو رکہین سیاہ ہو

نصیب ہی ابرو پر جھکی جو آنکھیں کی ستلے
کیا ہے اعتکاف میں جدائی سنگ اسود کو

سائی آسماں اللہ کی حضرت کی خاطر سی
نہ کرتا خلق انکو خلق اگر کرتا نہ احمد کو

کہیں نوری سی کم ہی مہر روشن سامنی جنکے
ملا ہے نور ایسا جو وہاں کی خاک مرقد کو

کیا حسن شب معراج قصد عالم بالا
ہوئی کیا شادی اہل عرش سنکر آمد آمد کو

چمن زار جنان میں واسطے حضرت کی آمد کے
کیا آراستہ ہر قصر یاقوت و زبرجد کو

عجب کیا ہے جس نے ہمیں عالم کو سمجھا ہے
زمین کو آسماں کو انس و جن کو دام و دد کو

سہو یا حشر کی دن پیاس غالب ہو گی اب
عطا کی نہر کوثر حق تعالی نے محمد کو

نہ ردہوتی جو کرنا تو نہ حضرت کی رسائی تک
مگر کب [illegible] اشعار بنا ابلیس مرتد کو

کیا تقسیم [illegible] حسن ان کا خاص سیدون کو
صباحت حق نے یوسف کو ملاحت دی محمد کو

سمجھ مد شریف آپ کی ہستی میں کیسی ہے
نہیں ذرہ سی رتبہ جسمی ہی ذو القرنین کی سد کو

ہمیشہ معل آسماں میں ہی روشنی جس کی
کیا سطلس سے روشن یہ نام حد احد کو

مریا حساب کو اوسکے نہ دنیا میں حقیقی
کسی عالم میں ہوں آخر جمیع حاتی ہیں مقصد کو

سرہی مہر مولا کیا کری گا جو عمل ہوگا
بھلا کیسی یتو بہند دی ملک [illegible] کو

شریعت کا جو مکتب ہی وہاں عمل ہی [illegible]
کہ معاج زباں سی کھولتی ہیں قفل ابجد کو

اسیر احباب مولا کو مبارک عید شادی
جو کینہ دل میں رکھتے ہوں وہ روئیں طالع بد کو

جو تیر طریق ساعت بازی سی لشکر کیونکر ہو
جو علی نہ راہ اوس کا دل میں گھر کیونکر ہو

جس جگہ وسعت دل باہم ہوں شکر کیونکر ہو
سنگ و آہن جب ملیں پیدا شرر کیونکر ہو

تمہ خالق کی بنایا ہی جہاں میں آفتاب
ذری ذری پر عنایت کی نظر کیونکر ہو

سخت

داغ اپنا پریشان ہوگا آوارہ دل سے
اٹھائین ہمنا صحرا و قبر سی بگولونکی چادر کو

تری دیوانون کی یہہ چوٹ مین لذت اٹھائے
کہ ہوش آئی اگر تو چین یہہ ہند و سنبلکے پتھر کو

سنبھم سی کہو تحت الثری کو بھی کبھی دیکھیے
فلک پر ڈھونڈتا ہی کیا مری طالع کی اختر کو

نہایت گرمی خورشید محشر سی ہین مضطر ہم
خبر اسکی نہین شاید قسیم حوض کوثر کو

یہانتک رحم ہی دل مین اگر ہو دسترس میرا
اوتارون گردن شمشیر سی زنجیر جوہر کو

وہ آوارہ ہو ہو تی ہین مری جامی بہی اوارہ
مرا مکتوب کہتا ہی تباہی مین کبوتر کو

نکر کچہہ خوف قاتل تیرا دامن کوئی پکڑیگا
قیامت مین پڑیگی اپنی اپنی اہل محشر کو

ہوا ثابت ہمین ہی یہ کسی درویش کا حصہ
ملی ہفت آسمان کب بادشاہ ہفت کشور کو

کہو دربان سی اوس تک نامہ بر کو میری پہنچاوے
فلک پر لیگئی جبریل ساتھہ اپنی پیمبر کو

وہان زخم تن جو خود بخود اوترکے ہستی ہین
بجہایا شاید آب زعفران مین لوتی خنجر کو

برنگ رنگ گل گرتی نہین ہی ایک قطرہ بہی
فلک کی کوکہ توڑا سو جگہہ سی میری ساغر کو

لکھا تھا نامہ اوس سنجوار کو مین یہ سمجھا تھا
گزک سمجھی گا ظالم ہون کہائیگا کبوتر کو

تعجب کچہہ نہین محسن کشی سی اہل عالم کے
نکالی گھر سے آئینہ اگر عاکس سکندر کو

اسیر ایسی لکھون تعریف اوسکی ہفت اعضا کی
کہ آب شرم سے دہوئی نظامی ہفت پیکر کو

رولایا ذبح کی دم خون کیا کیا اوسکی خنجر کو
رگین گردن کی نشتر بنگئین رکھائی جوہر کو

کیا خون ریز وسمی نے سوا ابروی دلبر کو
عجب کی ہی جگہہ یہہ مورچہ ہی بارہ خنجر کو

وہ قاتل لاش کو تشہیر کرنا ٹل گئی آفت
کہ بہچانا نہ کشتو نمین ہماری جسم بی سر کو

اسی صورت جو ہمسائی ہمارا دل جلائین گے
کسی ویرانہ مین ہم جا رہین گی پہونک کر گہر کو

ظلم کی قوت بنا دیتی ہی انسان کو شریر
بے بلا پیکان سے کیا خون ریز عالم تیر کو

ہو قلم ہو سے میان یار سے پہلی بنا
ای مصور کہینچ تب مجہ زار کی تصویر کو

خط نہ لکہا یار نے یہہ نامہ بر سے کہدیا
ہی جواب اتنا کہ وہ پڑہ لیں خط تقدیر کو

جتنے اہل ظلم ہیں سب ایک ہیں خرد و بزرگ
لوٹ رہا تہہ آیا ہے نیزے کی برابر تیر کو

بدلے قاصد کے وہاں کوئی بہیجئے
اسلیے تا کہینچ لائی یار کے تصویر کو

ہوں وہ کشتہ میری دشمن ہیں
کیا پریشانی سے ہے زلف جو ہر شمشیر کو

وصل سے نفرت ہے ایسی ہنکی
کہیں وصلی پہ جوانی یار کے تصویر کو

ہوں وہ طائر ہے جسے چہکا زخم کہانی مزا
پیر دی ہیں اپنی اوس ناوک فگن کے تیر کو

خط شوق اوس کو وک نقاش کو بہی لکہا
چاہیئے قاصد بناؤں کاتب تصویر کو

مانی و بہزاد باہم رشک سی لڑنی لگی
کہینچ لے شمشیر جب کہینچا تیری تصویر کو

تیرہ بختی میں صفائی قلب کی کیونکر عیاں
ابر رکہتا ہی نہاں خورشید کی تصویر کو

کہینہ پایا ہمنے اوسکی زلف پیچاں کی جنو
کہر کہر لایا جوش وحشت میں بہشتان زنجیر کو

تنگ آیا ہوں یہ صدمو سے اگر پایا اسیر
لوٹ تا پیچہ سے میں لوح خط تقدیر کو

دیکہی تیزی سے جو ابروئی بت بی پیر کو
بہیجدوں دار القضا میں ماندہ کر شمشیر کو

پہر خبر میری کرے کون اوس بت بی پیر کو
حبس ہو حکم صدا دروازے کی زنجیر کو

ذبح کرنی کون آتا ہے یہہ مجہ نخچیر کو
پہلے بہیجا ہے خبر کرنیکے خاطر تیر کو

تیرے ابرو کی ہیں خمیں ورسی کیا کام
مونہہ لگاتے ہیں ہمارے زخم کب شمشیر کو

عاشق مژگاں ہوں بہکانیکی خاطر سے کیا
خانہ دل میں جو آ لگا لوں تیر کو

بہون ہلا کر گود مین عشاق گیسو کو سلا
رات جگہٹ کی لیے ہی قاتل جگا تلوار کو

جہومتی چلتی ہین کیون مستی مین نکہت فروش
کہدو ہشیارونسی چہوڑین مست کے رفتار کو

لائی ہی کوچہ سے اوس گل کی صبا خاک شفا
باغبان صحت مبارک نرگس بیمار کو

حادثون مین ہیچ کی ہین مغلوب غالب بیشتر
لوٹ لیتی ہین وبا مین عورتین بازار کو

ہون وہ مجنون سیر صحرا کو نہین کرتے قبول
خار صحرا سے بہاری جانکر دستار کو

حفظ تہوڑا بہی بچاتا ہی بلای سخت سے
ہی سپر باران مین چہتی گلی دیوار کو

تا اسی پر دیکہین وہ مطرب پسپر ہو مہربان
جای مرغ نامہ بر بہیجو نہین ہو سیقار کو

ہی اذیت بہی زیادہ عمر ہی جتنی دراز
کیا پریشانی درازی سے ہی زلف یار کو

دی خموشی بہی اونہین جتنے دیا جنکو کمال
کب ہے گویائی زبان تیغ جوہر دار کو

خندۂ دندان نما ہر بات مین اچہا نہین
ارّہ کردینگی یہہ دندانی تری تلوار کو

ہین جو جاہل اونکو بینائی کا دعوی ہی عبث
چشم روزن سی نظر آتا ہے کیا دیوار کو

شاید انکلین اودہر اغیار بہی ہمراہ یار
پاس ہیں سے قبر مین رکہدو سپر تلوار کو

عیش سے توام ہی غم ہی زخم سی ظاہر اسیر
چہرۂ خندان سے ہے لازم دیدۂ خونبار کو

خوف گیسو سے چہوی کیا کوئی روی یار کو
اژدہا گہیرے ہوی بیٹہا ہی اس گلزار کو

سخت نادان ہین جو ہمسایونسی کہتی ہین امید
تر ندیکہا آب پیکانسے لب سوفار کو

تہا تو ہی تن اسپر اوس سفاک نی پہنی زرہ
پائداری اور چہلنی سے ہوئی دیوار کو

ہین یہہ افسون گر بہی دیوانی ہر گز اوس زلف کے
ہار کی بدلی لپیٹے ہین گلی مین مار کو

ظلم مین بہی ظالم خونریز مین یاری طلب
پاؤن چلتے وقت دست نحیر ہی تلوار کو

کہ ہوتین شانۂ گیسوی ہمسر سلسلین

جو شاہ عشق کا دفتر تمام لکھتے ہین — وہ لوگ ہمکو مدار المہام لکھتے ہین

ہزار حیف اسی بڑا ہمکو ہے بتونکہ وہ — فقیہ غیبت مومن حرام لکھتے ہین

شہید عشق ہی جانتے ہین کاتب ہے — یہی سبب ہے جو سرخی سی نام لکھتے ہین

ہمارا نام فقط خط مین بہول جاتے ہین — دعا کسی کو کسی کو سلام لکھتے ہین

خلاف مجہ سے سیانشک ہین کاتب اعمال — کوئی گناہ کری میرے نام لکھتے ہین

ہوئے بادہ کشی ہی یہ خوشنویسی ہین — کہ روز خط کی عوض خط جام لکھتے ہین

دوات جام ہی خامہ ہے گردن مینا — ثنای نرگس میگون مدام لکھتے ہین

بتون کی وصف لکہین کیا سحاب کی ہی جگہہ — ہم اس قلم سے خدا کا کلام لکھتے ہین

کبہی جو ہم سے وہ لکہوالتے ہین کوئی احوال — ہم اوسمین اپنے ہی قصہ تمام لکھتے ہین

یہ عشق سبزۂ خط مین ملا شرف ہمکو — سلام خضر علیہ السلام لکھتے ہین

چہپین گی داور محشر سی کس طرح عصیان — فرشتے میرے عمل صبح و شام لکھتے ہین

سیہ تیر دست ہین ہم وصف زلف کی لکہنی مین — کہ ایک دم مین حدیقہ تمام لکھتے ہین

جو صرف دام ہبانی مین کرتے ہین صیاد
اسیر نام مرے دام دام لکھتے ہین

چار عنصر مری رباعی ہین — ہفت اعضا نہین سباعی ہین

حال عاشق نہین انہین پڑہی — جتنی پرچے ہین اطلاعی ہین

روی روشن ترا ہے یا خورشید — موی خط یا خط شعاعی ہین

نامہ بر کچہ نہین کہا اوسنے — تیری باتین سب اختراعی ہین

کر قبروں پر بھی باراں نورکی اکثر ستے ہیں

دم جنگ آج ادلٹ دیتی ہیں لشکر پلکیں
کل کریں گے تہ وبالا صف محشر پلکیں

ایسی گرشتہ ہیں کیوں مثل مقدر پلکیں
دل ہے آئیں مری آنکھوں میں کہیں پھر پلکیں

تنکی مدہ گئی حسرت قاتل کی طرف
اور یہ شوق جھپکیں نہ ستمگر پلکیں

ضبط اسرار محبت ہی یہ سطور نظر
خشک ہوں جوں وہ لگی آنسو وسی میں پلکیں

پیسا ہی یہ دساری کبھی دیکھی ہے سنی
حد تعریف سے ہیں آپ کی باہر پلکیں

انکا مارا نہیں ممکن سے کہ پانی مانگے
آنکھ یودی کی کناری ہی تو خنجر پلکیں

یا الٰہی نرگس بیمار کو ہو جلد شفا
یہی کرتی ہیں دعا ہاتھ اوٹھا کر پلکیں

ڈوبتی وقت تو تنکوں کا سہارا ہو جاے
دیکھ لوں رخ میں یا حالی اگر پلکیں

سینہ مے فصل کو جہرباں ہیں تو وہ تلواریں
ابرو کے سامنے ہیں کم بال سراسر پلکیں

صحف آئینہ آجاے اگر بیت نظر
اسی پر تو ہیں سادیں اوسے مسطر پلکیں

بعد مردن رہی مجھکو کفن کی حاجت
منہ چھپا لیکو ہوئیں اشک کی چادر پلکیں

رب اللہ کی بخشی ہی سامان سبکو
آنکھ کے واسطے لی تھیں ہیں لو پلکیں

ہر گھڑی ہیں ہار رخ لعل کی انسے
ہیں رگیں حلق بریدہ کی سقر پلکیں

اوسی ہی میسر غم مری دولیں جہی میں
جتنی آنکھوں میں ہیں یا خالق اکبر پلکیں

کیا ترقی ہے تری حسن کو اللہ اللہ
قدسی ہے زلف سوا زلف سے بڑہ کر پلکیں

لاکھ جوہر ہے بہرے گردش دل میں مگر
کسی کشتیں ہیں چڑہیں آنکھ کے اندر پلکیں

نام کو حور ہماری تن لاغر میں نہیں
نوک کی لیتی ہیں کیا صورت نشتر پلکیں

خواب میں ہاتھ لگی دولت بیدار اسیر

دیکھون انہین کب طالع موسی ہون ہم سر
دن رات ہین دیدار کی تدبیر مین آنکھین

زنجیر ہو کیونکر نہ مرا سلسلۂ اشک
روتی ہین غم زلف گرہ گیر مین آنکھین

کیا کام مصور نے کیا چشم حسد دور
تصویر بنا ہین تری تصویر مین آنکھین

کرتا ہی ہر اک موی مژہ کام زبان کا
کیا تیز ہین اوس شوخ کی تقریر مین آنکھین

ہیجان وہ ہوا جسکی طرف خشم سی دیکھا
بڑھ کر ہین کہین زہر سے تاثیر مین آنکھین

دل کیون نہ زیارت سی اسیر اپنا ہو روشن
اندھون کو ملین روضۂ شبیر مین آنکھین

جو لکی ابر کی ساقی ہماری گھر برستی ہین
عوض قطرونکی اوس سی شیشہ و ساغر برستی ہین

کسی پر رحم ہے اوسکا کسی پر قہر ہی اوسکا
کہین گوہر برستی ہین کہین پتھر برستی ہین

مری پلکین جو دیکھین تم کہا اوس تو طلعت نے
بھلا دیکھین یہہ لکی ابر کی کیونکر برستی ہین

کرین اظہار جو احسان کا اونسی خاک احسان ہو
گرجتی ہین زیادہ جو وہی کمتر برستی ہین

ہوا ای گیسوی جانان جو چلتی ہے سمندر پر
تو بدلی مچھلیونکی ابر سی اژدر برستی ہین

عجب صحبت ہے بانکونکی زبانی راتدن حسن مین
کبھی تیغین برستی ہین کبھی ساغر برستی ہین

جنہین کہتی ہین مہر و مہ یہہ دست فیض ہین اونکی
کہ انسی رات دن باران سیم و زر برستی ہین

غضب ان سینہ صافونکا نہین کچھ لطف سے خالی
بھری بیٹھی ہین شیشی دیکھیی کس پر برستی ہین

دکھاتا ہی سمان کیا آسمان ہم بادہ خوارونکو
ٹپکتی ہین یہہ مہ کی شب کو یا اختر برستی ہین

نہا کر جب نچوڑا اوسنی بالونکو یہ سمجھا مین
نہین پانی کی قطری ابر سی گوہر برستی ہین

وہ ابر تیغ قاتل ہے کہ جسسے خاک مقتل پر
ہزاردن قطرہ باران کی بدلی سر برستی ہین

اسیر ایسے نہ عالم پر فضیلت ہی ائمہ کے

اسیر آخر تو اک دن گوشۂ غربت مین جانا ہی
خوشا وہ لوگ جو چھپ چھپ کے خود بیٹھے ہین زیر زمین

چمن مین وہ ہوہ شرابی نہین — گل داغ سے کم گلابی نہین

جو ویران گھر ہے تو آباد گور — خرابی ہماری خرابی نہین

کھون خاک سوز جگر دل کہان — پڑہون مرثیہ کیا جوابی نہین

گئی میری نالون کی چشمی یہ خشک — فلک پہ کوئی برج آبی نہین

لہو بادہ لخت جگر ہین کباب — شرابی نہین ہین کبابی نہین

لکھون خدا بین کیا وصف رخسار یار — مری دائرے آفتابی نہین

زمانہ سے ہے غش ہو نہ پڑ الونکا — نامناسب بہت بیحجابی نہین

عدو میرے دربان دربار بند — کوئی صورت باریابی نہین

پڑہون کسکے آگے غزل اب اسیر
کہ اب شاعر قدر یاسنے نہین

روبرو اونکی یہ سامان ہا کرتے ہین — ذرۂ و مہر مین میدان رہا کرتی ہین

تیری ہی گرد ہم ایجان رہا کرتی ہین — بالیسان ماہ پہ قربان رہا کرتی ہین

ذکر توبہ کا بھی کرنی نہین دیتی توبہ — مغبچی حلق سکے دربان رہا کرتی ہین

گور طیار کفن قطع جنازہ موجود — ہجر مین مرگ کی سامان رہا کرتی ہین

مغفرت کی نظر آتی ہی لبس اتنی صورت — ہم گناہون سے پشیمان رہا کرتی ہین

ہے رقم حال پریشانی بلبل شاید — ورق گل جو پریشان رہا کرتی ہین

قبر مین ہے یہی وحشت تری دیوانونکی — اب بھی ہاتھ نہین گریبان ہا کرتی ہین

نامہ بر کیا جواب خط لکھوں
پاس میرے قلم دوات نہیں

قیس و فرہاد و نل برابر ہیں
عشقبازی کسی کی ذات نہیں

آسمان پر دماغ یار کا ہے
خاکساروں پر التفات نہیں

کچھ تو ملجاے بوسہ یا دشنام
دیجیے زہر اگر نبات نہیں

ہم سخن یار ہو رقیبوں سے
چپ رہوں میں یہ کوئی بات نہیں

شعر کہہ کے کیوں نہ بانٹیں ہم
فرض کس مال میں زکات نہیں

دل پہ صدمہ ہے کیا خدا جانے
کہ بجز آہ اور بات نہیں

ہر صفت عین ذات خالق ہے
صفت انسان کی عین ذات نہیں

دہن انکی نہیں خداوندا
یا دہن میں بتوں کی بات نہیں

اپنی ایام زندگی میں اسیر
روز عید و شب برات نہیں

کیا کروں میں جو گذر خانۂ دلبر میں نہیں
دخل انسان کا ہیچ ہے کہ مقدر میں نہیں

دولت وصل بجز ہجر مقدر میں نہیں
روز ہجر یا شب پروانہ مری گھر میں نہیں

اوڑ کی پہنچی گا کف پا تلک خط اسیر
چھپ رہی کچھ پر سر صفحہ کبوتر میں نہیں

لاکھ پیاسی ہوی سیراب تو ہوں افعال
میری تقدیر کا پانی تری خنجر میں نہیں

میں بھی مستی میں تماشای جہاں کرتا ہوں
ساغر جم میں ہے کیا جو مری ساغر میں نہیں

دل جو ہو صاف تو ہو تجھ سے رجوع بد و نیک
سیہ فاموں کی کبھی آئینہ کی گھر میں نہیں

مر کے پایا ہے جو آغوش لحد میں آرام
چین وہ طفل کو بھی دامن مادر میں نہیں

بیٹھتے سرو قد محبوب یہاں سب معنے
دخل معنی کسی مصرع معنون میں نہیں

جب یار سے ملا ہے نگیں سا جو تن ہوا میں
مژدہ سا جی او شہا میں جان الگی بدیں

گھر کر سحاب آیا سرو میں آب آیا
دور ستر اب آیا رندو چلو چمن میں

ہاے امید بستہ آفت میں جان خستہ
دل کشتی شکستہ دریای موجزن میں

پیدا ہے نمایاں انجام اہل امکاں
گریاں ہے شمع سوزاں ستادگی انجمن میں

مرد جلیل ہوں میں الا ذلیل ہوں میں
تیغ اصیل ہوں میں لیکن ہوں دست کن میں

کیا صبح کی صفا ہے اس درجہ دل لبھاے
انگشت آسیا ہے افسوس سے دہن میں

شعر اگلی بحث ہے ہاے لفظا ہمیں کہہ سنائے
یہ بوند لو لگا ہے پیدا ہے کہیں میں

تم سیر کو جو آتی اک طرفہ گل کھلاتی
پھولی نہ پھر سماتی گل اپنے پیرہن میں

زندہ سمجھی ہے ہر دم آئی جو موت کیا غم
ہے ذکر حیدر جاتم استک ہر انجمن میں

ہر عضو جسم جاناں ہے مثل چشم نماں
کرتا ہے کار مژگاں ہر ایک مو بدن میں

تاب سخن کہاں ہے اوسکو جو مکاں ہے
گویا ئی زباں ہے جھلک کہ ہے دہن میں

دکھلائی جوں میں ہے کی قاتل نے طرفہ شوخی
تلوار ہو کی بوچھی مقتول کی کفن میں

خاموش اسیر ہر دم رہتا ہوں مثل خاتم
ہوں نامدار عالم پر مہر ہے دہن میں

چھوڑ دیا اسی ثبات نہیں
کچھ بڑی ایسی کائنات نہیں

قابل ر د تمہاری بات نہیں
بات کو دن کہو تو رات نہیں

دل جو توڑو اگر مسلماں ہو
کعبۃ اللہ سو بسات نہیں

سیکڑوں پیاسے ہوتی ہیں سیراب
تیغ قاتل یم فرات نہیں

دل لیا جان لی مگر اے عشق
تجھ سے اتنک مجھی نجات نہیں

ہے خال زیر ابرو رخسار زیر گیسو — عقرب میں وہ قمر ہے سورج ہے یہ گہن میں
وحدت میں باہمہ ہون کثرت میں بی ہمہ ہون — خلوت میں انجمن ہے خلوت ہے انجمن میں
خورشید سے بھی پہلے نکلے گا اپنا مردہ — شام شب جدائی ہوگی سحر کفن میں
قاتل سے زیر خنجر آنکھیں لڑیں برابر — مرتے ہوئے نہ آیا فرق اپنے بانکپن میں
جوش صفائی دل سے کیا اہل جہل واقف — بے کار آئینہ ہے اندھوں کے انجمن میں
جو بات اپنے منہ سے نکلی وہ نسک نکلی — جبتک نہ پان یارب گویا رہے دہن میں
بیکار بتکدے میں آنسو نہیں ہیں میرے — موتی پرو رہا ہون زنار برہمن میں
کیا پوچھتے ہو مجھ سے دل کا مرے ٹھکانا — ہوگا چہ ذقن میں یا زلف پرشکن میں
گرد نظر سے میری شک ہے یہ اونکی دل میں — آئینہ دیکھتے ہیں زہرہ کے انجمن میں
جھک کر بلوک نکلا خط سے تمہارے رخ پر — موقع نماز کا ہے مہر آگیا کہن میں
فرقت میں جلیش کیسا بوتل بدن میں ہے سمائے — جس طرح خون سودا دیوانے کی بدن میں
غارت گرون کا جلوہ دیکھا تو نقد دل کو — گھبرا کے ہمنے پھینکا اوسکی چہ ذقن میں
صحبت سے شیخ کی ہیں تہر تک گریزان — کعبے سے آرہے ہیں بت دیر برہمن میں

راحت سے تھی عدم میں ہستی میں رنج اوٹھائے
آئے اسیر ناحق خلوت سے انجمن میں

تم رنگ ہو سخن میں تم پھول ہو چمن میں — تم روح ہو بدن میں تم شمع انجمن میں
اوسنے ہوئی جدائی تقدیر کی برائی — بے موت موت آئی فرقت ہے روح و تن میں
رونق جو تھی کلونکی سب ہو گئی وہ مٹی — اونکی نظر جو بدلی خاک اوڑ گئی چمن میں
باہم یہ تذکرہ ہے جلاد چرخ کیا ہے — لوہا برس رہا ہے بانکونکی انجمن میں

دل دیا تو دی الہی الفت حسن ملیح — اس کباب بے نمک مین کچھ مزا ملتا نہین

وصل جو تھا جونکو دنیا ہو کہ فرصت انہی کی — ڈھونڈتا ہی خاک مین قارون گر ملتا نہین

المدد موقع مدد کا ہی یہہ ای باد مراد — ڈوبتی ہی اپنی کشتی ناخدا ملتا نہین

ڈھونڈتے پھرتی ہین ہم صحرا مین شکل گرد باد — منزلون یاران رفتہ کا پتا ملتا نہین

ہوگیا کیا جانیی لیجا کے خط لسپا تباہ — صورت عنقا کبوتر کا پتا ملتا نہین

گمرہے خود منزل مقصود کی رہ نما — خضر ملجاتی ہین جسکو راستا ملتا نہین

آدمی کیون طالب راحت ہی دور چرخ مین — چین دانی کو زیر آسیا ملتا نہین

گلشن ہستی مین یہہ آب مروت کا ہی قحط — نخل کو پانی نشو و نما ملتا نہین

شکل آئینہ یہہ جوہر سے حیرت کا سبب — خلق صورت مین ہی معنی آشنا ملتا نہین

دشمن پنہان ہی انسان کیون نہ ہو کی پرحذر — چاہ اگر خس پوش ہوا دم کا پتا ملتا نہین

حق اگر پوچھو تو یہہ بہی نسخۂ اکسیر ہے — چھانتی ہین خاک سب مضمون نیا ملتا نہین

بد مزا جون کو صفائی ہو کسی کی کیا پسند — ہوتی ہین جب تلخ پانی کا مزا ملتا نہین

رو کی مانگ اسد سی چاہی جو وسعت تنگی کی — شیر دایہ طفل کو ہی بی بکا ملتا نہین

منزل تاریک دنیا مین توقف کیون نہو — اس اندھیری مین عدم کا راستا ملتا نہین

ای برہمن بت تراشے سنگ اسلام مین — الٹی جو ملتا ہی پھرا اسکو خدا ملتا نہین

شاعران حال کیا مضمون تو پاتے ہین اسیر — ڈھونڈتی ہین یہہ تخلص بھی نیا ملتا نہین

جلوے دکھا رہے ہین کیا پھول اس چمن مین — ہین لاکھ لاکھ بو سمت اک ایک پیرہن مین

پیری سنے آکی ڈالا نقصان در سخن مین — بیچاری دانت ناحق باندھی گئی زمین مین

اہل وطن کو پہنچے ادہر کر خبر ہمارے — قاصد رہا سفر مین نامہ گیا وطن مین

مر گئے بھی اہل تن ہین کو جگت کرتا ہی فلک
جسم سی ہین تا رہین مردہ ہی مزار رو نہین

یون کہا سکتا ہی تیغ ابروئے جفا کار ستم
مرد میدان کوئی لاکھون مین ہزار رو نہین

چل دلا اوس سے عدم آشنا ندگی کا لطف کیا
کوئی غمخوار نہین کوئی دوستدار رو نہین

سہے جو ایذا ہون کا وظیفہ اب علی ہر کار سے
دور ہنگی تاب ہم امیدوار رو نہین

سہتے ہین ایذا جو اہل ظلم کیا پروا مجھے
گل کو ہنسنی کی سوا کچھ کام خار رو نہین

فائدہ دنیا سے کیا ہے راہ ہن خاکستری
فاختہ اے سرو تیرے خاکسار رو نہین

کیا عجب ہے جو اسپ عمر و کھلائی زین
یہہ بہت تند زور ہی ہین شہسوار رو نہین

عشق مین اوس سرو کی جیسا مرا جلتا ہی دل
آگ ایسی باغبان تیری بہار رو نہین

اشک خونین کو مری مژگان پہ دیکہہ کی کہ گل
گل کوئی ایسا تیری پہولونکی ہار رو نہین

قطرہ ہی شبنم کی نہین پہولو نمین آنسو ہین یہ
ہین مری لخت جگر دانی انار رو نہین

بادشاہی کا جو دعوی ہے تو کر پیدا اسیر
تاج کی رکہنی سی ہم تاجدار رو نہین

کر گئی ہر موی تن مین الغرض مژگان اثر
کون رگ ہی اپنی جو تیغ نگی دہار رو نہین

اوس قشن کو سبب سی دیتا ہی جو نسبت اسیر
خام ہی اوسکی طبیعت پختہ کار رو نہین

بابلبل نگر اس طرح فغان گل کی ہوس مین
صیاد نہ چمن دو ہی سبکے دیوار قفس مین

طفلی مین وہ ہی چال کہ دل سبکی ہین بس مین
ہو جائیگی قیامت کوئی دو چار برس مین

گلزار کسی کہتی ہین گل نام ہے کس کا
صیاد ہماری تو کہلی آنکہ قفس مین

آفاق مین سب کو نسمجہہ سفلہ طبیعت
شاید ہو ہما بہی کوئی انبوہ مگس مین

پہنی ہوی پہرتے ہین جو زنجیر طلائی
سودا ہے انہین دولت دنیا کی ہوس مین

سادگی ہی کوشش جانان کا قرینا اندنون
موتیون کو آئی کا دانتون پسینا اندنون

عید اضحی ہی نہ ہجر یار مین عید صیام
ہر مہینا ہی محرم کا مہینا اندنون

بعد مدت وصل کی دن ہمکو آئی ہین نظر
کیا جسد اہو لب سی لب سینی سی سینا اندنون

ہی بسنت ای رشک گلشن دو گہڑیکو آپ بہی
بہی مین آجائی تو چلیے شاہ مینا اندنون

ربنا مفلس ہون تڑپتا ہون بہت پینی کی لئی
یا الٰہی کوئی مل جاے دفینا اندنون

دور ہی برسات قاصد کیون سفر کرتا نہین
ہے نہ ساون کا نہ بہادون کا مہینا اندنون

فصل گل آتی ہی ساقی جا بجا مینخانہ بنا
جام ہی ہر ایک گل ہر سرو مینا اندنون

رند یاد ساقی کوثر مین پیتی ہین شراب
کشتی مے مغفرت کا ہی سفینا اندنون

کون ہی کہنی سی جو چاک گریبان کو سی
چاہئی ای وحشیو ہم نہون کا سینا اندنون

ورد ہی نام اوس پری کا اسم اعظم کیطرح
ہی مسن میرا سلیمان کا نگینا اندنون

کیسی کیسی زر بکف فصل بہاران مین ہین گل
خاک نی اوگلا ہی قارون کا دفینا اندنون

خستہ اہل جہان سی ہی یہ دولت منفعل
خود زمین مین گڑ گیا ہی ہر خزینا اندنون

خط سبز یار نی اپنا کیا مرنیکو عام
ہوگیا ہی خضر کو دشوار جینا اندنون

کند گئی ساری مکان کیا لکھنو برباد ہے
سوچتا ہی دل کہو مکہ یا مدینا اندنون

عام ہی ظلم فلک مر مارنی کی جا نہین
رات دن اپنا وظیفہ ہی رضینا اندنون

جوش ہی یہ اوس یم خوبی کی الفت کا اسیر
مثل ماہی ہی یہان داغون مین عقیبا اندنون

عنایت بعد مرگ اتنی تو یہ جلاد کرتی ہین
کسی کو ذبح کرتی ہین تو ہمکو یاد کرتی ہین

کیا ضعف جنون نی خشک یہ زنجیر کی صورت
جو ہل جاتا ہی مر سب عضو تن فریاد کرتی ہین

ہے ثمرۂ معصیت خامان حق کا نصر
کھیتا ہے سر پارۂ کیسی امان شجر مین

نالہ سے کسی کا کب ہے دماغ اوسکو
باتنگ شکست دل سی ہوتا ہی جو روشنر مین

بے اذن کیون تم آئی مرقد پر امی فرشتو
آتا ہی بی اجازت کوئی کسی کی گھر مین

رحمت سی کب ہی خالی دنیا کی کوئی لذت
تلخی ہی زہر کی بہی شیرینی شکر مین

اوس آنکھ کی جو پتلی دیکھی نگہ نے ہر جا
کیا جانتی تہی پنہان ہے تیغ اس سپر مین

وقفہ شباب کو ہی بس زندگی مین اتنا
لی تیسی کوئی رہرو دم ٹہیک دوپہر مین

آغاز اسیر جو ہے انجام وہ علی کا
مولد خدا کی گھر مین مشہد خدا کی گھر مین

عاقل ہے تو اس پند کو حکمت سی نہ جان
ہی مال فدا جان پہ عزت پہ فدا جان

ہین چار عناصر مین نئی چار عناصر
دل آگ ہی چشم آب ہی تن خاک ہوا جان

ابتک تو نہین دو جلی معلوم حقیقت
تحقیق تو یہ ہے کہ اسی حکم خدا جان

ہی موئی مژہ تیر تو شمشیر ہی ابرو
کہینچی تری تصویر مصور کی ہی کیا جان

ہی عالم کثرت مین بہی وحدت کی نمائش
عاقل ہی تو موجونکو نہ دریا سی جدا جان

آرائش دنیا ہی بزرگون کا تصرف
شاہونکی توجہ کو فقیرونکی دعا جان

کس کس کو کیا قتل نہ جلاد فلک نی
پہولے جو شفق سرخی خون شہدا جان

ایسی نہ صفائی نہ کسی مین یہہ لطافت
معلوم نہین ہمکو ترا جسم ہی یا جان

اللہ کا ہے ہاتھہ محمدؐ کا ہے بازو
اللہ و محمدؐ سی نہ حیدرؑ کو جدا جان

وہ صاحب عزت ہی خدا دی جسی عزت
تعظیم کرے خلق تو تائید خدا جان

ہردم ہی اوس ابرو کی طرف دلکو توجہ
قبلہ سمجھہ اسکو تو اوسی قبلہ نما جان

دبا دیا مجھی کوہ سیاہ کی سینے / شب فراق سی کوئی بلا عظیم نہین

قبول فیض کی خاطر ہی شرط استعداد / کوئی سہیل سی خوشبو بجز ادیم نہین

اوٹھائی رنج تو بڑہ جای آبروی بشر / عزیز خلق کہان گو ہر یتیم نہین

ہزار رنگ جہان خراب کی بدلین / خلل پذیر مری رای مستقیم نہین

ہماری آہ سی افسردہ ہی دل عالم / شگفتہ جس سی ہون غنچی یہ وہ نسیم نہین

ذلیل مجکو سمجھو تمہارا عاشق ہون / جو برق طور نہین تم تو مین کلیم نہین

یہان ہی بزم حسینون کی ہی گذر میرا / وہ کون باغ ہی جس مین کہ مین نسیم نہین

نگاہ کرتی ہین حسرت سی کیسلیے مفلس / فلک پہ شمس و قمر کیسہ طلا و سیم نہین

کبھی نہ نقل مین خصلت ہوا اصل کی پیدا / کہ رنگ ہی گل تصویر مین شمیم نہین

جو دوست ہوگا نسمجھیگا عیب گستاخی کو / کہ ناگوار خدا لکنت کلیم نہین

کرے نہ جور حسینان ہمسی غمزہ بیجا / ابھی تو جاتی ہین ہم دور کچھ جحیم نہین

پسند طبع نہین ہی کسی کو وضع خلاف / کبھی خدا کا نہین دوست جو کریم نہین

انہین کی دست و قلم مین ہی صحت مضمون / وہ کون شاعر کامل ہی جو حکیم نہین

کرین نہ اسکی تمنا دو شالہ پوش امیر / سوا گدا کی کوئی لائق گلیم نہین

اسیر اپنے گناہون سی نا امید نہو / امیدوار جنان قابل جحیم نہین

حدت سی آگئی تھی خشکی سی چشم تر مین / باقی نہین رہی ہی اب آہ بھی جگر مین

ہی جسم زار اپنا یون اشک چشم تر مین / آجائی کوئی تنکا جیسی کسی بھنور مین

کیا کہئی کسقدر ہی پیری مین سلب طاقت / رہ رہ گیا ہی اکثر عکس آئینہ کی گھر مین

ٹھوڑی بلا سبب ہی کم حوصلہ کی خو مین / گربہ ہی شیر غمزہ گنجشک کی نظر مین

گردوں نگاہ تو مہ نو ہے خنجر میرا تنگ
کہ زال ہووہ دنیا بھی نوجواں یوں میں

اوسی جواب سی لعرت مجھی سوال کا
وہ مدہوش ہی خموشی سی حیراں ہوں میں

سما سا مجھی صیاد تنگ دام و قفس
کہ محشر زمزمہ سنجان بوستاں ہوں میں

ہزار داغ مری گرد ہیں ہزار ہما
عزیز خلق ہوں گوشت استخواں ہوں میں

عدو کی حلق خدا ہی جو کاٹتا ہی مجھی
کہ نخل سبز سر راہ بوستاں ہوں میں

عصب ہی دل کی تکبر سی چاہتا ہی تو
کہ مثل طاعت ابلیس رائگاں ہوں میں

نہ پوچھ میری تباہی کہ اس گلستاں میں
برنگ طائر گم کردہ آشیاں ہوں میں

قفس میں بھی نہ ٹھکانہ مرا نہ گلشن میں
وہاں خاطر صیاد و باغباں ہوں میں

دعا تجھی کو ہی ای مالک من و رماں
نہ جاوداں ہی زمانہ نہ جاوداں ہوں میں

رہیں فشار دی صبح ہوں گا داخل خلد
بس ایک رات تری گور میں مہماں ہوں میں

یہ درد ہو کی رنج اوسکا مرض ہر گز نہ جائے
سمار حسن پہ تصدق ہی وہ جواں ہوں میں

جو شک نجات میں ہی کروں تو کافر ہوں
اگرچہ غرق معاصی سی خستہ جاں ہوں میں

علی وسیلہ حست نبی شفیع امم
خدا کا قول ہی سدون پہ مہرباں ہوں میں

مآل عشق سی آگاہ دل مرا ہی اسیر
مری کسی پہ جو کوئی تو نوحہ خواں ہوں میں

کری یہ مرگ سی پرہیز وہ سقیم نہیں
تری مریض کو کچھ حاجت حکیم نہیں

ہوا کی وصل سی کچھ وحشت عظیم نہیں
کہ ذوالفقار علی ہی دل دو نیم نہیں

ہزار شکر گدای کی تنگ سی ہوگئے
ہماری عہد میں باقی کوئی کریم نہیں

لکھا یہ لوح پر اول قلم نے روز ازل
فنا ہی سب کو کوئی جز خدا قدیم نہیں

رہا باقی عبادت مین علاقہ خاکساری کا
تیمم سی نمازین کین ادا جائی وضو برسون

اوٹھا ہی کب پا قدم سی سر ارادۂ [illegible]
رہا ہی حلقہ زنجیر یا طوق گلو برسون

ریاست چاہتا ہی تو مشقت بھی گوارا کر
گدا کی بھیس مین سلطان پھرین ہین کوبکو برسون

قوی ہی دیکھو آفت ہی آفت ناتوانون پر
لحد مین جلد گل جاتا ہی تن ہستی ہین مو برسون

ہمارا دل سی کسی ساعت نہ اوسکا نقش یکتائی
کیا ہی گوشۂ عزلت مین ہمنی ذکر ہو برسون

نہ کیونکر نزع مین ایدل علی آئی ہین بالین پر
یہہ وہ ہنگام ہی جسکی دعا کرتا تھا تو برسون

رہی وحشت ہی وحشت مین ہمکو ایک مدت تک
گریبان پہاڑ کر دامن کیا ہمنی رفو برسون

بڑہا ہی قدر مینائی کی ساقی جوش مستی مین
کیی کعبہ سمجھ کر ہمنی سجدی چار سو برسون

تری ہی خاک قدم کی کب اونہین اکسیر تھی آئی
رہی عشاق کو شغل ہوس جستجو برسون

اسیر اوس کا لب جانبخش مانع تھا یہہ کیا کرتا
رہی دلکو مری تدبیر مرگ آرزو برسون

تری کمر سی سوا زار و ناتوان ہون مین
فقط ہی نام کو ہستی مری کہان ہون مین

خدا کری کہ تری تیغ کا ہنون چو رنگ
خدا کری کہ تری تیر کا نشان ہون مین

یہہ کسکی نقش قدم سی ملا ہی تاج شرف
زمین پکار رہی ہی کہ آسمان ہون مین

تمام شہر مین یارب ہی تیر خنجر حسن
شہید شغل تمنا کہان کہان ہون مین

اگرچہ جسم کیا قیمہ قیمہ قاتل نی
ہنوز طعمۂ شمشیر امتحان ہون مین

خدا سی ڈر نہ چھری پھیر پھیر ای صیاد
کہ ایک مشت پر و مشت استخوان ہون مین

نہ تاب جنبش پر ضعف سی نہ طاقت آہ
قفس سی بڑہ کی گرفتار آشیان ہون مین

نہین ہی بزم جہان مین مرا کوئی پرسان
ذلیل صورت ناخواندہ میہمان ہون مین

ورق کسو کی تیر نگ من کیا کی اوبھا
کالی کالی جو لطا بحر کی راتیں آئیں

کیا تکلف تھی جو مکتب میں وہ لکھی بیٹھی
کلک مو شکی تو چاندی کی دواتیں آئیں

ان حسینوں نی بہت جمع جو کی دولت حسن
حور فردوس سی لینی کو زکاتیں آئیں

دل پر داغ ن دکھلا دئی ایام بہار
آنکھیں رو تی لگیں برسات کی باتیں آئیں

رکھہ کی اور وں پہ ترا مجھکو گیا کرتی ہو
گالیاں دینی کی اچھی تمہیں گھاتیں آئیں

گردش بخت موافق ہوئی شکر اسیر
ہجر کی رو رکتی وصل کی راتیں آئیں

چھپائی دلیں لو س پہ وہ شمس کی آ سون
یہ وہ عیچھ ہی سربستہ پہوئی جسکی ہو بریرسوں

وہ بیکس ہیں لگایا دست سرکو بھی مراوم
سوالی ہاتھ باندہی جب ہماری رو برسوں

فلک نی کب مثل شمع کی دولت میں گرمی
عرق بکر مری جہر سی ٹپکی آبرو برسوں

جہرلی تیری تجرلی سری سرفی لو بہا
مضموں دل مرا تڑپا رہا درد گلو برسوں

یہی رہا دو دل رہا وانکی اوٹھائی
رہی ہیں پا ی سند معیا سب سو برسوں

اجل سر پہ ہی عشقا کار خانہ ہی وکالی ہی
رہائی میں ہم مس رہی کو آنا ہوت لو برسوں

ملاہی تب سا معمول تری دست حنائی کا
کیا ہی دل کو جب اس نگریں بہی لہو برسوں

رلنجا ئی جہان تیرا ستم مشہور عالم سے
رہا ر ہدان من لو سع سا مقید ہو رد برسوں

ہوا حاصل مسلہ او سکی دہاں تنگ کا کس دن
رہی باہم زبان دالو نہیں اسکی گفتگو برسوں

کوئی مجہلی یہ ہاتھ آئی کسی میں گرگ ہوتے
لگا کر شست بیٹھی ہم کنارا آبجو برسوں

کہیں من عطر اگر مل دوگی تم ابہی پسی کا
ہماری خاک سی بہی آئی گی پہولوں کی بو برسوں

کرم کس دن کیا پیاسوں پہ اس ریع قاتل نے
ہجھک کر رہ گئی سینی میں برق آرزو برسوں

کیا دم گریہ بندہ ہین ہمسی مضامین باہم
قافیہ اوڑتی نہین وحشت کے بیابان مین

غیر ممکن ہی کہ اک روز نہ پیدا ہو فساد
چار اضداد کا مجمع ہی تن انسان مین

سچ ہی کوئی نہین ہوتا ہی مصیبت مین شریک
نیند کیا موت بھی آئی نہ شب ہجران مین

ہی یہہ مدنظر راز جنون کا اخفا
بیڑیان غل نہین کرتی ہین مری زندان مین

نرہی نار و جنان مین مری مرنیسی نقیض
ہاتہہ مالک کا دیا میری کف رضوان مین

گرمی داغ مٹی بعد فنا تو یارب
دہوپ کہلتی ہی مسافر کو بہت میدان مین

شعر مہمل جو پڑہین وہ تو ہون معنی پیدا
معجز لب سی پڑی جان تن بیجان مین

کہتی ہین چہرۂ محبوب پہ خط نکلا ہے
نامہ لکہین گی اب اوسکو تو خط ریحان مین

چشم ترنی تری چہری کا تصور کرکے
بہر دئی ہین گل خورشید مری دامان مین

تنگ ہو خلق جو پیراہن قاتل او تری
تیغ عریان کی ہین جوہر بدن عریان مین

باندہی ہین ابروی جانان کی جو مضمون مینے
خانۂ کعبہ ہی ہر بیت مری دیوان مین

ہجر معشوق مین کیونکر نہو بیحس عاشق
تن ہی مٹی جو نہو روح تن انسان مین

میری ہی موت کو بہی وہ عجب کی دعوت سمجھا
ضعف سی مین نہ سمایا نظر جہان مین

نظر آتی نہین یہہ دیدۂ حاسد کو کبھی
کتنی باریک مضامین ہین مری دیوان مین

جسم بیحس کو مری دیکہہ کی اشکون مین اسیر
لوگ کرتی ہین مسافر کا گمان باران مین

خط نمودار ہوا وصل کی راتین آئین
جنکا اندیشہ تہا منہ پہ وہی باتین آئین

کبھی شادی کی نہ شادی ہوا رنجکا رنج
مرد ہی نکلی مری گہر سی نہ براتین آئین

فاش پردہ تری ہاتہو نسی ہوا خیمہ کا
رخنہ گر چشم سی کیا تنگ قناتین آئین

ڈر گئی ہین مری نالون سے بہوون اپنی
انگلیان کانون مین ہنگام اذان رکھتی ہین

ہونگی محتاج وہ دو ہاتھ زمین کی پس مرگ
سیکڑون ملک مین غنچہ سی جو مکان رکھتی ہین

بوسہ اوس چشم کا لی کوئی یہہ کیسکا ہی جگر
موئی مژگان خلش نوک سنان رکھتی ہین

دیکھتی ہین مرا احوال نکرتی ہین جو بات
آنکھہ نرگس کی تو غنچی کا دہان رکھتی ہین

دختر رز کو بہو چہو لون بہی لگاتی نہین منہہ
رند پاس ادب پیر مغان رکھتے ہین

وصف کس منہہ سی کرین اوس مژہ و ابرو کا
لب شمشیر نہ خنجر کی زبان رکھتی ہین

وصف زیبا ہی تری چاہ ذقن کا ہمکو
صاف دہوئی ہوی کوثر سی زبان رکھتی ہین

رہ گیا اپنا تن زار جوانی نرسے
باغ سی ہم یہہ پرکاہ نشان رکھتی ہین

ہین اگر الفت ظاہر کی طلبگار محب
ہم بہی اک بار فروشی کی دکان رکھتی ہین

کتنا پوشیدہ جلاتی ہی تپ عشق ہمین
نہ شرار ہی نہ حرارت نہ دہوان رکھتی ہین

وحشت وحشت مین کسی چشم کا ایسا ہی اثر
سجدی کرتا ہون ہرن پاؤن جہان رکھتی ہین

کاٹ کہاتی ہین جو موذی کبہی کہتی ہی ہین بات
ہو گی انسان یہہ افعی کی زبان رکھتی ہین

وصل مین ہجر کا کہٹکا نہین ہوتا موقوف
عیب بہار آتی ہی ہم خوف خزان رکھتی ہین

عیب مین عیب سمجھتی ہین ہنر کو بہی اسیر
آگ کا نام یہ نافہم دہوان رکھتی ہین

کوئی مزہ وہ زیر فلک چاہتا نہین
زخمون کی واسطے جو نمک چاہتا نہین

دل ہو کسی کا صاف فلک چاہتا نہین
بہ شکل آئینہ کے چمک چاہتا نہین

ایسی ہی عام اتہو زمانی مین طرز تجل
ذرون کی آفتاب چمک چاہتا نہین

دیتا وہ بوسہ لب شیرین مجہی ضرور
لیکن رقیب کو نمک چاہتا نہین

پروا ہی کسکو ہو جو رخ یار بے نقاب
خورشید چار پردو ہین ہی پر نہان نہین

اظہار سب پہ عیسی و ادریس کا ہی حال
ہمت بشر کو شرط ہی دور آسمان نہین

مجبور ہون جو مجھہ سی ہوا افشای راز عشق
یہہ ضعف ہی کہ طاقت ضبط فغان نہین

کیا آسمان اوسکی برابر کریگا ظلم
سب جانتے ہین پیر ہین زور جوان نہین

دل کو چہ ذقن مین ہی کب چھوٹتی کی چاہ
یوسف کنوین مین منتظر کاروان نہین

ہی انتخاب مصرعہ گیسوے تر اگر
معنی وہ پیچ کی ہین کہ جسکا بیان نہین

لیکر وہ مہ مرا دل صد چاک کیا کرے
روئی قمر کو شوق نقاب کتان نہین

گویا ہی جس چمن مین تمہارا دہان تنگ
غنچے کی منہہ مین غیر خموشی زبان نہین

پابند کب مکان کی ہوتی ہین صاف دل
مرغ نگہہ کا دیدہ کو آشیان نہین

ماہ صیام ہی مجھے ہر ماہ ہجر مین
جز فاقہ میرے گھر مین کوئی میہمان نہین

محفل کو اوسنی آسکے مرقع بنادیا
تصویر کی طرح کسی قالب مین جان نہین

جاری ہی سوز دل کا وہی فیض بعد مرگ
کس کی لحد پہ شمع مرا استخوان نہین

دیر و حرم پہ کچھہ نہین موقوف واعظو
دل صاف ہو تو یار کا جلوہ کہان نہین

احباب کی نظر مین سبک ہون تو ہون اسیر
کرتا ہون شکر دل پہ کسی کی گران نہین

بیمار ہون عشق کے سفر مین
توشہ مرا درد ہے کمر مین

لذت ہے جو اپنے شعر تر مین
ہوتا ہے مزہ یہہ کس شکر مین

اک دم سے سوا ئی یا نہ آئی
حق یہہ ہے کہ کچھہ نہین بشر مین

مسجد مین گئے وہ بال کھولے
اندھیر کیا خدا اسکے گھر مین

نہرین ہمین لبریز کراسے گریۂ بلبل
تھی گل و سوسن کی ہین برباد چمن مین

صیاد کی آتی ہی گری شاخ سی بلبل
کیا جانفی پڑی کیسی یہ افتاد چمن مین

گلگشت کا کیا لطف تری ہجر مین ای گل
نرگس ہی مجھی دیدۂ جلاد چمن مین

دل سی مری تعلیم لیا کرتی ہین غنچے
کرتی ہین گلستان کا سبق یاد چمن مین

اللہ نے بلبل کو اسیری سے بچایا
دیوانہ ہوا آتی ہی صیاد چمن مین

کیا سرو و صنوبر ہون قد یار سی ہمسر
اصل اسکی نہ کچھ اوسکی ہی بنیاد چمن مین

گل توڑ کی کیون توڑ رہا ہی دل بلبل
گلچین نہ کر ایسا ستم ایجاد چمن مین

شاخون سی جدا گل نہین ہوتی ہین ہوا سے
اوڑتی ہوئی پھرتی ہین پری زاد چمن مین

کچھ نالۂ بلبل مین قیامت کی ہی گرمی
تب چڑھتی ہی آتا ہی جو صیاد چمن مین

مستون سی کبھی یہ نہ کہا پیک صبا نے
آؤ تمھین ساقی نے کیا یاد چمن مین

بی فکر بھی شاعر سی نکلتی ہین کہین شعر
موزون ہی ہر اک مصرعۂ شمشاد چمن مین

کہدو کہ پھری ایسی دم سرد نہ قمری
سردی سی اکڑ جای نہ شمشاد چمن مین

لازم ہی اسیر اب کسی نذ آئین بھی چاہئی
خرم ہوئی خاطر ناشاد چمن مین

تاب سخن حضور بت بیدہان نہین
اوسکا دہن نہین تو ہماری زبان نہین

کچھ انتہای شفقت پیر مغان نہین
تعریف کیا کرین کہ ہماری زبان نہین

راحت نصیب اہل جہان ہو گمان نہین
اوسکی طلب ہی ہر مین جسکا نشان نہین

پھر وہم ضرور کیا ہی چڑھانا اوتارنا
سنئے جو تمہین کہ مین تو بشر ہون گمان نہین

ہر خستہ جگر مین ہی تو رہا دوست
یوسف نہ حسن مین ہو کوئی ایسا کنوان نہین

رکھ زمین پر قدم آہستہ ذرا ای مغرور — مور چی دبے کی سلیمان سی نہ فریاد کرین

ہم تو تنگ آکی سوی ملک عدم جاتی ہین — آپ اب اور کسی پر ستم ایجاد کرین

بات بہی اہل وطن نے نہ سفر مین پوچھی — کسکو یارون مین فراموش کسی یاد کرین

کہو عشاق سی ہی وصل حسینون کا محال — ربط ممکن نہین انسان سی پریزاد کرین

جتنی احباب ہماری تہی وہ دنیا سی گئی — ماتم قیس کرین یا غم فرہاد کرین

نیل دو ٹکری ہو پہنچای گلستان آتش — کوئی مشکل نہ رہے آپ جو امداد کرین

آ رہی ہین جو بہت نیند کی جہونکی شب وصل — سالہا سال کی محنت نہ یہہ برباد کرین

خضر آئین تو بہی راہ بتانے کی لئے — اپنے کوچی وہ بہکاؤن کہ بہت یاد کرین

کر چکین ہین تری دیوانی یہہ زندان مین صلاح — چل کی صحرا مین نیا شہر اک آباد کرین

باغبانون کو ہی کچھ رحم یہی لازم پس مرگ — دفن قمری کو تہ سایۂ شمشاد کرین

ملک کافر کا گوارا نہین لینا ہمکو — کیا خدا سی طلب گلشن شداد کرین

ہون وہ طائر نہین گلشن مین ٹہکانا میرا — عین احسان ہی مجہی صید جو صیاد کرین

وصل مین خوب خموشی نہین دم رکتا ہی — کچھ ہماری نہ سنین آپ ہی ارشاد کرین

چاہی کہینچین جو شیرین کی مصور تصویر — صرف تصویر مین خون سر فرہاد کرین

قصد گلشن مین یہہ رکہتی ہین تری عاشق قد — خواب آرام تہ سایۂ شمشاد کرین

نظری کرتی ہین کیا شعر یہہ خوش چشم اسیر
چشم بینا ہو تو آنکھون سی ابہی صاد کرین

خواب ہی مین نظر آجای وہ رخسار کہین — یا خدا طالع خوابیدہ ہون بیدار کہین

یار کی ساتہہ مین آہستہ چلا اس ڈر سے — گر رہ اٹھہ کی نہ ہو بیچ مین دیوار کہین

ری انتخاب کی ہیں یوں لف سیاہ یا میں
جسطرح جانے چمکتی ہیں شب دیجور میں

تم اگر دعویٰ انا الحق کا کرو حق ہی واہی
جھوٹ کہتا ہوں تم اُٹھو نہ ہت منصور میں

زاہدو مے دی سی سود ہی کچھ نہیں کچھ فائدہ
جلتی ہی کب شمع موی جانہ زنبور میں

بام پر چڑھ کر دکھایا کسی جلوہ حسن کا
لوٹتی پھرتی ہی بجلی جا کے کوہ طور میں

داستان یوسف کی سنا ہی تم کہتا ہی بتیح
جی نہیں لگتا مرا اس قصہ مشہور میں

تیری گرمی سی تم ای واعظ کلیجا پک گیا
ذکر دوزخ کیوں کیا وردو سنا مذکور میں

گرم بازار حسد کس جا زمانے میں نہیں
آگ کی ایسی پہ روٹی جل گئی تنور میں

مستقد ای اسیر ہو عالم میں حق تس ہیں بہشت
کیسی حوروں کی س آتی ہی تب دیجور میں

طور کو سمجھی ہیں بارگاہ پہ طفلان شوخ
جھولتی ہیں ڈال کر جھولا ہمال طور میں

ہو گئی ہم سیجان جو کوئی دست سی ہو کفن
جا رہیگی روح اپنی قتل ہو کا فور میں

نقد جان گاہی جلد الک امانت داریں
جیسی سلطان کا خزانہ قصہ گنجور میں

ہو گئی غافل گر پڑی مے سی مستو کی طرح
مے بھری تھی جانی وحش کیا جراع طور میں

چاندنی میں صفت وتی یار کرتا ہوں رقم
نامہ ہتا ہوں لف کی مضموں شب دیجور میں

آئی ٹوٹیں گی دل کی اوسکی شفقت سی اسیر
رہ گر مسکو اہل بدعت سے دبا انگور میں

کون سنتا ہی عبث کسلیے فریاد کریں
اوسکا ہچکی سی نہ آئی جسی ہم یاد کریں

ای اجل صبر کر ای تیغ گلی پر رک جا
کوئی دم اور بھی نظارہ جلاد کریں

طائر رنگ حنا ہوں چمن ہستی میں
لال ہو جائیں ہمی صید جو صیاد کریں

ابتدا مد عشق ان سرو قدوں کی ہیں داغ
سر و سدہ ہو تو یہ صدقی مرا یاد کریں

کس رشتہ خوبی نی ڈالی ہی عمارت کی بنا
شادیانی بج رہی ہین خانۂ مزدور مین

گفتگو کیا تیرہ کی کرتا ایک ذرہ خاک کا
بولتا تہا حکم تیرا ہیکر منصور مین

جو سنی نغمہ اوسی ہو جاتی ہی مطرب جنون
تار ہون میرے سے گریبان کی اگر طنبور مین

کیا دل پر سوز ہین آئی خیال روی یار
کوندہ پڑتا ہے کوئی جلتی ہوئی تنور مین

رنگ مستی کا تری گوری ہتیلی مین ہی یون
بادۂ گلرنگ جیسی ساغر بلور مین

اوس رخ روشن کی مضمون کس طرح روشن ہون
نور کا ہر ایک فقرہ ہی دعائی نور مین

موذیونکو پستی قسمت ہی دولت مین نصیب
سیکڑون ہین چاہ صحن خانۂ زنبور مین

واہ کیا اللہ نی پہل تیری زخمی کو دیا
ذائقہ انگور کا ہے زخم کی انگور مین

روسیاہی کب تلک یارب مجہی کرے پدید
صبح کی امید رکہتا ہون شب دیجور مین

ہی فروغ حسن ایسا نور ہو یا چاندنی
جب نکلتی ہین وہ ملجاتا ہی سایہ نور مین

تہی جو قسمت مین گرفتاری وہی باقی رہی
مر گئی پر دل پہنسا زنجیر زلف حور مین

میری زخمونکو جو اہی جراح ایذا ہی کمال
مشک کا تہا میل شاید مرہم کافور مین

لشکر افلاس سے اندیشہ کیا مجکو اسیر
ہون مین ظل رایت شاہ ابو المنصور مین

داغ دل کیسا خیال نرگس مخمور مین
آفتاب آنی نپایا سایۂ انگور مین

تل نہین ہین جابجا اوسکی رخ پرنور مین
غسل کو اوتری ہین زنگی چشمۂ کافور مین

دل ہوا مجروح یاد نرگس مخمور مین
پنبۂ مینا کی بتی چاہیئے ناسور مین

جانب جنت چلی ہی روح کس بیکس کی آج
دست غلمان مین ہی شیشہ جام دست حور مین

آج کل ہی کچھ نہین مین طالب دیدار حسن
آئینہ تہا دل مرا خلوت سرای طور مین

کوئی صبا جنب سم ہی جب یہ عقدہ حل نہین
جسکا ثانی ہو خدا کی ذات وہ اول نہین

کب تہا وہ کب نہ ای حاکم و اعدل نہین
آخر آخر نہین یا اول اول نہین

غیر کا احسان اوٹہاتی ہین کوئی اہل صفا
دل وہ آئینہ ہی جسکو حاجت صیقل نہین

نالی کرتا ہون نہین ہی نام کو آنکہو مین نم
ہی عجب بجلی چمکتی ہے مگر بادل نہین

انقلاب دہر ظاہر ہی عیان تغیر حال
آج جو ہی کل نہ تہا جو آج ہی وہ کل نہین

چہرہ روشن چہپاتی ہو عبث دامن سی تم
شمع ہی فانوس مین پر آنکہہ سی اوجہل نہین

پہر پرا آکر ستاتی ہین مجہے کیون آشنا
بہاگ جاؤ لگاتین وحشی دور کچہہ جنگل نہین

شرم آتی ہی کہ مین کاندہون پہ جاتا ہون سوار
کون ہی تابوت کی ہمراہ جو پیدل نہین

کیون نہ کپڑی پہاڑ کر راہی ہون صحرا کی طرف
دست و پا میری بہی لائق جوش و حشت شل نہین

آگیا ہے پردہ ابر تنک مین آفتاب
رقص مین رخسارہ محبوب پر آنچل نہین

ہون ہمیشہ خم چڑہاؤن تو نہو تسکین دل
باعث سیری یہان مے ایک دو بوتل نہین

قوت معنی عیان میری قلم الٹی ہی رو
شیر ہی خالی کبہی یہ کلک سا جنگل نہین

گل گئی بازار مین بلبل گئی سوی قفس
قصۂ صیاد و گل چین آجتک فیصل نہین

کسکی خوشبو آگئی جسنی معطر کر دیا
عطردان صحن چمن مین کسکو صندل نہین

سہل سمجہی ہو ہماری دل جلانی کو عبث
آہ سوزان ہی یہ دود آتش منقل نہین

لاتی ہی وحشت ہمین کس اوتی تاریک مین
منزلون جسجا کہ دست غول مین مشعل نہین

چاہتی ہین جو مزہ دنیا مین نادان ہین اسیر
نخل حنظل ہی یہ شیرین اسمین کوئی پہل نہین

اوسنی پیغام یہ بہیجا ہی کہ ہم آتی ہین
ایسی عالم مین کہ اوٹہی ہین وہ آتی ہین

دنیا میں بلا کی ہم گھرایا
عشقی کا تو لٹ لوٹتی ہیں

ہم دام اجل میں ہوتے ہیں قید
احباب اسیر چھوٹتی ہیں

کچھ جدا نور سے علی و احمد مرسل نہیں
ایک کو دو کس طرح سمجھوں کہ میں احول نہیں

دیکھ ای دل مطلع کو میں ہی کیسا دو لخت
مصرع ثانی سی ربط مصرع اول نہیں

شعر تر کہکر اشک افشاں کس لیے ہیں اہل درد
میرا دیوان ہی ابو مخنف کا یہ مقتل نہیں

ہجر ساقی میں مئی کیونکر ہو حرف حلال
اتر ناکہسار سے آیا سیہ بادل نہیں

ہم پریشاں حال کی نقطوں کا ہی لکھا مصحف
صورت فیضی مری تفسیر کچھ مہمل نہیں

میں سایہ سمجھا روشنی میں ست نکلا جو اسیر
غول شعلی چراغ غول ہی مشتعل نہیں

پستی طالع یہ میری رو رہا ہی اسقدر
ہجر تقویم منجم بہر ہی جدول نہیں

کاٹ ڈالوں سر کہ ہو مطلق رواں آزار درد
درد سر کیوں اسلئے درد سر صندل نہیں

ہجر کی شب میری آنکھ جیسی اشکوں میں بہ رواں
مشک اعلی سی بھری ہی تکیہ مخمل نہیں

تیری تیغ امتحاں کی کون کہا سکتا ہی جوہر
مرد اس میدان کا جب جوہر اول نہیں

ہی جو معشوق اسکو ہی عاشق کی صحبت اگر یہ
سیمان طاؤس کی گھر میں کبھی بادل نہیں

دشت غربت میں ہی اہل وطن کا ہی خیال
ساتھ میری آدمی کا کس جگہ جنگل نہیں

داغ دل موجود ہی یاں سیر در کار کیا
پاؤں میں چھالا ہی پا بیکی اگر چھاگل نہیں

مادۂ حسن معنی کیوں مجھی حوت میں ہی کس مطلب
گھر میں قاصی کی تو می کی ایک ہی نوتل نہیں

تا بہ المنت علیکم نعمتی سی ای اسیر
حرز علی کوئی وزیر احمد مرسل نہیں

راہرو دونون ہین زیادہ ہون اثر و آشنا
یہ تری کا تو وہ خشکی کا سفر کرتی ہین

دل تمہارا نہ پسیجی تو عجب کیا ہی مقام
یہ وہ نالی ہین کہ پتھر مین اثر کرتی ہین

صرف زر کرتی ہین تعمیر عمارت مین جو لوگ
اونسی پوچھو کہ کسی دل مین بھی گھر کرتی ہین

کم یہ کاغذ ہونگی فرشتی نہین ہرکارون سی
میری احوال کی روز اوسکو خبر کرتی ہین

استخوان اپنی جو سرمہ ہون تو ہون کیا پروا
پھر گئی آنکھ ادھر کب وہ نظر کرتی ہین

کام کیا تنگی عالم سی فقیرون کو تری
جو پڑی ہین بھی فراغت سی بسر کرتی ہین

پیچ و تاب دل عشاق تماشا ہی اسیر
یہ کبوتر وہ نہین ہین جو کمر کرتے ہین

اعضای بدن یہ ٹوٹتی ہین
گویا کہ تپنچی چھوٹتے ہین

می کہتی ہی خوشے ٹوٹتی ہین
توبہ کی نصیب پھوٹتی ہین

لکھتا ہون جو خط مین حال گریہ
قرطاس پہ حرف پھوٹتی ہین

ہوتی ہین سبک جو ہین گرانبار
رہزن بھی ثواب لوٹتی ہین

ہوتی ہین جو میری پاؤن زخمی
کانٹون کی بھی ہونٹ پھوٹتی ہین

رندو کو ہی شغل دزدی اب سی
میخانون کی قفل ٹوٹتی ہین

ہی حوض یہ چشم دل خستہ
فوارے مژہ کی چھوٹتی ہین

مردون کی لحد پہ چل کی مغرور
مردہ رہین کو تہی کوٹتی ہین

تا چند یہ صحبت تن و جان
جاکسے ایسے ہزارون ٹوٹتی ہین

وہ وادی عشق ہے کہ جسمین
جی شیر دلون کے چھوٹتی ہین

صدای نہان کے مجھکو زنجیر
کیون آہن سرد کوٹتی ہین

سدا حوس ہوں عاشق اسی ہا ہو جا میں
پھرا رہا ہی فلک کیا سمجھ کی سر پھرا
دلی یہ سا ہی رعونوں کی کبھی مدت سے
ضرور کیا ہے نہ بہا کہ سوار ہو آ او

سحور کا یہ دوا رمس العکاک ہمیں
سمو رہتیں ہی نگو لا شمیق جاک ہمیں
حدا ہی اک ہی جسکو کسی سی باک ہمیں
کہلی ہی راہ کسی وقت سد واک ہمیں

یلی سواری تناہ حسوں بہی ہی سر ترک
عشق اسیر گریباں میں ای باک ہمیں

کام یار کسی کا یہ ارباب نظر کرتی ہیں
رو کی فرقت میں اک شام سحر کرتی ہیں
اشک موقوف کوئی دیدہ تر کرتی ہیں
یاد آ وہ موی وا ں اشک اگر کرتی ہیں
لیے وساسی ہمیں کام کہ ہیں ہستے
ہر لحظہ ہر ہیں ہمسفر وجای قیام
چشم عبرت ہو تو مردی ہمیں کم رہی
سمجھ نہ کہانی مت تج یتیی ہس تمہاری عاشق
ہی یہاں ساہی صدا حال رح یار کی
دیکھا غیر کا کیسا کہ ہم اوکی در سے
لسکہ احساس محبت ہی ہمیں نظر
نور وحدت ہی میں جلتی آنکھیں روشن
ہی بجا ہمو سمحت اگر ہمکو کہیں

دیکھ لیتی میں جو آہن کو تو زر کرتی ہیں
زندگی ہیں تلاطم میں بسر کرتی ہیں
لگکی تاری تب وقت میں سحر کرتی ہیں
وا اس تیغ کو لبریہ گھر کرتی ہیں
ایک کملی میں ہم اوقات بسر کرتی ہیں
تم چلو یا نہ چلو ہم تو سفر کرتی ہیں
مرگ اک دن ہما یہ ردہ کو حجر کرتی ہیں
ہجر میں کام ورت کو ل بسر کرتی ہیں
ایک انی سے ہم اوقات بسر کرتی ہیں
جیکے نظارہ خورشید و قمر کرتی ہیں
اپنی دل سی ہی نہاں داغ جگر کرتی ہیں
تو ہی آتا ہی نظر جسکو نظر کرتی ہیں
ست جو خاموش ہیں اللہ کا ذکر کرتی ہیں

نہ کیونکر شاد ہو باریکی مضمون سی دل میرا
سمائیگا مرا مضمون چشم ذرہ ضمون مین

کیا تیری قد موزون کی تا کی اوسکو ناموزون
نکالین نہی تساخین وکی مصراع موزون مین

سرمو لکھہ سکی کوئی اسیر اسکو یہ کیا ممکن
سیہ تختی کی نختی ہوئی وصف زلف شبگون مین

امید وصل سہے دل ہجر مین ہلاک نہین
بہت قریب ہی عیسی اجل ہی باک نہین

بشر نہین جسی اندیشہ ہلاک نہین
وہ کون خاک ہی جسکا مآل خاک نہین

وہ کون پست ہی کلفت سی جو ہلاک نہین
سوای درد خم آسمان مین خاک نہین

کمال آج حسینونکی سرخ سرخ ہین ہاتہ
مری لہو کا تو مہندی مین اشتراک نہین

خیال وصل حسینون سی اودرست نہی
خرید جنس کا سوداگرہ مین خاک نہین

یقین نہین ہی تری زہد کا ہمین زاہد
قسم تو کہا کہ تجہی دختر زر کی تاک نہین

بری گناہ سہی کیونکر زہین یہ دولتمند
شراب خانہ مین دامن کسی کا پاک نہین

جو تب بہی آئی عیادت کی ہی امید کسی
ہماری اونکی وہ اگلا سا اب تپاک نہین

نگاہ بہر کی اوسی کوئی آنکہ کیا دیکھے
کہ آفتاب ہی وہ روی تابناک نہین

فدا ہین اوسپہ سب اہل زمین اہل فلک
کدہر کو غلغلہ روحنا فداک نہین

علی کا نام ہی سلمان صفت جو ورد زبان
وہان شیر مین ہہی دہشت ہلاک نہین

ہین ایک دیدہ مادر مین طفل خرد و بزرگ
گدا و شاہ مین کچہ فرق زیر خاک نہین

عجب نہین ہی گنہگار آدمی ہین اگر
یہان تو آکی فرشتی خطا سی پاک نہین

صفای ساعد سیمین کو کیا کوئی دیکھے
کہ آستین مین تری پیرہن کی چاک نہین

لٹک رہی ہین ستارونکی سیکڑون انگور
سپہر کیا ہے اگر دار لبست تاک نہین

بند کر کے آنکھ چل سوی عدم / ہے کہین بتخانہ اونچا راہ مین

عشق لایا آنسوؤن کو سوے چشم / کاٹ کر دریا گرایا چاہ مین

کعبے چلتا ہون پر اتنا تو بتا / میکدہ کوئی ہے زاہد راہ مین

اہل حق ہی ہین یہان پست و بلند / چرخ پر عیسے ہین یوسف چاہ مین

ای فلک دے قبر تو ہمکو وسیع / عمر گذری خانۂ کوتاہ مین

ابتو ہی ار دپوش وہ خورشید رو / دیکھیے آئی نظر کس ماہ مین

دل جلاوے کیون نہ وہ چاہ ذقن / معدن گوگرد ہے اس چاہ مین

طرفہ عریانی مین پایا ہی لباس / تن چھپا رہتا ہے گرد راہ مین

منہ چڑہی گا کیا رقیب حیلہ جو / شیر کی جرات ہی کب روباہ مین

مہربان وہ بت ہوا ہمپر اسیر
شکر ہے اللہ کے درگاہ مین

لگی نہ ہاتہ جو اوسکی کمر تو عجیب نہین / ہماری قبضۂ قدرت مین دست غیب نہین

مقام شکر ہی نیرنگیٔ ریاض جہان / وہ کون غنچۂ گل ہی جو سر بجیب نہین

وہ بت ہی صاف کہ ہنسی خفا خدا جانے / بجز خدا کوئی دانائے حال غیب نہین

جری کو جامہ میسر اگر نہین تو نہو / برہنگی پی شمشیر کوئی عیب نہین

ہماری دل کو مصائب کی تاب ہو کیونکر / شباب شیب نہین حضرت شعیب نہین

دکھا رہا ہی مجھی دل وہ باغ یکرنگی / جہان بہار شباب و خزان شیب نہین

ہی ایک شکل بد و نیک دوست دشمن سے / وہ آئینہ ہی یہ دل جسمین رنگ ریب نہین

تمہارا سینہ ہی یا تختۂ بہشت برین / در بہشت برین ہی یہ چاک جیب نہین

ست ہیں پردۂ نور دل ہمیں سے اللہ تو خوش
تکلد و ترک کیا کعبے میں جا رہتی ہیں

ای احل کر یہ کرم اویہ جو تمسے ہیں نفور
لی خبر اونکی جو جیبی میں جا رہتی ہیں

وش محمل پہ امیر و نکو مبارک رہی ہوا
ہمار رازوں مین ترے آماہ یار ہتی ہیں

صحبت اہل صفا انکو خوش آتی ہی گر
گھر جو تکیے میں بنا کر و تقرار ہتی ہیں

آما یار کی مشتاق ہیں کونسی راہ
منتظر دیدۂ نقش کف پا رہتی ہیں

چشم نرگس ہی ہیں طالب دیدار تری
کان پہولوں کی ہی مشتاق صدا رہتی ہیں

یو چہتی کیا ہو پتا آئینہ رخساروں کا
دل عاشق میں یہ ارباب صفا رہتی ہیں

میری نالی ہیں ستوں چیرہی اتہی ورنہ
ہیبت افلاک زمین پر اہی آ رہتی ہیں

چشم انصاف کشادہ ہی ہماری لیسے
گوش دل منتظر وصل سحا رہتی ہیں

تعزیہ خانہ ہی کہتی ہیں جسی کوچۂ عشق
جو یہاں آتی ہیں مصروف بکا رہتی ہیں

واہ کیا صاف طبیعت ہیں قدح نوش اسیر
ہم انہیں لوگوں کی خاک کف پا رہتی ہین

پہنس سکے خط دقن کی چاہ مین
غوطے کہائی آب زیر کاہ میں

کیا کرم ہے ایک ہین اچہی بری
آپ کی سرکار عالیجاہ مین

وہ مسیحا ہو جو کی تمنے نظر
جان ڈالی مرغ بسم اللہ میں

نوریں سے ہاتہ پہرا و بچا ہی تحت
فرق کتنا ہی گدا و شاہ میں

ہاں وہ ہمت توڑ ڈالوں اپنی پیوند
ہو اگر پامال کانٹا راہ میں

جا حوا وس سرو قد کی یاد ہے
رکن اعظم حج بیت اللہ میں

ساتہ ہیں عاشق ہزاروں سنگ سر
آستے ہیں کسکے علم درگاہ میں

ہی تنگی جہان سی کسی انجمن کا لطف
اتنی جگہ نہین ہی کہ خلوت نشین ہون مین

ہوتا ہون بدگمان تو یہ کہتا ہی نامہ بر
خط دو کہ جبرئیل کی صورت امین ہون مین

اسباب خانہ ہی تو خم و ساغر و سبو
وہ گھر شرابخانہ ہی جسمین مکین ہون مین

ظاہر مین ہون مقیم تو باطن مین ہون روان
دریا ہی یہ زمانہ تو کشتی نشین ہون مین

لیلی کی ساتھ ہوتی ہین مجنون کی تذکری
اللہ ری اتحاد جہان تم وہین ہون مین

بڑھکر کوئی زمانی مین اس سی نہین رفیق
تقدیر میری ساتھ ہی میری کہین ہون مین

بسمل کی ہچکیان ہین کہ میری سوال اسیر
مجروح خنجر لب نان جوین ہون مین

فکر توصیف دہن مین شعرا رہتی ہین
روز مضمون نئی غیب سی آ رہتی ہین

صورت سبزۂ بیگانہ ہین اس باغ مین ہم
سب مین رہتی ہین مگر سب سی جدا رہتی ہین

قطع امید عطا ہی مری مذہب مین گناہ
ہاتھ شل ہوکی بھی مصروف دعا رہتی ہین

صائم الدہر جو ہین انکو ہی کیا فکر معاش
سالہا سال یہ مہمان خدا رہتی ہین

کب توجہ نہین اوس ابروی پر خم کی طرف
رو بقبلہ صفت قبلہ نما رہتی ہین

خاک ہوتا ہی رہ عشق مین اکسیر بقا
جو بگڑتی ہین یہان کچھ تو بنا رہتی ہین

تنگ آیا ہون ہین نالا اس مین مہمانون سی
استخوان تن مین نہین گرد ہما رہتی ہین

منزل ہستی سی ہر دم ہین یہ آمادہ کوچ
کان اپنی طرف بانگ درا رہتی ہین

خون پیا داغ سہی صبر کیا کچھ نہ کہا
خوش نہین ہمسی اب بھی وہ خفا رہتی ہین

کذب دعوی یہ نہین حال سہ تو ہی بلبل
جتنی ناقص ہین وہ انگشت نما رہتی ہین

ہر شب ہجر کو کرتا ہون مین مر کی سحر
روز ہنگامی قیامت کی بپا رہتی ہین

وعدۂ عاشق مریدان سے شکست کرتا ہی
خود گلستان جہاں میں گل تدبیر نہیں

آب غربال سے کے امید نکل جانے کا
سد رہ حسن جنون میں بھی زنجیر نہیں

کہیں وہ تیغ زبان میری اوسی دی گئی ہے آب
دور کی جنگ میں بیکار یہ شمشیر نہیں

جا ہی گوشہ نشینی میں تری الفت کی یاد
گھر ہی بازار جو دروازے میں زنجیر نہیں

جھک کے بیٹھا وہیں اوس رخ پہ تو دربان نے کہا
چلیے اٹھیے یہ در میں آپ کی جاگیر نہیں

ایک ہی خاک اصل ہی یہ تکبر یہ نخوت کیسی
میں اگر خاک ہوں کیا آپ ہی اکسیر نہیں

بارہا ہم نے حسینوں کا مرقع دیکھا
تیری سی شکل ہمیں تیری ہی تصویر نہیں

ادب ہی پر مغاں سے شیخ بیاں و اہل ہو
شیخ میخانہ ہی یہ کعبہ کی تعمیر نہیں

دہن شکوہ یہ کھول ای رگ گردن مت دیکھ
تیغ ہی کند ہی جلاد کی تقصیر نہیں

کور باطن کو مری شعر کی کیا قدر اسیر
چشم خفاش میں خورشید کی تنویر نہیں

نالۂ دل میں مری کوسنے تاثیر نہیں
توڑ میں تیر کہ یہ کاٹ میں شمشیر نہیں

آفت دہر سے خالی کوئی تعمیر نہیں
گوشۂ امن بجز خانۂ زنجیر نہیں

راستی قد جو من ہوتی ہیں زمیں میں لاکھوں
کون سی گور ہے جو ترکش پر تیر نہیں

مرگ کے بعد خیالات جہاں سے کیا کام
یہ وہ ہی خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہیں

اہل رفعت مدد غیر سے رہتی ہیں پرے
شمع مہتاب کو کچھ حاجت گلگیر نہیں

کیا گلہ ہی نکری بات جو وہ غنچہ دہن
دہن تنگ میں گنجائش تقریر نہیں

جان مری الفت گیسوی سیہ میں ہی محال
سانپ لپٹا ہی مری پاؤں میں زنجیر نہیں

وہ مور ضعف یہ ہی ناتوانی اسکو کہتی ہیں
کیا جب یاد اوسنی ہمکو ہمیں ہچکیاں سلیماں سوں

رہی جاری ہمیشہ اشک کی ندی تیرا آنکھوں سے
یہ پہنچا منزل مقصود تک یہ کارواں برسوں

ہماری اشتیاق دل کی طول ایسی کہانی ہی
سو تمہ بیان کہی اگر یہ داستاں برسوں

یہ امہنا آیا اپنی تربت پر سنگ ماماں
امانت کیطرح رکہی زمیں نی استخواں برسوں

عجب کیا ہی جو انکو رشتہ تمہید حاصل ہی
قدح نوشوں لی کی ہی خدمت پیر مغاں برسوں

قدم تہک جائیں گی جب دم تلاش تیغ قاتل میں
یقیں ہی سر پہر ریگا جبوت سنگ آستاں برسوں

اسیر اندیشۂ اعدا سی ہیں عزلت نشیں ہم ہی
میان عار ابر آ اسیر تہی جیسے نہان برسوں

تیغ تولی ہوئی نکلی جو وہ مارا روں میں
ہم ہی ہیں جس شہادت کی خریداروں میں

ایک عیسی ہی ہیں اوس چشم کی بیماروں میں
ایک یوسف ہی ہیں عشق کی گرفتاروں میں

دہوم محشر میں ہی ائی جسترے آمرزش کی
بیگنہ مل گئی چہپ جیسے کی گنہگاروں میں

کچہ تو انصاف تیرا آئی ہی طبیعت اونکی
کہ وہ مانند ازجہی جاتی ہیں دیواروں میں

کبہی مژگاں کی کبہی ابروں کی یاد آئی
نکلے تیروں سے تو ہم گہر گئی تلواروں میں

اعتماد ایسی عناصر پہ ہو کیونکر ہمکو
ایک کا ایک مخالف ہو جب ان چاروں میں

کیوں کدر ہیں مگر درد تہ جام کی طرح
لطف اوٹہتا ہی جو ہم بیٹہتی ہیں یاروں میں

گشت کرتی ہو جو تم کشت میں اٹہتا ہی یہ رشک
رو رچل جاتی ہی سدوق رسیاروں میں

تیر سی توڑ سوار کہتی ہی مظلوم کی آہ
رخنی کرتی ہی یہ فولاد کی دیواروں میں

حقی قائل تہی مری لحد ہوئی سب بیکار
توڑ ترواتی میں اب بارہ تہی تلواروں میں

ایک میداں ہیں تیغ او لشو رح سیمیں سی تپاک
کچہ تصدق ہی او تقسیم گرفتاروں میں

تیغ بی شکل تری ابروی پر خم کی ہی یار
اصفہانی ہی یہ خم بھی جو ہوا ان مین

منکر خرق فلک کسلیی ہوتا ہی حکیم
اہرمن دخل نہ ہی تا در تیغ فی ان مین

بیشتر تھوڑی ہین غزل مین تو مشابہ ہی اسیر
مرتبہ حسن کا گھٹتا ہے فراوانی مین

رہا ہی یاد ابرو مین مجھی شغل فغان برسون
وہ مومن ہاتھ سی جن کی دی ہی مینی کعبہ مین اذان برسون

سبب یہ تھا کہ فرقت مین جیا مین ناتوان برسون
بہت ڈھونڈا نہ پایا موت نی میرا نشان برسون

وہ بلبل ہون رہا دشمن ہمارا باغبان برسون
جلائی آگ رات ونکو قریب آشیان برسون

مزہ عشق جوانی کا کوئی جاتا ہی پیری مین
جو زخم اچھا بھی ہوتا ہی تو رہتا ہی نشان برسون

صبا وقت خزان مین ہم ہی تنکے بوٹی بوٹی ہی
ہمارا ہی رلاتا ہی اس چمن مین آشیان برسون

یقین صیاد کو مشکل سی آیا میری الفت کا
کہا رکھا قفس کا در برائی امتحان برسون

خموشی خوب ہی اپنی وگرنہ ایک نالی مین
رہین گی بیہم و درہم زمین و آسمان برسون

نہ کعبہ کا نہ ہمسی دیر کا ہی حال پوشیدہ
یہان ہمنی مہینون عمر کاٹی ہی وہان برسون

قوی سی جلد اہل ضعف مٹجاتی ہین آفت مین
کہ گل جاتا ہی تن رہتی ہین باقی استخوان برسون

نہین کچھ امر آسان عشق اوسکی زلف پیچان کا
ہوا جسکو یہ سودا اوسنی پہنین بیڑیان برسون

جو خط نکلا تمہاری آتشین رخ پر تو پیدا ہی
کری پیدا سمندر آگ روشن ہو جہان برسون

زبان آسیا دل کی وہی باقی رہی نالی
دبائی گو کہ دانتون کی تلی ہمنی زبان برسون

کبھی وہ فاتحہ کو بھی نہ آئی لوح تربت پر
جو ہم آغوش تھی مانند خط توامان برسون

نہوگا دوسرا ہمسایہ ستارا ای خدنگ افگن
کبھی ہین ہمنی سجدی زیر محراب کمان برسون

تلاطم خیز ہی ایسا اگر دریای اشک اپنا
تباہی مین رہیگا یہ جہاز آسمان برسون

مشتاق ہون تو چاہ زنخدان یار کا
مین مثل خضر تشنہ آب بقا نہین

ٹھہری میان شہر وہ دیوانہ کسطرح
جسکو پسند صحبت مردم گیا نہین

کثرت ہی برق و سیل حوادث کی ہر طرف
مور آئین کسطرح مری خرمن مین جا نہین

واقف ہی سحر چشم سخنگو سی گوش دل
ظاہر ہے یہ کہ کوئی سخن بی صدا نہین

غافل ہون رہروان عدم کیون ای اسیر
عمر روان کی تیز روی مین صدا نہین

عاجز ہین سب غرور کسیکا بجا نہین
آفاق مین خدا کا کوئی دوسرا نہین

عمر روان رواں ہے کوئی جانتا نہین
یہ طرفہ کاروان ہی کہ جسمین درا نہین

یاور غریب کا کوئی اوسکے سوا نہین
وہ آشنا ہی جسکا کوئی آشنا نہین

صوفی سی کہہ و فہم سی تو آشنا نہین
جامے مین ہر بشر کی ہوا ایسا خدا نہین

ای شیخ جا کی جانب کعبہ کرون مین کیا
کیا بتکدہ مین جلوۂ نور خدا نہین

دار العمل سی دار جزا کا ثبوت ہی
ظاہر یہی کہ شرط کوئی بے جزا نہین

مخلوق سب یہ اوسکی ہین الا ہو خواہ لا
اس ہست و نیست مین کوئی اوسکی سوا نہین

منکر رجوع رب کہتے ہین جو سوی غیر رب
کیا اونکو یاد جملہ قالوا بلی نہین

جبریہ سے کہو کہ ہی ظلم اور عدل لا
تیرا خدا ہے جو وہ ہمارا خدا نہین

ذرے ہین کس شمار مین خورشید کی حضور
اوسکے سوا ہمین طلب ما سوا نہین

سمجھی جو اوسمین مجھ مین جدائی ہی بی بصر
دریا سے موج موج سے دریا جدا نہین

موسی سنین کلام شجر کو ذرا الغرور
طوطی ہی پشت آئینہ اصلی صدا نہین

سجدہ خدا کو کیجیی کیا خلق کی حضور
مقبول وہ نماز ہے جسمین ریا نہین

حسینوں کو اسیر ایسی ہی الفت اپنی دیوانوں سے
حمایل کی طرح پہنی ہوئی پھرتی ہیں گردن میں

مژے جنہیں کہ لب خشک چشم تر کی ہیں
وہ پادشاہ حقیقت میں بحر و بر کی ہیں

عجیب موے مژہ ترک فتنہ گر کی ہیں
قضا کی تیر ہیں نشتر رگ جگر کی ہیں

جو مرتبے ہیں علی کی وہ کس بشر کی ہیں
وہ خانہ زاد کہ مالک خدا کی گھر کی ہیں

امید زیست بھی ہے خوف مرگ بھی شب ہجر
لٹک رہی ہیں ادھر کی نہ ہم ادھر کی ہیں

خمیدہ پشت ہے موے ہیں سفید سست اعضا
قضا کی دیر ہے ساماں سب سفر کی ہیں

ہمیں نزع کی ہچکی لگی ہے ہوش ہیں گم
وہ پوچھتے ہیں ارادے کہو کدھر کی ہیں

شب فراق میں وہ کہ جو اپنے موے سفید
ہوئی امید کہ آثار کچھ سحر کی ہیں

بجا ہے دیکھ کے اون ابروؤں کو آئے پیار
یہ سیپیے کسی محبوب کے کمر کی ہیں

ترے وہ بال وہ کمر دیکھ لیں تو جانیں ہم
بڑی گھمنڈ انہیں تیری نظر کی ہیں

اٹھیں گی غیر سے کیا تیر تیغ ناز کے وار
یہ حوصلے تو ہمارے دل و جگر کی ہیں

خبر ہے تجکو مریضوں کی اے مسیح ضرور
غریب شام کی مہماں ہیں یا سحر کی ہیں

لحد کی خاک نے پایا ہے رتبہ اکسیر
قتیل کس نظر کیمیا اثر کی ہیں

بہار باغ مبارک ہو نونہالوں کو
درخت خشک ہیں مشتاق ہم تبر کی ہیں

گدا ہوں پر مرا احسان ہو شوق سے اے غنیم
قبول تجکو جو ٹکڑے مری جگر کی ہیں

حرم ہے کوچہ جاناں یہ حج کو جاتا ہے
بڑے ثواب بقدر ہیں نامہ بر کی ہیں

چمن میں دھوم ہے میری قفس میں پھنسنے کی
کچھ ایسی اوڑتی ہے گویا پر خبر کی ہیں

عبث وجود عدم کی نہیں ہے آمد و رفت
تری تلاش میں ہر دو ادھر ادھر کی ہیں

اثر کیا نہ پس مرگ تیرہ بختی کا
چراغ قبر پہ بھی روغن سپر کی ہیں

خدا کرے کہیں دیدار کو وہ عام کریں
کہ جا کی طور پہ موسےٰ کو ہم سلام کریں

ضرور کیا ہی کہ وہ تیغ بے نیام کریں
اوٹھائیں چہری سی پردہ تو قتل عام کریں

زمین مین آپ ہی گڑ جائے کام مرد
کریں عزیز تو شرکت برای نام کریں

جنون کا ہی یہ تقاضا کہ مثل شبنم و گل
جو ہنسکی صبح کریں ہم تو روکی شام کریں

یہ آسمان کی ہی خواہش کہ صورت پرگار
جہان سے کوچ کریں ہم وہین مقام کریں

کسی کی ہاتہ وہ سیب ذقن کب آتا ہی
وہ پختہ کار نہین جو خیال خام کریں

اثر و کہانی سے لگے اب تو نالہائے فراق
یقین ہی وصل کا اولٹا وہ اب پیام کریں

وہ ناتوان ہین اوٹھائی جو ہمکو بزم سی یار
تو گہر سی در تلک آتی ہی آتی شام کریں

لگائیں تیغ کہ چھوٹیں عذاب سی بسمل
وہ کام آئیں جو اسوقت ہیں تو کام کریں

ہر ایک داغ بدن پر ہی شبہہ دینار
فقیر کیون نہ مرے گرد ازدحام کریں

مین لکھہ رہا ہون خط شوق کہتی ہین قاصد
یقین ہی یہ کہ یہ محشر تلک تمام کریں

مری لحد مین نکیرین بنگئی تصویر
زبان بند ہی حیرت سے کیا کلام کریں

مریض ہوں رخ و گیسو کی لٹ گئی ایسی
کسی طرح نہ کٹی شب جو دن تمام کریں

ابھی تو خاک کا تختہ ہو صفحۂ تصویر
لگا کے پاؤن مین مہندی جو وہ خرام کریں

کبھی وہ خط ہی جو مجکو لکھین تو بی پیرا
ہوا العزیز نہ تحریر والسلام کریں

برا کہین نہ اوسے جو برا کہے ہمکو
بری کریں اوسی تب قصد انتقام کریں

تمام سال تو دشوار ترک مے ہی اسیر
ہر ایک ماہ کو کیونکر مہ صیام کریں

رہا باقی نہ مرلی پر تفاوت دوست و دشمن مین
مقام صلح کل پایا پہنچکر ہمنے مدفن مین

دیکھی جو اوسکی قامت دلجو کو خواب میں
گر پڑا ہی سرو ڈوب مری جوی آب میں

یوں چشم تر سے ہے یاد رخ بیحجاب میں
رکھتی ہیں جیسی ظرف گلاب آفتاب میں

مسکن مرا حد لب ہے جہان خراب میں
آب گہر صدف میں ہوا ہوں حباب میں

ساقی کا عکس خط نہیں جام شراب میں
خط شعاع ہی قدح آفتاب میں

تکیے سے ہو علیحدہ مجہ نالہ کش کی قبر
مر دہی عرب سے معتبر ہیں کیوں [illegible] میں

توسن یہ ہے سوار جو وہ آفتاب حسن
گردوں نہیں سماتا ہی چشم رکاب میں

دولت میں چاہیے کہ رہی فقر کا خیال
پیری کو یاد کیجیے عہد شباب میں

آفت میں کون کون نہیں میری قید سے
بیڑی ملا ہیں طوق پڑا ہی عذاب میں

کم ہی کشتوں کا مرتبہ تمہید سی نہیں
ساری جہاں کی سیر ہی جام شراب میں

بیمار اوسکی نرگس میگوں کا یہ بھی ہے
میوہ جو کچھ درم نہیں چشم حباب میں

ہوتا جو پال ساحل دریا پہ آکے تم
لہرائیں موجیں سایے کی آمد آب میں

سایہ فگن نہیں تو ہمہ سائبان ابر
ہاں اپنا سائبان ہی آمیں آفتاب میں

ہر ایک زخم تن سی جو آتی ہی بوی گل
شاید کہ تیغ یار سبھی تھے گلاب میں

اوس لعل لب کی ہی شکل عجب شکل پذیر
پڑتا ہی عکس آئینہ اساکتاب میں

غفلت مری کھائی گی مجکو جہاں کی سیر
کھلتا ہے دور دور کا احوال خواب میں

بیٹھا رہا ہوں خط غمت اوس ترک کو لکھا
بھیجا ہے کاٹ کر سر قاصد جواب میں

سرکش میں بحثہ معنی کی جوہر کہاں اسیر
موتی صدف کیطرح دیکھی حباب میں

ادست ہیں کبھی حسرت کو ہمیشہ کام کریں
ملی جو دولت تمہید صرف جام کریں

ہم تو دو ہیں وہ باجدا ہو کر | حسرت کشتے تشتباہ ہ لیں
عرس باہ ہمکو دی جو ملک | دعوی ہین کہ ترک کاہ رلیں
ملک دل سے یہ حکم ہے اوس کا | کہ خراج اور باد ستاہ رلیں

قلزم عشق ہے عمیق اسیر
آشناؤں سی کہدو تہاہ رلیں

پرتو فلک جو چہرۂ ساقی ہو آب میں | عید غدیر ختم ہو مکاں جناب مین
رحی کئی ہیں اوسکی مرتو فی نقاب مین | حالی کئی ہی با د رق آفتاب میں
اے اہل حشر مژدہ کہ تمکو ملی نجات | دن ہو گیا تمام ہماری حساب مین
زاہد نہ طعن کر جو کروں مس شامی مے | ست العنب کا ذکر ہی ام الکتاب میں
رہتی ہیں شوق کعبہ ادر دمیں حیاں لسا | قصد ثواب کر کی پڑیں کس عذاب میں
مقصود کل کا ایک ہی ہو ما ہو یا کور | جو نور ماہ میں ہی وہی آفتاب میں
رو پوش ہم سی دولت وساہی آسلیے | رہجائی روئی رشت کا پردہ نقاب مین
حل کر ہوا ہوں آتش می میں ہم ناتواں | بہلاؤ میری مردی کو اشک کباب میں
ساقی نہ سیر ہوں میں جو دریائی می ہون | تم کس شمار میں ہی سبکو کس حساب مین
ععلت مری سنای کی مجکو پیام یار | بارل ہمیر دل بہ ہوئی وحی جواب مین
اے کلک لکہ مقابل ہر بیت ایک بیت | تعمیر ہو مکان مکاں کی خواب میں
نالاں ہوا تہا میں لب دریا جو ایکدن | انگشت موج رہتی ہی گوش حباب مین
ہی کون لاجواب دنیائی میں جز خدا | تیرا دہن ہی تیری کمر کی جواب میں
دل اپنا تاب جلوۂ جاناں نہ لا سکا | پانی بیہ کل سو موم ہوا آفتاب میں

بینہ رہتی مری مرقد پہ مجاور بن کر
لاکھہ مین دو جوا و نہین یا وفا مین ہوتین

لطف کرتا جو وہ عیسی تو نمرتا کوئی
مقبری لوٹتی موقوف قضا مین ہوتین

تم دکہاتی اگر چہرۂ گلگون اپنا
چاک پہولون کی نہ گلشن مین قبائین ہوتین

تندرستی مری دشوار تہی بی شربت مرگ
لاکہہ بیماری فرقت کی دوائین ہوتین

یار کی تیغ کی محراب مین کرتا جو سجود
زندگی بہر کی ادا مجہہ سی قضائین ہوتین

صیدگہ سی جو مین غیر دنکو نکرتا باہر
تیری تیرون کی نہ موقوف خطائین ہوتین

گر وہ کاش دکہاتی اثر سرمہ اسیر
ہند غولون کی بیابان مین صدائین ہوتین

کاسۂ فقر لین کلاہ نہ لین
تیری درویش تخت شاہ نہ لین

کب ہو ہمسی کسی کی دل شکنی
ہو وہ رستہ تو ایک راہ نہ لین

گہر با ہون تو ہم چمن سی ترسے
باغبان ایک برگ کاہ نہ لین

سایہ تیغ کے سوا قاتل
تیری زخمی کہین پناہ نہ لین

ہاتھہ رکہہ کر کمر پہ یون نہ چلو
رستے والے عدم کی راہ نہ لین

تیرے گالونسی اونکو کیا نسبت
دون کی آفتاب و ماہ نہ لین

بولے دربان سی دیکہہ کر وہ ہمین
کیون یہہ ٹہرے ہین گہر کی راہ نہ لین

مر ہی جائین دکہائے آنکہہ جو یار
دم تہ غنچہ نگاہ نہ لین

جنس دل سیجنے کو نکلے ہین
خواہ اسی مول لین وہ خواہ نہ لین

محتسب ہے کہ لوٹتا ہے سبو
اپنے ذمی یہہ ہم گناہ نہ لین

پیر ہو کر فلک کی کیا پروا
نام ممسک و ہم بگاہ نہ لین

تلاش رزق مین انسان کیون سرگشتہ پھرتا ہے
عنایت رزق کرتا ہے خدا کیڑی کو پتھر مین

جو ہین اہل صفا کیا کام ہے اونکو تلون سے
کبھی اوٹھتی نہ دیکھین ہم نے موجین آب گوہر مین

نکر وہ سرکشی جو سبزوار آیا جانب گلشن
بھرا ہے باغبان نے خون بلبل گل کی ہما[illegible]

نکر ترک وطن ہرگز جو اپنی زندگی چاہے
نہین جمتی ہین رہتی ہین شرر جبتک کہ پتھر مین

شب وصلت وہ کرتی ہین محبت سے بلا اوسکی
نہین ہے خال پشت لب الا ہے زہر شکر مین

ہماری کشتی مے ہے کہان سے کس جگہ پہنچے
کہ ڈوبی قلزم عصیان مین نکلی جا کے [illegible] مین

اسیر اللہ سے ہر دم دعا اپنی یہ رہتی ہے
کہ دم نکلے آلہی الفت آل پیمبر مین

یکایک کب ملی عشرت جو لکھی ہو مقدر مین
کہ خم سے شیشہ مین شیشہ سے مے آتی ہے ساغر مین

اسیر ونسے کہو بھولین نہ کمخواب و سمور مین
گذر جائیگی جیسا جو لکھی ہے اک بلیہ چادر مین

گرایا چاہ مین اخوان نے لیکن یہ نسمجھے
کہ ملک مصر کی شاہی ہے یوسف کی مقدر مین

ہزارون داغ لاکھون آبلے ہین اور دل مضطر
تماشا ہے لگی ہین پھول بھی پھل بھی صنوبر مین

جو بد ہین اونکو کب ہوے گا اثر نیکونکی صحبت کا
موافق بھی منافق بھی تھے اصحاب پیغمبر مین

دلا گر اتنہ فرقت مین میسر وصل ہی ہوگا
زمانہ منقلب ہے کچھ کا کچھ ہوتا ہے دم بھر مین

پہنچ جاے گا اوسکے بارتک مکتوب مشتاق اپنا
نہین آتا تو کیا سر خاک کا پر ہے کبوتر مین

ہلاکت مین جو پڑجاے یعنی جان آفت کہ
مقرر ریش و بز کی موت ہے قصاب کی گھر مین

وہ گرشتہ ہون میرے گھر چراغ شام اگر آئے
رہی تا صبح مثل شعلہ جوالہ چکر مین

دلا وہ مرد میدان قیامت ہے ترا نالہ
گرایا آسمان کی توپ کو جو ایک ٹھوکر مین

بعینہ سے وہی لکھی پڑھو تمین حال جاہل کا
کہ جیسے سادہ رہجاتی ہے کوئی حرف دفتر مین

خلعت فخر ملی ساری شہید و نمین سے مجھے
ہو تری تیغ کا رومال جو شال گردن

کر سکے خنجر قاتل سے تجاوز سر مو
سر کا مقدور نہ اتنا نہ مجال گردن

ہے مری بزم تصور مین ضیا طور کی طرح
شعلۂ شمع تجلی ہے خیال گردن

دیکھتا ہون جو بیاض سحر و نقطۂ نجم
یاد آجاتا ہے اوس ماہ کا خال گردن

یہہ لطافت یہ صباحت یہ صفا اوس مین کہان
ہے غلط گردن مینا سے مثال گردن

چشم ساقی کا تصور ہے مجھے جام شراب
کم نہین شیشۂ صہبا سے خیال گردن

کل تلک راست جو قد تہا الف قامت دار
سرنگون آج ہے وہ صورت دال گردن

سب یہہ کہتے ہین کہ نکلا ہے عجب عید کا چاند
جیب سے وہ طوق طلائی ہے ہلال گردن

تیغ قاتل نے شہادت کا دیا ہے خلعت
دامن زخم گلو ہے مجھے شال گردن

پیچ کہا کے بنے حلقۂ زنجیر کی شکل
طوق کی بوجھہ سے پہنچا ہے یہ حال گردن

اے پری شاخ یہہ ترشی ہوی بلور کی
گردن حور سے کیا دون مین مثال گردن

ہے سراپا کو مری عشق سراپا سے اسیر
ہاتھہ تنہا نہین مشتاق وصال گردن

روشنین کی تر دار ہینسگے گردش افلاک مین
دفن یون کرتی ہین زر مردی کی صورت خاک مین

موت آئی تو غم ابن شہ لولاک مین
خاک ملجاے الٰہی کربلا کی خاک مین

باد چشم مست مین ہین اسطرح ملکون پر اشک
خوشۂ انگور جیسے ہے دار بست تاک مین

رشک نے پہیری چہری دل پہ جہری او شہسوار
جب بندھا دیکھا کسی نخچیر کو فتراک مین

طبع سے مضمون کبہی پیدا نہونگے بے تلاش
کیا بنین ظرف گلی گردش نہو جب چاک مین

منزلون اونسے ہوئی دوری تو ہو کہیہ غم نہین
وہ بہی آسکتے ہین جا سکتے ہین ہم بہی ڈاک مین

داد دیتی وہ لحد میں یوسف جمال مین

درِ پیرِ مغاں ہی اور مین ہون
مرا سمت حواں ہی اور مین ہون

سمجھتا ہے یہ اپنے دل مین مغرور
زمین ہی آسماں ہی اور مین ہون

مجھے دیکھا دریکالت کہا اسد
جراں مین ناصحاں ہی اور مین ہون

حوادث لعبِ آوارہ ستا ہلین
ہجوم دشمناں ہی اور مین ہون

سگک و سکا دیکھہ کر کہتا ہی مجھکو
سپہ مست استخواں ہی اور مین ہون

یہ مونس ہی یہ تنہائی میں ہمدم
لب اب ہو کا مکاں ہی اور مین ہون

زمیں کوی جاناں کہہ رہی ہے
بلند اک آسماں ہی اور مین ہون

نگہ اوس حور کی محفل میں پاسے
تماشا سے جناں ہی اور مین ہون

یہ کعبہ سی نہ بتخانہ سی مطلب
وہ سنگ آستاں ہی اور مین ہون

نہین کچھ بھی کی عشقِ زلف مین جان
بلای ناگہاں ہی اور مین ہون

یقین ہی اب برای مطلب دل
فقط وہ جانِ جاں ہی اور مین ہون

کہاں چہری کی زردی مثل ماہ
شراب ارغواں ہی اور مین ہون

سحر سے نے نغمہ سی محشر تلک نام
بہار بیجراں ہی اور مین ہون

اسیر اندیشۂ محشر کہاں کا
خدای مہرباں ہی اور مین ہون

ناتوانی حتی ہی یوں دوش یہ حال گرن
جس طرح دست شکستہ ہو وبال گردن

کر سکسار کہین جلد مجھی کاٹ کی تیر
ہی یہی حسرتِ قاتل سی سوال گردن

تیری تیغِ اجل ہی جو نہی وقت مین
سر سی دم بھر نہین رہتی کا وصال گردن

امید عیش کیون نہو ہمکو ہلال مین | ہو سو جو انقلاب جہان اک اک سال مین

ای بت تری وصال سی وہ نا امید ہو | شبہہ ہو جسکو رحمت ذوالجلال مین

مضمون کس طرح دہن یار کا بندھے | آتی نہین یہ بات ہماری خیال مین

مقبول ہو کلام تو صحت سی کیا غرض | ہم نوا ہان ہی وین لقو زبان بلال مین

دل خون کسی کی مردمک چشم نی کیا | بو ہی لہو کی نافۂ مشک غزال مین

حاصل ہو غیر دست تہی سائلان کو کیا | خالی ہر ایک حرف ہی لفظ سوال مین

روکی نہ ضرب تیغ اجل کو کسی طرح | روغن جو پیہ شیر ہو گیندے کی ڈھال مین

نا اہل کو بہی اہل سمجھتی ہین بے تمیز | تصویر شیر شیر ہی چشم غزال مین

کرتا ہی بچہ سگ یار استخوان غیر | حیوان کو کیا تمیز حرام و حلال مین

سودا اتہا کیا اوسی بہی تری چشم شوخ کا | خشکی ہی اسقدر جو کباب غزال مین

چہرہ کمان مین ترک کمان ابرو کا نہین | دیکھا ہی ہمنی بدر کا جلوہ ہلال مین

زلفون پہ رکھین دل کی بہای ہین سبب | موتی پرو دیی ہین تری بال بال مین

پیچھی پڑا ہی اس دل وحشی کی عشق یار | شیر گرسنہ جیسی ہو فکر غزال مین

دیکھی نگاہ بد سی نہ اس جسم یار کو | نذر کا شبہہ ہی کا رشک سی عین الکمال مین

پیاسی ہین میری خون کی ہی قاتل جہان | پالی کی مچھلیان تری گیسو کی جال مین

طاوس دیکھ کر لگا کہنی کہ تمہین خرام نا | بازی ہی اگلی مات تری ایک چال مین

اہل جہان پہ دقت ہی زنبور کا عسل | کیون کر نہ ہاتہ ڈالیی موذی کی تال مین

مستون کو شکر چاہیی ساقی کا ہر طرح | خالی مین جو ہی شراب کی جام سفال مین

دل کیون نہ آئی طفل ہندی پرای اسیر

شکر خدا کہ نقص نہیں ہمکو کمال سے
داخل ہیں ہم بھی حلقۂ اہل کمال میں

ہیں اس نظر سے پھول سا جو بھی چار فصل
داخل خزاں نہیں مری باغ خیال میں

سیرع ہیں جو صحبت اہل صفا میں ہیں
پڑتی نہیں گرہ کبھی چھلنی کی بال میں

آخر کلیم طور پہ غش کھا کے گر پڑے
نظارۂ جمال غضب ہی جلال میں

گیسو بھی قتل کرتی ہیں مثل صفت قمرہ
شکر کی ساتھ بار ہیں پاس ہو جال میں

ساقی مہ صیام ہی اب میکشی کہاں
رکھدی اٹھا کی جام کو طاق ہلال میں

مٹی ہوا یہ مشک تری زلف کی حضور
خاک اڑ رہی ہی کوچۂ ناف غزال میں

آفت میں دونوں ہیں گئی کیا خط چلے
دنیا میں نامہ بر ہی کبوتر بھی جال میں

جوش جنوں میں جیسی ہیں میری بدن پہ داغ
پتی بھی اسقدر نہیں ہوتی نہال میں

چلتی ہی تیری راہ طلب میں ادھر گیا
پائی کبود چرخ رکاب ہلال میں

ہو کر امیر شوق فقیری وہی رہا
ہیں ساتھ گلیم کی پیوند شال میں

پی فاصلہ نکلتی ہیں ذرات مہر و ماہ
دن کو یہ رات کو ہی توقع وصال میں

خالی نہیں کلف سی کبھی چودھویں کا چاند
داغ ملال سے بطی کسب کمال میں

شکر خدا کہ جامۂ دنیا ہی ناپسند
اس تک تو ہم پھنسی نہیں میو کی جال میں

دریا ہی دوست ماہی دریا ہیں عشق باز
فرقت میں مرگ زیست ہی انکی وصال میں

مجھ ناتوان کا عقدۂ خاطر کھلی کا کیا
کھلتی نہیں اسیر گرہ بال کی بال میں

دکھلا کی منہ مرا مجھی کر دو ہلال میں
آئینہ عرق ہی عرق انفعال میں

دل پا گیا ہی بند زلف ہوا شوق خال میں
طائر کو حرص دانہ پھنساتی ہی جال میں

ہم ہین مفلس ہمین معشوق بھی مفلس ہی پسند
مثل بلبل نہین کچھ شاہد زردار سی کام

فصل گل مین بھی جو آزاد نہین کرتا ہی
کچھ تو صیاد کو بھی مرغ گرفتار سی کام

غیر سی کیا ہمکو سروکار نہ مطلب ہی اسیر
ایک رکھتی ہین فقط حیدر کرار سی کام

ہوئی رو رو کے لاغر اسقدر ہم
نظر آتے نہین مثل نظر ہم

پس دیوار جانان سایہ آسا
پڑی رہتے ہین غش دو دو پہر ہم

ذرا چل ای نسیم آہ تھم کر
مزاج زلف جانان ہو نہ برہم

وہان بھی دل بجھاتی چرخ ظالم
جو ٹھہرین چھپین مثل شرر ہم

کف رنگین ذرا سینہ پہ رکھدو
لگاؤ زخم دل پہ لال مرہم

بسان شمع ہین اک شب کی مہمان
کہان اس بزم مین وقت سحر ہم

زمانی کی خبر سی ہمکو کیا کام
اسیر اپنی نہین رکھتی خبر ہم

ردیف نون

زنگار کون مین تیغ ہون گرد ملال مین
جوہر چھپی ہین پردۂ تغیر حال مین

نالان دل بشر ہو نہ کیون خشکسال مین
جلا رہی ہین سوکھہ کی تپتی نہال مین

ہون مست یاد چشم بت بی مثال مین
پیتا ہون بادہ ساغر چشم غزال مین

غسل وکفن بھی ہی کہ مردہ ہی بعد مرگ
گرد ملال مین عرق انفعال مین

فرقت مین شوق وصل تو وصلت مین خوف ہجر
راحت فراق مین ہی نہ ہمکو وصال مین

اس ہیکڑی مین عیش سی واقف نہ ہم رہی
آئی کبھی ہنسی تو ہجوم ملال مین

آئی اگر وہ ساقی یوسف لقا نظر
پہر کیون کنوین ترا سا ہین مجکو جھکائی جسم

واعظ تمام دہر ہی رو تہرا سکے
ست گر گری سپہر اگر ٹوٹ جائی جسم

لی یار میکدی مین ملا کا ہی سلسلا
کہولی ہوئی ہی سرکو ہرا کے تردامن خم

دیتی ہین تیری مست کو کیا جام سیر و شش
لوٹی کا کیا جماں جتنک جڑ جائی جسم

مسیحا نہ محکو محمل ہو دوست وہ بہی
ہلی جاتی تنگ جام پکہا و رچ بجائی جسم

میخانی میں جو آئی وہ گل سرہن اسیر
جامی میں پہر جو شش سی نہ ہو لا سمائی جسم

یاری کام ہی کیا ہوئی دیدار سی کام
گل کی مشتاق ہیں کہتی نہیں ہم خار سی کام

مار ڈالا ہمیں عربدہ سی دکہلا کر ابرو
داد رسی تمہین لیا تیر کا تلوار سی کام

او طائر جو ہین پرا و نکی کترا ی صیاد
ہم تو منقار ہی کا خود لیتی ہیں منقار سی کام

ہاتہ میوون کو لگا ئیں گی مگل تو ڈ
باغباں ہمکو ہی لطافت گلزار سی کام

کوہ کن کوہ تو میں کاٹ رہا ہوں تیشہ
ساری ساری ہوئی ہین عشق کی کارکی کام

دین و دنیا ہی دراسو تیری الفت میں
ہیچ دہاری ہین مین اس پار اوس پار سی کام

ہمکو انداز خرام آپکا ہی دل سی پسند
کبک کی چال نہ طاؤس کی رفتار سی کام

بندگی ہی فقط دوستی وکافرمین تمیز
مرگ کی اعدا نہ کچہ یار نہ اغیار سی کام

ہم تو اوس آنکہ کو دیتی ہین تکلیف نگاہ
سخت بیرحم ہیں جو لیتی ہیں بیمار سی کام

آنکہ اسیو اسطی ہی کان اسیو اسطی ہین
تیری دیدار سی مطلب تیری گفتار سی کام

حاجت اہل عبادت کو مبارک ساقی
ہم ہیں مینوش ہمیں خانہ خمار سی کام

آشنائی سی ہیاں حسن پرستی ہی مراد
خوبصورت ہو نہین کا فرو دیندار سی کام

شاخ غزال ابروی شمشاد یار سے
آنکھیں غزال نافۂ مشک غزال خال

شمع دو چراغ کا شب فرقت میں ذکر کیا
تارا ہی آسمان پہ نکلی تو خال خال

کیوں مانگتا ہیں بوسۂ رخ جانستان گر
کوئی لگا ہی گا مجھی وقت سوال خال

بھوکی ہیں نان نعمت دیدار کی جو لوگ
ہی اونکی حق میں دانۂ رزق حلال خال

نقطہ تراب کا خطِ اعمال میں جمعہ
ایسا گناہ گار کری بال بال خال

میں کیا کہ آسمان کا بھی دل داغ داغ ہی
دیتا ہی ساری خلق کو داغ ملال خال

آنکھوں کی تل جہاں میں لگی عاشق سپند وار
رکھی نہ خوف صدمۂ عین الکمال خال

سنتے ہیں رومیوں کی زبان سی ہم ای نسیم
بیشک ہی زنگیوں میں عدیم المثال خال

ردیف میم

ساقی کو اب ہی کام نہیں ہی سوای خم
بیگانہ شہر ہو نہیں آشنای خم

فرقت میں کیا قیام کریں ترے پای خم
دم ہی نکل نہ جائی کہیں اژدہای خم

سچ ہی کہ ذکر عیش بھی ہوتا ہی نصف عیش
عیار عدیر ہو جو سنوں ماجرای جم

یہ تیغ موج کی جو تیزی ہی ساقیا
دونوں کٹیں گی دست سبو ہو کہ پای خم

وہ مست ہیں کہ اپنی وصیت ہی بعد مرگ
گنبد نہو لحد پہ ہماری سوای خم

جبتک ہی آفتاب چلی ساقیا شراب
تا دور آسمان رہی ساقی بقای خم

میخانۂ جہاں میں سچ حکمت اوسی پہ ختم
جسکو پسند مثل فلاطون ہی جای خم

رکھتی ہی پاؤں دختر رز حور ہو گئی
ساقی تھی کیا زمین ارم سی بنای خم

مستی میں بوسۂ لب ساغر تو لی لیا
اسپ چاہی تو پہ برچھی رکھم کرا دو گرای خم

کرتی ہین جو وہ خنجر دو ابرو یہ بجا ہی
حقا کہ یہہ مطلع ہی سبا بات کی قابل

غنچی کو ہی بیجا دہن یار سے دعوی
چہوٹا سا دہن ہی کب ہی بڑی بات کی قابل

ہم محفل جانان مین اسیر آپ ہی چپ ہین
باتین وہ بنائین کہ ہون بات کے قابل

پھیر لینا ہے کب گوارا دل
دیکھتے تھے فقط تمہارا دل

دل سے اک دل کو راہ ہوتی ہے
جو تمہارا ہے وہ ہمارا دل

نیم شب کوئی آس پاس نہ تھا
کچھ سنا ہے کسی پکارا دل

جان تک آپ سی عزیز نہین
آزمالے ہو کیا ہمارا دل

کیمیا صبر کی اوسی کو ملے
مثل سیماب جسنی مارا دل

ہو چکا تھا چہ ذقن مین غریق
پاگیا زلف کا سہارا دل

کچھ تردد نہین دیا ہے اوسے
دیکھ کر ہمنے استخارا دل

جاتے ہین اوسکے ساتھی بیخوف
یہہ جگر ہے یہہ ہے ہمارا دل

قدر ہو میری جان فشانی کی
یارب آ ہی کہین تمہارا دل

اب کی بچ جائے جی تو عہد یہہ ہے
پھر کسی کو نہ دین دوبارا دل

آہ سے پھونکدی کا ہفت فلک
لائے گا ایک دن حرارا دل

کچھ کرو اوس سے عرض حال اسیر
ہمکو کرتا ہے یہہ اشارا دل

گلشن کو لیچلی ہے ہمین آرزوی دل
شاید کہ آہی اب اسی غنچہ مین بوی دل

اس مین بہی مرغ قبلہ نما کا ہی خاصہ
ہر وقت سوی کعبۂ ابرو ہی روی دل

کہاں ہی مصحف کا رسانے کو
لہو سے سرخ جو ہی آنسوؤں کی تار کا رنگ

خیال کرکی جو دیکھتا ہکو اوسکی روتا ہوں
ہر ایک اشک میں ہی دانۂ انار کا رنگ

دکھاؤں بلبلہ پر داغ کے سارے جو میں
خجل میں ہو کہ اوڑی روی لالہ زار کا رنگ

اسیر ایک ہی اس بات پر نہیں آتی
بگڑ گیا ہے نہایت مرے دیار کا رنگ

ردیف لام

تم بات کرو اوس سی جو ہو بات کی قابل
ہم بات کی قابل نہ ملاقات کی قابل

اللہ کی قدرت ہی کہاں غیر کہاں ہم
چڑھتی ہیں وہ منہ پر جو نہیں بات کی قابل

کہدو مری تربت میں نکیرین نہ آئیں
ہوتا نہیں دیوانہ ملاقات کی قابل

کیا ذکر ہے جب یار کروں تیرہ دلوں سی
دن کی یہہ کہانی ہی نہیں رات کی قابل

یہہ ہی مرا خانۂ دل ہو جو گھر اوسکا
پھر کعبہ ہی اوس قبلۂ حاجات کی قابل

تہ میں آتی ہی ہر چند کہ ہی لقد خردیا لکھا
یہہ بدر نہیں پیر خرابات کی قابل

خاموش رہی ہم جو گئی دیر و حرم میں
دونوں نظر آئی نہ مناجات کی قابل

بیت سی ہی سب مرقع تری آگے
کس کا ہی دہن حرف و حکایات کی قابل

وحدہ کی قابل ہی و راستک نہیں آئیں
لیکن ہی کہاں حمد تری ذات کی قابل

دیکھو گئی تیغ تری عید کی دن ہی
شاید ہمیں سمجھی نہ ملاقات کی قابل

ایسا ہی لکھا نہیں غم کو جو کھلاؤں
تقدیر نے رکھا نہ مدارات کی قابل

تعمیر جو کعبے کی ہوئی باعث زمین میں
شاید یہہ زمین تھی نہ خرابات کی قابل

لائق نہیں جو بات کی ہیں ہم سخن اوس
خاموش وہ بیٹھی ہیں جو ہیں بات کی قابل

بلا کی قیس کو دکھلا دی ہی دور سی جلوہ
یہ کیا ہی لیلی محمل سوار کی نزدیک

رہی یہ آہ کی شعلی بلند مرگ کی بعد
کہ آسکی نہ فرشتی مزار کی نزدیک

ہمیشہ رہتی ہی جن سو منھ نکو قید نماز
وہ پانچ وقت ہین پروردگار کی نزدیک

وہی ہی زشت جو ہی زشت رو بہ دو جہان
وہی ہی خوب جچا ہی جو خوب یار کی نزدیک

چمن مین ایک سا ہی بلبل کا باغبان قائل
ہر اک سخن سی ہی مسلم ہزار کی نزدیک

چمن مین جا کی روش پہ کبھی گلو پشتی
جنون نہین رہی کبھی آبشار کی نزدیک

کسی کو رنج ہو نالو سی اپنی کیا حاصل
گری نہ کوئی ہماری مزار کی نزدیک

یہ حال زار ہی اب تو کہ رو کی اٹھتا ہی
جو بیٹھتا ہی تری بیقرار کی نزدیک

الہی آئی تو آئی نجف مین مرگ اسیر
لحد بنی تو علی کی مزار کی نزدیک

دل سرد ہوا اب وہ کہان ولولۂ اشک
تھا سلسلۂ شوق تلک سلسلۂ اشک

دو لون نی بھی ایک نہ تاثیر دکھائی
ای دل گلۂ آہ کرون یا گلۂ اشک

ہمجنس کی ہمجنس نہین ڈرپی ایذا
ٹوٹی نہ کبھی خار مژہ آبلۂ اشک

برستا ہی گھر مین مری شام سی تا صبح
ٹوٹا نہ شب ہجر کبھی سلسلۂ اشک

آتی ہی خوشی دل کی طرف صورت رہزن
ڈرتا ہون نہ لٹ جائی کہین قافلۂ اشک

آب آب ہوا خجلت سی ابھی ابر بہاری
دیکھی جو مری بارش بیجا صلۂ اشک

نکلی ہین صدف سی جو گہر بہر تماشا
دریا مین ہی شاید خبر داخلۂ اشک

ہمراہ تھی ہر وقت محبوب مین دنیا
اک دن نہ قضا مجھ سی ہوا نافلۂ اشک

کنعان ہی ہر دیدۂ تر مصر سی ہو استا
بی یوسف تاثیر نہین قافلۂ اشک

عاشق سی ہین محال کی طالب یہہ سرو قد
قمری سی کہتی ہین کہ گلی سی اتار طوق

رستی مین گر پڑا ہی جو نعل سمند یار
ہیری گلی کا ہو گیا ہی پروردگار طوق

دیوانہ ہون تو اس بت شیرین ادا کا ہون
مانند نیشکر ہین گلی مین ہزار طوق

ہی ناگوار بعد فنا مجکو سرمہ کشی
لازم ہی پہر گردن شمع مزار طوق

جدا وا اندنون مراز ورون یہ ہی تنہون
زنجیرین آٹھہ ساٹہ بنا پانچ چار طوق

ایذا ہی طوق آٹھہ نسکی دم نکل گیا
پہانسی مری گلی کو ہوا خار دار طوق

دولت کی حرص نی مجہی دیوانہ کر دیا
چاندی کی بیڑیان ہون مری زر نگار طوق

جاتا نہین ہی پیچ مقدر کا قید مین
مدت ہوئی کہ میری گلی کا ہی ہار طوق

مشتاق دید آنکہین ہین مانند ماہ نو
کیا خوشنما ہی تیری گریبان کا یار طوق

قسمت کا پیچ جوش جنون مین بچا ہی کا
پہرنی لگی گا شعلہ جوالہ وار طوق

جب قید مین بڑہی گا مجہی اشتیاق قتل
پیدا کری گا خنجر قاتل کی دہار طوق

لی میری رنگ زرد کا سونا تو خوب ہی
اوس طفل کی سی لیی جو بنائی سنار طوق

زیور ہی عروس سخن کا ہی اے اسیر
زنجیر پاؤن سی نہ گلی سی اوتار طوق

جہکتی ہین کب کسی سی جو ہین سرفراز عشق
حاجت رکوع کی نہین رکہتی نماز عشق

کہہ دو کہ چشم کم سی نہ دیکہین مجہی حسین
جو کار ساز حسن ہی وہ کار ساز عشق

بحر جہان مین مجہہ سی محبت کا تہا قیام
مین ہو گیا تباہ تو ڈوبا جہاز عشق

اوتری کبہی گلی سی کبہی اوسکی منہہ چڑہی
ہم آزما چکی ہین نشیب و فراز عشق

روشن اوسی سی محفل آفاق ہی تمام
رکہتا ہی مثل شمع جو سوز و گداز عشق

روشن ہی حال حلق یہ مارج حلیل کا | انگاری پھول ہوں جو تماشا دکھائی عشق
پیچا ہی برگ گل سی سوا پردۂ دماغ | آئی جو حکمت جس لگتا سے عشق

ادھا کہ پائی حسرت ختم رسل اسیر
ایسا کوئی کہاں خضر رہ نمائی عشق

مرکر بھی چھوٹتی نہیں پھانسی بلائی عشق | دشمن کو بھی خدا نہ کری مبتلائی عشق
طوفاں کریں جو سیل کی مانند آئی عشق | دیوار صبر جانہ طاقت گرائی عشق
زندہ ہی نام وامق و فرہاد آج تک | مرتی ہیں کوئی کشتۂ تیغ ادائی عشق
زلف سیاہ یار کو دیکھا تلک نہیں | پیچھی پڑی کہاں سی الٰہی بلائی عشق
کشکول فقر تاج ہی اور رنگ بوریا | ہی بادشاہ وقت تمہارا گدائی عشق
کہدو طبیب سی کہ ہی بیفائدہ علاج | ہی مرگ دارو ہی مرض لا دوائی عشق
فیض نظر سی ہوتی ہیں درویش بادشا | آیا ہی اپنی دام میں جیسی ہمائی عشق
آئی جو بادشاہ نہ تعظیم کو اسکی | بیٹھا ہی بیدلی یہ بسیہ جم گدائی عشق
اکسیر کی طلب نہیں مجھ خاکسار کو | کر خاک پائی عشق مجھی کیمیائی عشق
جلد بدل ہی جائیگا گلدستۂ داغ سے | آئی ہی ٹھیک میری بدن پر قبائی عشق
سینہ میں دل کسی کا نہ جائی مل گیا | کھینچی بہار گل نہیں اتنا دہائی عشق
پیروں اسرار آتی ہیں خاطر میں وسوسے | یارب چراغ عقل بجھا دی ہوائی عشق

میں ہوں اگر جلا ہی بیکار ہوا اسیر
گویا دل و جگر ہیں مری دست و پائی عشق

جنت کی اوس گلی میں تیغ ہیں بادہ طوطی | اک ایک کر کے نو سی بیسویں نوبہار طوطی

آزردہ دل کسی کا نکرے ہو جو خوف حشر
تقصیر غیر کی نکرے گا خدا معاف

غیروں سے کیا امید ہے اتنا ہے کاش ہو
تقصیر آشنا کی کرے آشنا معاف

کوئی ہیں تمنی ہمکو جو کچھ دے تو کیا ہوا
قطعی نہیں کیا کرتے ہیں اہل عطا معاف

ساقی یہ ہوش ہیں کہے کہتے ہیں جسے ہم
مستی میں کچھ کہیں تو ہماری خطا معاف

ہوں دوستی دوست حیدر صفدر کا میں اسیر
بالکل مری گناہ کرے گا خدا معاف

ردیف قاف

پابند حرص و آز نہیں مبتلای عشق
بیگانہ جہان سے ہے جو ہے آشنای عشق

موسی ہیں حاجی حرم کبریای عشق
عیسی ہیں حاجب در دولتسرای عشق

آئے مکان سے صاف نظر حال لامکان
اوٹھے جو پردہ حرم کبریای عشق

کنج لحد میں مردہ صد سالہ جی اوٹھے
جسدن ذرا ہلے لب معجز نمای عشق

ہر روز قتل ہوتے ہیں بیجرم سیکڑوں
ہے کربلا سے بڑھ کے کہیں کربلای عشق

یوسف کنوین میں گرکے ہوئے پادشاہ مصر
رفعت بھی دی کنوین جو کسیکو جھکای عشق

دل کھاے داغ جان تلف ہو جگر جلے
کچھ ہمکو اختیار نہیں جو رضای عشق

منصور کا یہ ظرف کہاں تھا ابل پڑا
مشکل ہے ہضم بادہ مرد آزمای عشق

جس کا مرض ہے نام جسے کہتے ہیں اجل
وہ ابتدای عشق ہے یہ انتہای عشق

ہمسو ہے جہاں میں نہ مجنون نہ کوہکن
سنتا ہے کون کس سے کہوں ماجرای عشق

کیونکر ازل سے ساتھ ہو حسن و عشق کا
یہ ہے برای حسن تو وہ ہے برای عشق

بندہ تو کیا خدا بھی ہے عاشق رسول کا
دیکھا تو دو جہان میں نہیں کچھ سوای عشق

نکلی جو آف زبان سے زبان اپنی قطع کر
دیتا ہے یہ صدا دہن بی صدای عشق

کئی سودے ہیں اسی سر میں باہم
سر کاکل سر گیسو سر زلف

متاع سیاہی من و دل نقد دل کیا
اگر سوداگری سوداگر زلف

ادھر دیکھو ہیں قصبات دل کی بستیاں
تماشا ہے سواد کشور زلف

ید بیضا ہے رخسار روشن
عصائے دست موسیٰ اژدر زلف

سفینہ حسن کا ٹھہرے نہ کیونکر
کہ ہیں دونوں طرف دو لنگر زلف

ہوا ہے اس درہم و برہم جسم بیمار دل
کلا کرتا ہے یہ باریکر زلف

ابھی آنکھیں کھلیں عشق سے آئے
شمیم مشک خال و عنبر زلف

مری دل کی پریشانی ہو پیچو
ہے یہ ہی ایک فرد دفتر زلف

تری چوٹی میں ہیں جو چاند سورج
انہیں کو کہتے ہیں سب زیور زلف

شب دیجور سے ہے چاندنی رات
عجب افشاں سے چمکا اختر زلف

گرہ زنجیر کے ہیں پاؤں مشتاق
اسیر اچھا نہیں آنا سر زلف

لاکھوں قصور کرتے ہیں اہل عطا معاف
ہو توبہ تو کیا شراب سے ساقی خطا معاف

غیروں کے ساتھ آنکھ کی منظور ہے جو سیر
رسوا کیجے حضور مجھکو برائے خدا معاف

بوسہ لے وہ لیکے بوسہ گیسو کیا جو عذر
کرتے ہیں ایسے جرم ہمارے بلا معاف

ساری زمیں خدا کی یہ سب سبزہ خط
پوچھو تو حاکموں سے یہ کرتے ہیں کیا معاف

مہندی لگائی ہے تو کنارے لگا بھی
کوڑی نہ ہوگی اے ہمت رنگیں ادا معاف

اللہ رے کریم تو عصیاں کا خوف کیا
اب کچھ معاف کچھ ہیں ... ترا معاف

دل رکھنے کی ہاتھ بڑھ گیا میں قصور پا
ہمسکو کہاں کروں میں تری در کیا معاف

واعظ مگس کی کرتی ہین لعنت کہ مثل شہد
ہر روز چاٹ جاتی ہین دو چار کا دماغ

دکھلاؤ چہرہ ورنہ اوڑ جاوین طور سے
موسی کی طرح کسکو ہے انکار کا دماغ

سحبان سی کہہ دو بڑہ کی نہ بولی مری حضور
نافہم سے نہین مجھے گفتار کا دماغ

بیمار جبسے ہم ہین طبیبون کا ذکر کیا
ملتا نہین ہے اب کسی عطار کا دماغ

لائی ہی بوی گل جو قفس تک نسیم صبح
کچھ اور ہی ہے مرغ گرفتار کا دماغ

دکھلا سمجھ کے آئینۂ ماہ ای فلک
عالی ہی یار آئینہ رخسار کا دماغ

کرتا ہے سامنا دل پر داغ سی مری
کیا ٹل گیا ہے لالۂ کہسار کا دماغ

کیسی بدل گئی ہی ہوا باغ دہر کی
ہی زاغ کو بھی بلبل گلزار کا دماغ

لائی نسیم کاکل محبوب کی شمیم
طالب ہی بوئے نافۂ تاتار کا دماغ

فیض قدم سی تیری ہوا مین ہی ہر چمن
ہی پہول سی بھی بڑہ کی ہر اک خار کا دماغ

جسدن سے گرد خال رخ یار کی پہرا
ہی آسمان پہ کوکب سیار کا دماغ

سنتا نہین وحشتو نکی ہم بادہ خوار کیا
کچھ اندنون فلک پہ ہی خمار کا دماغ

ہین سر برہنہ گوشۂ عزلت مین ای اسیر
دربار کا دماغ نہ دستار کا دماغ

ردیف ف

ہوگا جھسا پابند سر زلف
کہ سر کرتا ہون قربان سر زلف

کہان گل روی جانان کی مقابل
کہان گیسوی سنبل ہمسر زلف

اوڑا ہی چاہتا ہی طائر حسن
کھلی ہین دونون جانب شہپر زلف

بند ہی شیرازہ ڈالو جلد مہوبا
پریشان ہا ہورہا ہی دفتر زلف

سفلہ طینت لذت دنیا پہ مرتی ہین اسیر
مور و مار آسا ہی انکو شیر و شکر کی طمع

ردیف عین معجمہ

جس مکان مین ہو ترا رخسارۂ انور چراغ
مانگی پروانون سی اڑ جانیکو بال و پر چراغ

پرتو رخ سی تری روشن ہوی گھر گھر چراغ
خاک پر پہر گل فلک پر ہی ہر اک اختر چراغ

جب ہوا مغرور انسان روشنی دل کہان
بزم مین آتی ہی گل کر دیتی ہی صرصر چراغ

شمع کافوری جلی ایوان خسرو مین تو کیا
کوہ کن کی گور پر ہے لالۂ احمر چراغ

مٹ گیا داغ جگر وہ زلف جب آئی نظر
سامنی کالی کی روشن رہ سکی کیونکر چراغ

یاد حق مین رو اگر منظور ہی آنکھون مین نور
محفل عالم مین ہی محتاج روغن ہا چراغ

پوچھتی ہو سب مجھسے کیا افسانہ مرگ و حیات
آگیا جھوکا ہوا کا رہ گیا بجھ کر چراغ

اسطرح مضمون ہین میری طبع کو وجہ فروغ
جانتی ہی جسطرح فرزند کو مادر چراغ

مر گئے پہ نالی کرتی ہین ترے دل سوختہ
صاف روشن ہی کہ دیتا ہی دھوان بجھکر چراغ

نام روشن ہی مرا عالم مین مین خلوت نشین
روشنی ہی بزم مین فانوس کی اندر چراغ

گرد پھر کر تیری قربان ہو جو تجھکو دیکھ لے
شعلۂ جوالہ ہو ایسی کری چکر چراغ

کون آیا فرط شادی سی جو بالیدہ ہی تن
جامۂ قندیل سی ہر وقت ہی باہر چراغ

میری سوز دل سی ہی ساری نہانی کا فروغ
جل کی کر دیتا ہی روشن جیسی سارا گھر چراغ

کوچۂ محبوب مین سنتی ہین ہم اندھیر ہے
نامہ بر جا ساتہ لیکر پھر پیمبر چراغ

روشنی خانۂ ایمان انہین سی ہی اسیر
خانۂ اللہ مین ہین حیدر صفدر چراغ

اسقدر ہو ذکر جہنم سے ترا لائی نہ جبین
گھر مین اللہ کی کہان لائیگا طوفان واعظ

ہمکو جو عالم سودا مین پریشانی ہی تیا
مشتہر عیب ہے کب کی نکرا ور پریشان واعظ

پاک رندون کا معاصی سی ہی جو دامن نکلا
ماری خجلت سے کہے ہوا سر بگریبان واعظ

گر سکے ایک سخن سامنی میری نہ اسیر
ہو فصاحت مین اگر ثانی سحبان واعظ

ردیف عین مہملہ

بزم مین پھرتی تری گرد ای پری رخسار شمع
پاؤن مین اپنی جو رکھتی طاقت رفتار شمع

تیری فرقت مین ہے آہی گل باعث آزار شمع
چشم محفل مین کھٹکتی ہی بر نگ خار شمع

ایسی ظلمت ہی یہان مہر آکی بنتا ہی توا
گر سکے پر نور کیا میر امکان تار شمع

اپنی سوز دل سی ہی بزم جہان مین روشنی
آسمان فانوس ہی یہ آہ آتشبار شمع

آکی بزم یار مین پایا ہی کیا تاج شرف
رکھتی ہی شعلہ سی سر پر طرہ زرتار شمع

سچ ہی کافر کا ہی جز نار جہنم کیا علاج
کیون نہ آتش مین جلی ہی صاحب زنار شمع

بزم مین بی پردہ کسکا عارض روشن ہوا
شرم سی ہی زرد مثل چہرہ بیمار شمع

سامنی اسکی کب رہتا ہی ادنی کا فروغ
روبروی مہر عالمتاب ہی بیکار شمع

ای کمان ابرو نہ ٹھہری تیری قد کی سامنے
بنگئی تیر ہوائی جب ہوئی طیار شمع

آہ کی اندہی کی باعث ہی ہمارا گھر سیاہ
ہی ہوا ایسی کہ گل ہوتی ہی سو سو بار شمع

ہم نہین دنیا مین چھوڑا نام اگر روشن تو کیا
شب کو روشن ہو جو خالی گھر مین ہی بیکار شمع

سوز دل کا اپنی افسانہ سناؤن مین اگر
صبحدم تک پھر نہ توڑی آنسوؤن کا تار شمع

کھکشاں جسکو سمجھتا ہی جہاں ہی قاتل
تیری شمشیر کا ہی سینہ افلاک میں خط

لحت دل یوں نظر آتا ہی مجھی اشک کی ساتھ
جسطرح ہوکر قاصد چالاک میں خط

قتل تک خوف سے قاصدی ٹہرایا ہو ہم
دور سی پھینک دیا کوچہ سفاک میں خط

نہیں جاتی ہیں وہ جو جام میں ہی پاس آ در سے
کسی عاشق کا ہو کینہ ولاک میں خط

ایک دو روز کا مہماں ہوں میں بیمار فراق
شاید آجاے وہ بھیجو تو اوسی ڈاک میں خط

سمجھی ہیں باغ جہاں یار کی طرح کو ہم کہیں
سبزۂ باغ جہاں ہی نگہ پاک میں خط

ربط خیاط سی ہمنے جو کیا کام آیا
لیگیا یار تلک رکھہ کی وہ پوشاک میں خط

وای تقدیر کہ قاصد ہی بلا افیونی
کھو کی آتا ہے کہیں نشۂ تریاک میں خط

صفت قامت بالا میں ہیں مضموں بلند
اوڑکی جلیتی یہ لگائی کہیں افلاک میں خط

قاصدی کی لئے موجود ہیں جبریل اسیر
بیھجا چاہیے سرم ستہ لولاک میں خط

ردیف ظای معجمہ

دل میں ایسی ہی سر گیسوی جاناں واعظ
تری تقریر سی کوں پریشاں واعظ

کس طرح دل کو یقیں ہو جو بیاں کرتا ہے
دیکھہ آیا ہیں تو روضۂ رضواں واعظ

اسقدر ہمکو نہ تعزیر معاصی سے ڈرا
ہم تو ہیں ایسے گناہوں سے پشیماں واعظ

ہم گلستاں ہی ہی مسجد جو ہوں گو تم سوا
نحل سر ہی ہر اک مرغ خوش الحاں واعظ

کسکی دانتوں کی تصور میں ہوں انگشت بپا
دیکھکر مجکو ہے انگشت بدنداں واعظ

لکھہ بیاں مصحف عارض کا سا تو جانوں
سن چکا ہوں میں بہت معنی قرآں واعظ

حق ہی الفت میں بتوں کی نہیں رہتا ایماں
راست کہتا ہی کہ ہے مرد مسلماں واعظ

ایک بھی پرزہ نہین لکھا ہی یار
سیکڑون کرتا ہون مین تحریر خط

تب گیا قاصد کہ جب خلعت دیا
لیگیا کب بی سپر شمشیر خط

ہی نوشت و خواند لا حاصل اسیر
دہو سفینہ توڑ خامہ چیر خط

ایک بھی ایسا نہین پرنور خط
خط روئے یار سے ہے مشہور خط

لکھتی لکھتی ہوگیا بار گران
لی کی جائے اب کوئی مزدور خط

نامہ لکھئے یار کو اسے جدا
سات جو عالم مین ہین مشہور خط

گھر ہی وہ برق تجلی کا کھان
باندہیئے بالای نخل طور خط

ہاتہ آجائی نہ غیرون کو کہین
بھیجی مجکو نہ دے دستور خط

کیا سپیدی کیا سیاہی ہی عیان
چاندہی وہ رخ شب دیجور خط

سبزہ بیگانہ گلشن سی ہٹئے
کھینچئے چہری سی اپنی دور خط

میری داغ دل کو ای قاصد ہوا
صاف مثل مرہم کافور خط

ملک دل مین کب ہی قاصد کا گذر
پاس ہی ہی وہ کیا مین بہیجون دور خط

عرضیون پربھی نہین ہی التفات
کوئی سے لکھے اوسکو کیا مقدور خط

ہین وہ بی پروانہ کہین ہم جوا
لیکی رضوان کا جو اسے حور خط

کیا مراتب رازہ عرفان ہین ساتہ
کھینچ اپنی حد پر اسے منصور خط

اودہر سے رخ مہوشن کی منتہی اسیر
بنگیا ہے برگ نخل طور خط

کیا کدورت ہی جو بیچتا ہی اگر ڈاک مین خط
مل کی تلووں سی ملا دیتا ہے وہ خاک مین خط

گرم مضموں کچھ نہیں شعلوں سی کم
لیکی جائے زرع آتش جو خط

آتش گل میں ہوا ہوتا نہیں
کیا کرے پیدا اثر رخسار خط

ہے جو مضموں کی یہی پیچیدگی
ہوگا قاصد کی گلی کا ہار خط

چار پارہ یار کی صد سے کیا
ایک خط کے ہوگئے ہیں چار خط

حرف رہتا ہی نہ کاتب ہو رقیب
کوں لکھے اسے سر بازار خط

مصحف رخ کا ہی قبلہ صد لس میں ضعیف و
سر پہ رکھ لے صورت دستار خط

نامہ و پیغام اب کس سے اسیر
یار کے رخ پر ہوا اظہار خط

پڑھ سکی کیا وہ مت سے پیر خط
نامہ بر ہے نامہ تقدیر خط

اے کبوتر تھام کر منقار میں
لی ہی جا اسکا عدو گیر خط

شکل گنجہ اب رندگانی کی ہوئی
یار نے بھیجا مع تصویر خط

نسخہ مژگاں کی لکھی ہیں ہمی وصف
بن گیا ہے ترکش پر تیر خط

اوسی لکھ بھیجا تھا امیر سے گھر
کیا چلوں سب پاؤں کی زنجیر خط

گھر اگر اوسکا نہیں ملتا تجھے
کو بکو قاصد بکر تشہیر خط

خامۂ گھر اد ہے میرا قلم
لکھ رہا ہوں یار کو تصویر خط

خط حسی لکھتے ہیں ہی زرگر بسر
زرگری میں بھیجیے تحریر خط

جرم قاصد کا اگر سمجھے ہو تم
خاک کیوں ہوتا ہی بی تقصیر خط

خط لکھا اوسنے تجھے دولت مل گئی
ہوگیا میری لیے اکسیر خط

ابروی جاناں کا کچھ لکھا جو حال
حرف جوہر بن گئے شمشیر خط

ہماری خاک سی متی ہیں روز خاک اسیر
ہی اس تلک وہی محنت سیاہ کی گردش

ردیف صاد مہملہ

کرتا ہی جسطرح کہ وہ گل انجمن میں رقص
طاؤس اسطرح ہیں کرتا چمن میں رقص

روحوں کو قبض ہی ملک الموت ابھی مگر
قاتل کو دیکھ اونکا جوش آیا اس میں رقص

ستوے سی ٹوٹی ٹوٹی پھڑکتی ہی یار کی
کیا بھر دیا ہی کوٹ کی اوسکی بدن میں رقص

تیر نگہ کا تم جو نشانہ بناؤ سگے
تیلی کری گی جیسے غزال ختن میں رقص

یوسف کی حق میں چاہ ہوا رشک اوج
کیوں نہ کری نہ چکل نہ چاہ ذقن میں رقص

آیا جو لب پہ نام ترا یہ خوشی ہوئی
کرنی لگی زبان ہماری دہن میں رقص

زنجیر کی صدا ہی صدائی غنا مجھے
کیونکر کروں خوشی سی نہ دیوانہ پن میں رقص

محفل کو اوسکی رقص کی تمنا جو تی ہیں
کیو لا ہیں سماتا ہی جو دیکھا ہیں میں رقص

یکجا ہی ایسی شعل سی ارآد صد ہو
حاضر ہیں ہی تیرے رسول زمن میں رقص

ردیف ضاد معجمہ

محو رند بادہ کش یہ ہی شرب مدام فرض
زاہد پہ جیسے روزہ ماہ صیام فرض

ہر صبح میکدوں سے یہ کرتا ہوں میں سوال
ای بندگان جام ہی کچھ تمہیں عام فرض

مرنا ہی جو لکھا اس سی اونٹھا ہی زندگی
انساں کو یاد مرگ ہی ہر صبح و شام فرض

رہتا ہی ہم جو رک کی چلیں کوئی یار میں
ہی حاجیوں کو حج حرم میں مقام فرض

رندوں ل تو بعض کہتی ہی ضروری ہی
مومن کو ہی جہاد حضور امام فرض

جو میں بیاں کروں وہی اوس سی بیاں کمر
قاصد لبیب ہی ادا سے پیام فرض

نو مشق شاعرون کو ہی یون شوق سائرہ
جیسے ہے طبیب کو بیمار کی تلاش

یوسف کو تیری ہاتہ ہی بکنے کی آرزو
رہتی ہی اسلیے اوسی بازار کی تلاش

قید مکان سے خانہ بدوشی مین امن رہا
مزدور کی ہی فکر نہ معمار کی تلاش

سب مجمعون سے گوشہ عزلت مین بیٹھ کے
دربار کی تلاش نہ سرکار کی تلاش

کرتی ہی سائلون سی تجنب بمفلسی
اسکو اسیلیے ہے درہم و دینار کی تلاش

مومن کو عیش صورت کافر کہان امیر
بیجا ہے قید خانے مین گلزار کی تلاش

کبھی تو کم ہو جہان تباہ کی گردش
کبھو سپہر کری راہ راہ کی گردش

زمانی کی ہی یہ طاقت کہ کوئی دم ٹھہرے
پھرا رہی ہے یہ تیری نگاہ کی گردش

جو ہین مصاحب کم ظرف ہین وہ سرگشتہ
دلیل اسکی ہی دولاب چاہ کی گردش

تمہاری منزل عالی کا جب نشان پایا
جب آفتاب نے دو چار ماہ کی گردش

مین رقص مستی طاؤس دیکھکر سمجھا
کہ یون ہی ہی کوئی دم چتر شاہ کی گردش

ملا نہ کوچہ ترا نامہ بر کو مثل ہما
ہزار صورت پیک نگاہ کی گردش

یہی ہی گردش رفتار اگر جنون مین مری
بنی گی شعلہ جوالہ راہ کی گردش

تمام سال مین اک روز وصل ہی یا ہو
کبھی سپہر نے ایسی نہ آہ کی گردش

تری طلب مین نہین کون گمرہی بہت
فلک نے تیری طلب مین سکھی ہی راہ کی گردش

شبیہ چشم صنم خیر کہنچ لے مانی
کبھی کھنچی گی نہ چشم سیاہ کی گردش

تمہاری چاہ مین دیکھی وہ حال عاشق زار
بھنور مین جیسی نہ دیکھی ہو کاہ کی گردش

بھنور یہ سمجھی ہی یارب کہ گرد بابچے
کہ بحر و بر مین پہراتی ہی راہ کی گردش

سو دہن ہوں تو کریں ہم گلہ گو یہ مگر
نگاہ میں ہے اگر ہو وہ بیزباں خاموش

رہیں نہ داور محشر کی سامنے عصیاں
پکاری عفو دل جب ہیں ان کی خاموش

یہ کہ کلام بہت ساربان سے کی لیلی
شروع ہوتی ہی مجنوں کی داستاں خاموش

کمال راہ محبت میں ہی سکوت مجھی
لحد تک جسے کوئی مرد ہو رواں خاموش

بیاں میں درد جگر کیا کروں طبیبوں سے
صدا یہ دل کی ہی ہر دم کہ اے زباں خاموش

سنا یہ صبح شب وصل نعرہ تکبیر
پھیری جو بیلی موذن کبھی یہ ہاں خاموش

پکڑ کی ہاتھ تھی لپٹیوں میں خلوت میں
اگر رہیں تری ہاتھو کی چوڑیاں خاموش

شب فراق میں آئی نہ ہمکو نیند اسیر
دلیل ہو گئی ہوا آب قصہ خواں خاموش

اب پاؤں شل ہیں کبھی کیا یار کی تلاش
تھی جب تلک کہ طاقت رفتار کی تلاش

دنیا ہی سو ناکہ ہر ای ال تری ہیں ہوش
کوچے میں اور یار وفادار کی تلاش

اے دل کہاں تلک یہ تری بر خلا میان
ہی مجکو یار کی تجھے اغیار کی تلاش

مسجد میں بیٹھ رہیے کہ آخر ہوئی بہا
اب کیا ضرور خانہ خمار کی تلاش

دیکھا حسین جہاں میں ہی مطلب کا آشنا
رہرو کو بھر سایہ ہے دیوار کی تلاش

محشر میں بحر عفو اگر موج زن ہو
ہوگی ضرور مجھ سے گنہگار کی تلاش

ہوا اماں ہی میری دل کا لب جا العزای
او لیتی ہی اس مسیح کو بیمار کی تلاش

اگر دست نعیر وجہ نہیں حیثیم یار کی
شاید ہی اسکو طالب دیدار کی تلاش

راحت کہیں نہ خانہ آفاق میں ملی
ہر چند ہے بس در ہے دیوار کی تلاش

شاید اوسی سے مجکو خبر یار کی ملے
اسواسطے ہی پرچہ اخبار کی تلاش

دہر مین اپنی خوشی سے ہی خوشی
دل اوداس اپنا تو ہی محفل اوداس

رہگیا پیچھے کوئے کیا ہمسفر
سے ہے نہایت آجکی منزل اوداس

دے خدا اوندا دوبارہ زندگی
ہی ہماری قتل سی قاتل اوداس

کل طبیعت کو تو کچھ تسکین بہی تہی
آج کل سے ہی زیادہ دل اوداس

نجد سے مجنون گیا یارب کدہر
ہی نہایت صاحب محمل اوداس

کون سنتا ہے حسینون مین مری
شہر ناپرسان مین ہی سائل اوداس

کون بیکس غرق دریا ہے اسیر
آشنا ہین جو لب ساحل اوداس

ردیف شین معجمہ

جلوت ہزار رہو لگا مین خستہ جان خاموش
کہ مثل شمع ملی ہی مجھے زبان خاموش

مین نالہ کش ہون شب ہجر سب جہان خاموش
جرس فغان مین ہی مصروف کاروان خاموش

کچھ انتہای نصیحت بہی حضرت ناصح
دماغ کیجیے خالی تم مہربان خاموش

سناؤگی مجھے باتین جو روز بڑہ بڑہ کر
تمہین کہو کہ رہیگی مری زبان خاموش

ہزارون باتین سنین محفلو نمین یارون کی
مرا تہا دل کہ رہا ہین بیان وہان خاموش

دہان یار سے تشبیہ غنچہ بیجا ہے
مقام غور ہے گویا کہان کہان خاموش

شب وصال ہی باقی ابہی ہی دور سحر
خدا کرے ہان موذن ندی اذان خاموش

جنون کی جوش مین اولٹی ہی سوجھتی ہی مجھے
دم سکوت ہون گویا ہم بیان خاموش

ہماری داغون کی دیکھی جو روشنی شب ہجر
چراغ ماہ کری جل کی آسمان خاموش

نصیب کیا ہمین زندان مین خواب راحت ہو
کہ اکدم نہین رہتی ہین بیڑیان خاموش

نالہ کش ہجر میں رہتا ہوں شب و روز اسیر
خستہ کیونکر ہو مجھ خستہ جگر کی آواز

ردیف سین مہملہ

بلبل کی دل سے اوڑ گئی فریاد کی ہوس
نکلی نہ سے نکلے خاطر صیاد کی ہوس

تھوڑی سی عمر اور ہو یارب مجھے عطا
رہتی ہے آسماں کو بیداد کی ہوس

بر آئے کیا مراد ہمارا ہے اگر جدا
نکلی ارم سا کی نہ شداد کی ہوس

ہر گل بعیر یار ہے گلچیں کا منتظر
ہر عندلیب باغ کو صیاد کی ہوس

ای چرخ چاہئے کبھی ایسا ہی انقلاب
شیریں کو ہو نظارۂ فرہاد کی ہوس

سر کو فراق یار میں ہے آرزوی سنگ
گردن کو اپنی خنجر جلاد کی ہوس

کہدو کہ پائمال کریں میری لاش ہی
قاتل کو رہ گئی ہو جو بیداد کی ہوس

جاناں تیری نہ جلد میں جائیں قاف میں
ہے حور کی ہوا نہ پریزاد کی ہوس

شاعر کو حرص شعر اگر ہو تو کیا عجب
کسکو نہیں ہے کثرت اولاد کی ہوس

مضمون قسم کی ہیں اوس آنکھوں کی کاک سے
کیونکر نہ بیت بیت کو ہو صاد کی ہوس

ماسد آئینہ ہمہ تن چشم ہے یہ دل
ایسی ہے دیدِ حسن خداداد کی ہوس

اوس گل کی آرزو ہمیں لائی یہاں تلک
تھی کسکو سیرِ گلشن ایجاد کی ہوس

ہم قید یوں کا قید میں کسطرح جی بچے
بیمیری چھری جو حلق نہ جلاد کی ہوس

کیسے مدد اسیر کی ہنگام حشر سے
یا مرتضی ہے آپسے امداد کی ہوس

کیونکر نہ ہو بیری میں ایسا دل اوداس
مجھکو ہو جاتی ہے محفل اوداس

بیٹھا ہوں زیر نخل بیابان عجز میں عجب / سر پر کھنچا ہوا ہے عجب سائبان دراز

تن میں نہیں ہے جان مگر صورت سبو / دست طلب ہے جانب پیر مغان دراز

کیونکر بنے نہ قبر جنوب و شمال میں / ہے نخس شرق غرب میں صحن مکان دراز

بیجا ہے فکر کوتہی عمر کی اسیر / ست ہے دامن عنایت پیر مغان دراز

ہو گئی ختم شب وصل گجر کی آواز / اوڑ گیا جی جو سنی مرغ سحر کی آواز

سینہ و دل سے ترا تیر جو سن سے گذرا / صاف آئی ملک الموت کے پر کی آواز

قدر انداز کہوں کیونکہ تری چشم کو میں / نہ سنی آج تلک تیر نظر کی آواز

لن ترانی کو بھی وحدت نے بنایا ارنی / ہو گئی ایک ادھر اور ادھر کی آواز

یہ وہ منزل ہے جہاں قافلہ اترا ہی نہیں / کان میں آنے لگی کوس سفر کی آواز

مر گئے سب شب فرقت میں الٰہی شاید / نہ موذن کی صدا ہے نہ گجر کی آواز

چھپکلی اوس شوخ کی کوچے میں کبوتر یوں جا / دم پرواز نہ آئے تری پر کی آواز

جاتی ہے خوابگہ یار میں پر ڈرتی ہے آنکھ / کہ جگا دے نہ اوسے پای نظر کی آواز

کھڑکھڑاتی ہیں تن خشک میں یوں ضعف سے عضو / جیسے آندھی میں ہو اوراق شجر کی آواز

دوست دشمن کو ہوئی سرمہ مری ظلمت بخت / نہ صدا خیر کی باقی ہے نہ شر کی آواز

مر گیا یار نے جب دوڑ کی ہٹ بند کی / ہو گئی صور قیامت مجھے در کی آواز

کان کو چاندنی کا پھول بنا دیتی ہے / کتنی روشن ہے مری رشک قمر کی آواز

سرمگیں چشم کو کس طرح سنجھ گر کہیے / بند ہو جاتی ہے سرمہ سے بشر کی آواز

الفت موی کمر ہے سبب نالہ کشی / دے رہی ہے یہ گھڑی اوس کی کمر کی آواز

سچ کیا کرتی ہو رونی سی مری آنکھوں کو
یہ تو ناسور ہیں کچھ انکا ہی بہنا بہتر

مارک ادام ہو تم پھولوں کا زیور پہنو
یہ تو سونی کا نہ جاندی کا ہی گہنا بہتر

سحر آسیہ سے ہے کچھ راہ حذر اس دینا
نالۂ اسو اسطی انکی سی ہی نہ ہنا بہتر

ہوس حلقہ حسنت میں بدیوش رہے
کبھی ہمی کوئی طلبوسس نہ پہنا بہتر

ورن ہو شہر خموشان سی الک لاش مری
مرگئی پر ہی حلسب سی ہی رہنا بہتر

شعلہ رو آگ ہیں ہی کام جلانا انکا
پاس سی انکی ہی کچھ دور ہی رہنا بہتر

اوسکی مرضی سی ہی مطلب حق باطل کیسا
جو کہے یار ہمیں چاہیے کہنا بہتر

فرصت فکر نہیں تو کہو شعر اسیر
نطق بیجا سی ہی خاموش ہی رہنا بہتر

ردیف زای معجمہ

گلشن میں کیا کروں میں نالۂ فغان دراز
غنچہ دہن دریدہ ہی سوسن مان دراز

حادہ ہو دشت میں کہ فلک پر ہو کہکشاں
دونوں سی ہیں زیادہ مری بیزبانی دراز

ای شمع ہو خموش نکر سوز دل بیاں
کوتاہ شب ہی اور تری داستان دراز

تجکو نہیں زوال رہا سیکو ہی زوال
رستے ہی تیری ظلم کی ای آسمان دراز

رکھی ہوں بوسہ لب میں اگر چشم یار کا
سوتی ہر جیہیں صورت سلوک سنان دراز

دیتی سہے ہر ایک ہر دہن زخم کو جواب
قاتل کی تیغ تیر ہی کتنی زباں دراز

کی ال بھر نہ دل نکی پھانسنی کو تھی
یارب ہو عمر گیسوی عنبر فشان دراز

ناسور دل بھرن گی نہ مرہم کی پھاہ سی
لازم ہیں ان کو دل کی لئی رسیاں دراز

پائیگا اس بھیل سی کیا خاک ای گدا
دست طمع نکر طرف آسمان دراز

آخری وقت کسی نی مجھے کیا یاد کیا — ہچکیاں آئین دم نزع برابر دو چار

شوق نظارہ ٹہرتی نہین دیتا گہر مین — روز اوس کوچہ مین ہو رہتی ہین چکر دو چار

محتسب بادہ پرستون کا ہوا کیا نقصان — ایک ٹوٹا جو سبو بنگئے ساغر دو چار

گو کہ باران سی ہوئی سرد مری خاک لحد — اب بہی دہونڈو تو نکل آئین کی اخگر دو چار

بحر الفت بہی مگر ہی کوئے خونین دریا — غرق ہو رہتی ہین ہر روز شناور دو چار

لعل و یاقوت کرون کیا کہ نہین مجکو جنون — منعمو تمکو مبارک ہون یہ پتہر دو چار

قید سی میری پہڑکنی سنے چہڑایا مجکو — دست صیاد مین باقی ہین فقط پر دو چار

کشتی بادہ تو دیتا مجھے ساقی پر غیر — مانع خیر ہوئے پڑگئی لنگر دو چار

دیدۂ تر نے کیا کب نہ تلاطم برپا — ہر محلے مین نہ کس روز گری گہر دو چار

ای فلک تابکجا ظلمت شبہای فراق — چشم مشتاق کو دکہلا کبہی اختر دو چار

ساقیا دین ابہی اک جام کی قیمت مین تجھے — گنج ہمکو اگر آجائین میسر دو چار

کسطرح فوج دو چندان نہو جانبازونکی — ایک دو کرتی ہے وہ تیغ دو پیکر دو چار

در تلک گہر سی کسیوقت نکلتے نہین وہ — طالب دید کہڑی رہتے ہین باہر دو چار

ملک الموت جو آتی نہین منظور یہ ہے — پیچ دکہلائے ہمین اور مقدر دو چار

ہون وہ طائر کہ نہین ضعف سی مجھمین کچہ جان — استخوان جسم مین دو تین ہین باہر دو چار

چشم تر رو کی بہگو دیتی ہی ہر دم جو اسیر
شب کو تا صبح بدلتا ہون مین بستر دو چار

حال کچہ اوسکے دہن کا ہی نکہنا بہتر — اس معمی مین ہی خاموش ہی رہنا بہتر

کینہ در کینہ پنہان ہی کرین دل خالی — زخم بگڑے گا نہین جو رکا رہنا بہتر

او از رعد و ابر سیہ می کشو نہین
یہ خبر و بہار کا ڈنکا ہے فیل پر

دی جبقدر کہ شیشی مین موجود ہو شراب
ساقی نظر سے کسکو کثیر و قلیل پر

چاہی جو وہ قوی پہ ضعیفونکو فتح دی
غالب کیا طیور کو اصحاب فیل پر

دشمن ہوئی ہین دری ذلت تو غم نہین
اپنی نظر ہی فضل خدای جلیل پر

ہے جستجو کہ رح اپنی ہو بیدار غافلو
پہلے سے جو پڑتی ہی کوس رحیل پر

ہوگا اسیر اور طبیبون سی کیا علاج
عیسیٰ نہ ہاتہ ڈال سکے مجہ علیل پر

دیکھی تری انجمن کی تصویر
تھی صاف کسی چمن کی تصویر

انی سے نے کیا شکار عنقا
کھینچی جو تری دہن کی تصویر

لی آسے نے گلون کا رنگ نقاش
تب کھینچے تری بدن کی تصویر

عریان ہے جہان مین کون ایسا
محتاج ہے پیرہن کی تصویر

وابستہ زلف تہا جو مانے
کھینچی ہے شکن شکن کی تصویر

دلگیر وہ ہون کہ دل ہی خوابان
گہر مین نہ رہے چمن کی تصویر

آفت سی بری ہین اہل حیرت
کب ذبح ہوئی ہرن کی تصویر

مانی ہو وہین شبیہ شیرین
جس جا کہ ہو کوہکن کی تصویر

غربت مین ہے کسکو رنج غربت
ہی پیش نظر وطن کی تصویر

لی نوک کی کیون نہ کلک مانی
کھینچی تری بانکپن کی تصویر

مانی ہی اسیر فکر اپنی
کیونکر نہ کھچی سخن کی تصویر

آخر کو آسماں سی ہوا مجھسی سرنگوں
تقدیر کو موافق تدبیر دیکھکر

بیکس وہ ہوں کیا دل قاتل کو بھی فگار
حسرت کی آنکھ سی تہ شمشیر دیکھکر

پیکاں کی زخم کی مجھی مطلق نہیں خبر
کھایا فریب راستی تیر دیکھکر

رسوا کروگی ہمکو تو رسوا ہی ہوگے تم
کرنا ہماری لاش کو تشہیر دیکھکر

سمجھا ہیں ہی دولت دنیا مین خاک نفع
کہنہ لباس صاحب اکسیر دیکھکر

میں آپ خاک کی لپیٹ رہا قبر میں اسیر
جلدی اجل کے آنے مین تاخیر دیکھکر

ساقی پکارتا ہے یہ می کی سبیل پر
بنت العنب حلال ہی اس اسیل پر

پیاسا وہ ہوں بہشت میں رکھا اگر قدم
پہرہ ملائکہ کا ہوا سلسبیل پر

تھی وہ گوشش آدم خاکی میں کہدیا
حور از اختک نہ کھلا جبرئیل پر

راحت ہی غم جو وصل خدا ہو شریک حال
آتش مین گر کے آنچ نہ آئی خلیل پر

اوقات کا یہ حال غریبوں سی پوچھیے
ہی ریت نان توشہ و آب سبیل پر

جب بیچ کا ہوا مجھی غربت میں سامنا
دنیا مین حال مسلم ابن عقیل پر

پھرتا ہی میری نگاہوں کی سامنے یوں قلم
جسطرح دست کور ہو دوش ذلیل پر

ناحق دماغ کرتے ہیں ہمسی ارذیل
ابہی لطمہ ہی قصۂ اصحاب فیل پر

انجم فلک پہ دیکھہ کی سمجھا کلیم دل
فرعون کی سپاہ ہی یہ رود نیل پر

داغوں پہ میری چرخ دنی کیا نظر کری
سیر جناں حرام ہی چشم بخیل پر

ناتہ آئی اوس سی خاک کا دانہ تو ہی بہت
قانع ہوں مین ضعیف غذائی قلیل پر

محرم ہو جو ہوائی عالم جنت ہو میری روح
سدرہ کے نیچی فرش کریں جبرئیل پر

یقین جان اسکو ہی قاتل اوسی دن عید ہو جائے
گلا جس وقت رکہدون مین تری تیغ ہلالی پر

میسر ہو اگر دولت تو مین سمجھون اوسی ماتم
یقین ہو آنسوؤنکی تار کا سلک لآلی پر

لب شیرین کی حجت سی زبان اپنی ہی شیرین
کہ طوطی زہر کہاتا ہے مری شیرین مقالی پر

فراق یار آہو چشم مین گھر کاٹی کہاتا ہے
گمان شیر نیستان کا ہی مجھکو شیر قالی پر

اسیر اوسکا کرم درکار ہی بخشش جسی چاہی
نہ زاہد پر نہ ہے موقوف رند لاابالی پر

موت آئی ابروے بت بی پیر دیکھکر
کشتہ ہوا مین دور سی شمشیر دیکھکر

خجلت ہوئی یہ حالت تغییر دیکھکر
جلاد کٹ گیا مری زنجیر دیکھکر

قرآن کی نقل کرتی ہین قراء اسطرح
تصویر سی کہنچے تری تصویر دیکھکر

لوح جبین ہماری جو مرقوم ہو چکی
روئے ملائکہ خط تقدیر دیکھکر

مجھ سخت جان کی پاس بھی آتی نہین اجل
ڈرتی سے ہے تیری ہاتھ مین شمشیر دیکھکر

خالق سے نے رکھدیا سر انسان پہ بار عشق
تکلیف یہ فلک کو نہ ہی پیر دیکھکر

سمجھا کہ پھر جنبان مین ہوا دخل یار کا
عارض پہ اوسکے زلف گرہ گیر دیکھکر

کہتی ہی موت گور کی بستی قریب ہے
منعم ہی شاد رغبت تعمیر دیکھکر

قاصد پھر آیا کوچہ قاتل سی لوٹتی پاؤن
کہولی کمر نہ قتل کی تدبیر دیکھکر

وہ صید ہون کہ تن مین لہو بار ہا ہی جوش
صید افگنون کی ترکش پر تیر دیکھکر

رستم بھی ہو تو اوسکے نہ ٹھہرین کبھی قدم
اوس جنگ جو کو دست بشمشیر دیکھکر

نظارہ باز تھا جو مین اوس حسن شوخ کا
جھپکی پلک نہ برق سی تصویر دیکھکر

خجلت سی سلسلہ وہ ہلا نہین سکتی ہی ناشتہ
بہاری ہی ہمارا طوق گلوگیر دیکھکر

ہم تو ادای مہر مین دیتی ہین نقد ہوش
راضی نہین ہے دختر رز خود طلاق پر

کہینچا ہی دشمنونکی بہی ایذا سی ہمنی ہاتھ
باندہی ہی دوستون نی کمر کیون نفاق پر

چلتی ہین ہول وصل کی لیکن کہان گنج تو
دل لوٹتا ہے کاوش خار فراق پر

مصحف کی سپاری مین جگہ ای سپہر دون
بت کا مقام خانہ کعبہ کی طاق پر

وہ پا ہنچی اوٹہا کی اگر طور پر چلے
پروانہ شمع طور ہوئی شمع ساق پر

روز جنون مین کوہ تو کیا ہی کون جو قصد
جاؤن شلنگ بہر کی فلک کی رواق پر

کچہ تو اثر کیا ہے مدہ آہ نے اسیر
چلنی لگین ہین ابتو وہ کچہ کچہ سیاق پر

شہرہ قد جانان کا جو سن پائی صنوبر
خجلت سی ابہی خاک مین گڑ جائی صنوبر

میخانہ ہی گلزار نہین موسم گل مین
دیکہو قدح لالہ و مینای صنوبر

وہ سرو اگر باغ مین گلگشت کو آئی
کوکو نہ کری فاختہ بالائی صنوبر

گلزار سے آتا ترسے کو چمین مقرر
مجبور ہی لیکن کہ ہے شل پای صنوبر

ہی راست تو یہ بات کہ آگی تری قد کے
بدنامی کا جہنڈا ہی سراپای صنوبر

آئی تہی تو کچہ تمکو ٹہرنا تہا چمن مین
نکلی ہوس گل نہ تمنای صنوبر

گلگشت گلستان سی ہین ہجر مین کیا کام
ہی شوق گل و لالہ نہ پروای صنوبر

کم صحن گلستان سی نہین سینہ ہمارا
پہولونکی عوض داغ ہین دل جای صنوبر

تیرا قد رعنا اگر اوسکو نظر آئے
گلشن مین بگولا ہو یہ چکر ای صنوبر

کیا قامت محبوب کا دیوانہ ہی یہ بہی
ہی نہر چمن سلسلہ پای صنوبر

لیتی ہے ہر اک فاختہ جمشید سی ٹکر
پر زور ہے کیا بادہ مینای صنوبر

ڈرتا ہوں میری طرح نہ حالت کرے تباہ — آئینہ کو وہ اپنے رخسار دیکھکر

رحمت ہماری آپکی الفت میں عمر بہای — رسوا کیئے گا گالیاں سر بازار دیکھکر

ہم اور قابل ہدف ناوک مژہ — کھینچے کماں ابروے خمدار دیکھکر

موسی میں اور مجھ میں ہی اتنی بس بار درست — میں اسکی ستری خریدار دیکھکر

پایا نہ اس چمن میں کہیں عشق کی طمع — بلبل ہے گرد گل کے تو پروار دیکھکر

کیا رشک ہے کہ گرتی ہیں اشک اسی متصل — اوسکی گلی میں موتیوں کا ہار دیکھکر

حسرت ہے کیا ہمیں کسی رشک مسیح کے — رہجاتے ہیں فلک کو جو بیمار دیکھکر

موسی کا حال کیا ہمیں معلوم طور پر — ای اہل دیدہ آتش دیدار دیکھکر

کاری مری جگر میں ہیں کسدرجہ زخم تیر — روتا ہے حور دیدہ سوفار دیکھکر

ہم کیا اسیر مفتی و قاضی بہک گئی
اوسکی دکان حضرت خمار دیکھکر

خلوت نہیں ہوں جو رہا و سرا اہل وفاق کے — دیکھو اوڑی اوڑی کہیں بیٹھے طاق پر

انکار وصل سے اوسمیں انکار وصل ہے — پڑہتا ہی اشتیاق یہاں اشتیاق پر

لکھی جو لوح خط میں لکھی جدہ وصال — مرہم لگائی مری داغ فراق پر

ساقی گیا و شوخ کہاں سکتی کا لطف — رکھدی وہاں کی تعیتہ ساغر کو طاق پر

احباب کا مزاج عناصر سی کم نہیں — درپردہ اختلاف ہی اس اتفاق پر

ہی استخارہ دل کو ہی معلوم حکم رب — موقوف رہی ہمیں جعت و طاق پر

رستہ جو مجھسے کاٹ کی چلتی ہیں راہبر — کاٹی گا کیا گمان ہی مری خستہ قاق پر

کہتا ہے کوئی عاشق و معشوق کو جدا — ناخدہی ایک ہو جو لطر اشتعاق پر

ہم تو ادای مہر مین دیتی ہین نقد ہوش یا
راضی نہین ہے دختر رز خود طلاق پر

کہینچا ہی دشمنونکی بہی ایذا سی ہمنی ہاتہ
باندہی ہی دوستون نی کمر کیون نفاق پر

چنتی ہین پہول وصل کی لیکن کہان منہ
دل لوٹتا ہے کاوش خار فراق پر

مصحف کی میکدی مین جگہ ای سپہر دون
بت کا مقام خانہ کعبہ کی طاق پر

وہ پا بنچی اوٹہا کی اگر طور پر چلے
پروانہ شمع طور ہوئی شمع ساق پر

روز جنون مین کوہ تو کیا ہی کون جو قصد
جاؤن شلنگ بہر کی فلک کی رواق پر

کچہ تو اثر کیا ہے مدہ آہ نے اسیر
چلنی لگین ہین ابتو وہ کچہ کچہ سیاق پر

شہرہ قد جانان کا جو سن پائی صنوبر
خجلت سی ابہی خاک مین گڑ جائی صنوبر

میخانہ ہی گلزار نہین موسم گل مین
دیکہو قدح لالہ و مینا ہی صنوبر

وہ سرو اگر باغ مین گلگشت کو آئی
کوکو نہ کری فاختہ بالائی صنوبر

گلزار سے آتا ترے کوچے مین مقرر
مجبور ہی لیکن کہ ہے شل پای صنوبر

ہی راست تو یہ بات کہ آگی تری قد کے
بدنامی کا جہنڈا ہی سراپای صنوبر

آئی تہی تو کچہ تمکو ٹہرنا تہا چمن مین
نکلی ہوس گل نہ تمنای صنوبر

گلگشت گلستان سی ہمین ہجر مین کیا کام
ہی شوق گل و لالہ نہ پروای صنوبر

کم صحن گلستان سی نہین سینہ ہمارا
پہولونکی عوض داغ ہین دل جای صنوبر

تیرا قد رعنا اگر اوسکو نظر آئی
گلشن مین بگولا ہو یہ چکرای صنوبر

کیا قامت محبوب کا دیوانہ ہی یہ بہی
ہی نہر چمن سلسلہ پای صنوبر

لیتی ہے ہر اک فاختہ جمشید سی ٹکر
پر زور ہے کیا بادہ مینای صنوبر

ڈرتا ہوں میری طرح نہ حالت کرے تباہ
آئینہ کو وہ اپنا سنگار دیکھکر

زخمہ ہماری آہ کی الفت میں تار ہی
رکھیئے گا کاکلیاں سر بار دیکھکر

ہم اور قاتل ہدف ناوک مژہ
کھینچے کمان ابروے خمدار دیکھکر

موسی میں اور مجھہ میں یہی فرق تہی بس یار
میں بک سکی ستمگری وہ خریدار دیکھکر

پایا اس چمن میں کہیں عشق کی طمع
بلبل ہے گرد گل کے تو پر دار دیکھکر

کیا رشک سے گرتی ہیں اشک اپنی متصل
اوسکی گلی میں موتیوں کا ہار دیکھکر

حسرت ہے کیا ہمیں کسی شکل مسیح کے
رہجاتے ہیں فلک کو جو بیمار دیکھکر

موسی کا حال کیا ہمیں معلوم طور پر
اے اہل دید جو آتش پر دیکھکر

کاری مری جگر میں ہیں کس درجہ زخم تیر
روتا ہے جو دیدہ سوفار دیکھکر

ہم کیا اسیر مفتی و قاضی بہک گئی
اوسکی دکان حضرت خمار دیکھکر

خلوت میں ہوں خبر نہیں اہل وفاق کو
دیکھو اوڑہی اوڑہی کہیں ٹھی طاق پر

انکار وصل مرا ہیں انکار وصل ہے
بڑھتا ہی اشتیاق یہاں اشتیاق پر

لکھی جواب خط میں لکھی وعدہ وصال
مرہم لگا لی مری داغ فراق پر

ساقی گیا وہ شوخ کہاں سکتی کا لطف
رکھہ دی وہ لبا کی شیشہ و جام کو طاق پر

احباب کا مزاج عناصر سی کم نہیں
در پردہ اختلاف ہی اس اتفاق پر

پی استخارہ دل کو ہی معلوم حکم رب
موقوف مرہی دہیں جفت و طاق پر

رستہ جو مجھسے کاٹ کی چلتی ہیں راہ پر
کالی کا کیا گمان ہی مری جسم قاق پر

کہتا ہے کون عاشق و معشوق کو جدا
اخذ ہی الگ ہو جو نظر اشتقاق پر

شمع کا جلوہ مبارک تمکو پروانو رہی
دل ہی مجہ سی کسی کا پروانہ چراغ جام پر

جب لگایا ہاتہ اوس خورشید نی تقدیر کی
صبح روشن کا ہوا عالم چہپکلی شام پر

کون اوس خوش چشم کی غم مین نہین روکی کور
دیکہہ لو چہایا ہی جالا دیدۂ بادام پر

مہر اوس رخ کی مقابل ہو تو ترک آسمان
کاٹ کر سر کو چڑہا سی نیزۂ بہرام پر

کیا عجب ہی جو بعد مرگ ہو خاک شفا
جان دیتا ہون شہید کربلا کی نام پر

صبح جاکر دیر مین دیکہا فروغ روی بت
روشنی رکہی خدا کی گہر مین ہی شام پر

تل نظر آتی نہین ہین اوسکی ابرو کی قریب
ہندوؤن کی ہی چڑہائی کعبۂ اسلام پر

مرگئی ہین الفت چشم و لب بتا مین ہم
فاتحہ دینا انار و پستہ و بادام پر

ای تپ فرصت غنیمت ہی کرو حاصل ثواب
ایک بوسہ ہمکو دو ہی الوحد کی نام پر

ای صنم دن وصل کی شب ہجر کی تیری اوران
کیون کمر باندہی اسی فریاد کی ہنگام پر

سبزۂ بیگانہ باغ حسن سی کٹتا ہی وو
باغبان کا ہی یگانا ہمکو تری حجام پر

کیا ہوا حاسد جو مجکو زشت کہتی ہین اسیر
طعن اہل کفر کیا کرتی نہین اسلام پر

ہے کسکو تاب غیر کا آزار دیکہکر
ہوتا ہون زرد چشم کا بیمار دیکہکر

قمری ہی سرو سرو قد یار دیکہکر
گل عندلیب پہول سا رخسار دیکہکر

عشرت قبول کی نہ کبہی اختیار مین
آتی ہنسی تو قہقہہ دیوار دیکہکر

وحشی وہ ہون جو دشت سی آیا مین شہر مین
بہاگا ہجوم مردم بازار دیکہکر

ہی شوق قتل عام یہ دلمین بہرا ہوا
اوٹہتی ہین نور صبح وہ تلوار دیکہکر

ہر طرح تیری حسن نی غارت کیا جہان
دو دو چار سنکی مرگئی دو چار دیکہکر

بہا گئین ہماری دل سی نہ کسطرح وسوسے
باندھے ہوئی کمر ہے یہ مومن جہاد پر

مارا ہی مجکو یار نے کہنے سے غیر کے
خون حسین گردن ابن زیاد پر

ای چشم تر نکال نہ طفل سرشک کو
لازم لگانا تہمت نہین خانہ زاد پر

حرفون کا اپنی کلفت دل سی یہ حال ہے
گویا کسی نے رنگ چہڑک دی مداد پر

بیمار خط سبز نہوگا کبہی صحیح
مرہم کری گا خاک اثر زہر باد پر

اچہا کیا اگر نہ اون آنکہون کو دل دیا
گہر سونپتا ٹہگون کو مین کس اعتماد پر

موج خطر سی کشتی می آشنا نہین
جب دیکہیے روان ہی یہ باد مراد پر

ہی عالم جنون مین بیابان مجہی چمن
شمشاد کا گمان ہے ہر اک گردباد پر

ای دل زیادہ تجہسے نہین کوئی مجتہد
اپنا اوسی عمل ہے تری اجتہاد پر

اکثر کلام حق مین ہی ذکر غم حسین
موقوف کاغذ ہا پہ نہ پایا ہین جہاد پر

مطلب بیاض گردن مینا کا ہی دقیق
ساقی سے کہلے گا کیا یہ کسی کم سواد پر

منکر ہماری آہ کی جو جو کہ تہی چوہ
نازل ہوئی ہوا کی بلا قوم عاد پر

بت برہمن کی کام نہ آئی کبہی اسیر
دل اوس صنم کو دیجیے کس اعتماد پر

قتل کرتی ہے اوس قمر کی نظر
تیغ کی تیغ ہے سپر کی نظر

آنکہ سے کیا نہاں ہو گئی اپنی
پہر گئی ہے ہمسے ساری گہر کی نظر

ناف اوسکی عیان مگر معدوم
جس طرح چشم بی بصر کی نظر

تیغ ابرو ہے یار تیر مژہ
ہم سے دیکہا آتی نہین سفر کی نظر

آنکہین دیکہین تری داغ ہوا
کیا ملے ہمسے نامہ بر کی نظر

خرسند کیا عدو ہین ہماری ملال پر
رہتا نہین زمانہ کبھی ایک حال پر

مسند سے کیا غرض وہ مبارک ہو شاہ کو
تکیہ گدا کو ہے کرم ذوالجلال پر

اوس سرو قد کی زلف جو دیکھی ہوا یقین
کالا سمٹ کی بیٹھ رہا ہے نہال پر

اللہ رے دماغ وہ دیتے نہین جواب
عاشق سوال کرتے ہین اونکے سوال پر

جوبن نہ حور کا نہ پری کا پسند ہے
جیسی پڑی ہے آنکھ تمہاری جمال پر

ای چرخ دل کو خواہش دام و درم نہین
داغ ملال وہی سمجھے داغ ملال پر

نافرسیہ دلون سے ہین عالی ہمی جنکی قدر
تصویر داغ کب ہے نشان ہلال پر

بیٹھا ہے یون بخیل خزانہ لیے ہوئے
قبضہ ہو جسطرح کسی افعی کا مال پر

موئے کمر کی باندھتے مضمون نئے نئے
باریکیان ہین ختم ہماری خیال پر

مجنون کمال ناقہ لیلی سے ہے تیزرو
تو بھی سوار کیون نہین ہوتا غزال پر

سوز غم فراق سے پوچھو نہ دل کا حال
کیا سبز ہو وہ برق گری جس نہال پر

ہے کبک و عندلیب کی گلشن مین کچھ خبر
دونون پھڑک رہے ہین تری [illegible] چال پر

بچنا کسی کا تیغ اجل سے محال ہے
رکھتی ہے کیا اسکی ضرب زرہ پر نہ ڈھال پر

دعوی کبھی کیا تھا اوس ابرو کے سامنے
یہ وجہ ہے جو اوٹھتی ہے انگلی ہلال پر

کہدو کہ اب حساب ہمارا بھی پاک ہو
آیا ہے آفتاب قیامت زوال پر

جھکے تونگرون سے مری آنکھ کسطرح
نازان جو مال پر ہین مین اپنے کمال پر

لے دو کی عاشقی ہے یہان جو شاعری
قائم زمین شعر ہے شاخ غزال پر

پائی یہ فال شانۂ شمشاد سے اسیر
قبضہ ہمارا ہو گا کسی نونہال پر

تشنگی شمشیر کی حسرت میں یاد آئی اسیر
آنکھیں بھر آئیں ہماری حوض کوثر دیکھکر

دی جاں ہمنی چشم بت بیمثال پر
ہو فاتحہ ضرور کتاب غزال پر

ہی مرگ کی دعا تو فقط اس خیال پر
سو قوت ہی محال تمہارا وصال پر

بوسہ جو مجھکو خال رخ یار کا ملے
چادر حبشیانوں ہو لونکی تو بلال پر

سیحا ہی میں نی کوچۂ قاتل میں جھٹے
سہے جاہ آبیدہ کبوتر کے جال پر

لاغر کیا ہی عشق کمر سے یہاں تلک
سمجھوں ستمگر اوسی جو چلو نا اوبال پر

اسکی بہار حسن ہی یہ جنت طیور کو
بلبل کا آشیانہ ہی شاخ غزال پر

ممکن نہیں کہ عرق کری جوش بحر اشک
بیٹھی ہیں جسم حرہ کے گرد ملال پر

مجھ ناتواں کو دیکھیے آتا ہی وہ قمر
قدرت خدا کی بد سبب عاشق ہلال پر

طاؤس کیطرح ہیں خراماں یہ اہل کبر
انسان ہو کی مرتی ہیں حیوانکی چال پر

وہ آؤ دیکھئے کہ پسیمیں رقیب ہی
شبنم نہیں میں روتی ہی بلبل کی حال پر

ای سحر حسن ہی جو مقدر میں ڈوبا
مدت پڑی ہی ہوئی ہی ہماری خیال پر

ہم ضعف سی شکار کی قابل نہیں رہے
صیاد خاک ڈال کی بیٹھا ہی جال پر

بھولے ایک دن دل وحشی کو چشم یار
اس ترک کا ہی وات کنائے ال پر

مدت سے لاکھ طالب دیدار ہوں اگر تم
ٹھہری نہ آنکھ ایک کی برق جمال پر

غدار پشت یار کہ سی نہیں اسیر
بیل ہے یہ قلم عرق انفعال پر

یہ بیتی کہی یہ ہمسے تری خط و خال پر
گویا عذار سنہری دوش ہلال پر

قدم کعبہ میں تھا جس شاہ کا دوش پیمبر پر

فراق یار میں مکروہ ہی چمن کی بہار / سپید داغ سے بدتر ہی یاسمن کی بہار

جو دیکھتا ترے بار و بہ نورتن اکثر / تو بھولتی اوسے سب اپنی نورتن کی بہار

تمہاری عارض جاناں میں گل ہیں سب مضمون / کہاں سی لائیگا یہ گلشن سخن کی بہار

بغیر غم ہیں عالم میں قدر عشرت کی / خزاں کی بعد بہاراں سی ہی چمن کی بہار

کسی کا لعل ہی اس باغ میں کسی کا زیاں / خزاں ہماری ہی عشاق کو وہ کس کی بہار

خزاں وادی غربت میں دل ہی افسردہ / کہاں ای غنچہ خاطر کہیں وطن کی بہار

تمہاری سنبل گیسو نی رخ پر لہرا کر / نئی طرح کی دکھائی شکن شکن کی بہار

ہر ایک پھول گریباں کو چاک کرتا ہی / دکھائی تم نے گل سرخ پیرہن کی بہار

مقرر ہیں ہمیں کافی سیہ پیرہن گندہ / پسند کسکو ہی کمخواب و گلبدن کی بہار

نہ پوچھو عالم پیری میں کچھ شباب کا حال / خزاں کا دور ہوا گٹ گئی چمن کی بہار

چمن سے تم جو چلے دفعۃً خزاں آئی / رہی نہ لالہ و نسرین و یاسمن کی بہار

لباس سرخ پہنکر حسین جو آئے ہیں / چمن سی آج زیادہ ہی انجمن کی بہار

بنا دیا مجھے طاؤس شور الفت نے / کہ داغہای بدن سی ہوئی بدن کی بہار

یہ لالہ کو جو دیا داغساں نیا پھولا / کہ خون سر سی ہوئی روی کوہکن کی بہار

اسیر میری سی قسمت کہاں ہے بلبل کی / کہیں چمن سے ہی بڑھکر مری سخن کی بہار

مرقد احباب کو رویا میں مضطر دیکھکر / داغ کھائی سیکڑوں پھولوں کی چادر دیکھکر

زلف مشکیں بھی بوسے کا رہیں گوہر دیکھکر / شب کو سنبل ہمنے پلکی سوی اختر دیکھکر

نہ گھبراؤ جو چوٹر بد کی شرط بوسہ کمبائی ہی
خسارہ کچھ نہیں لب ہی اوٹھا دو ابر برابر پر

نہیں گمنام عالم عاشق وہلت وہی پرچم کی
سجا اندازان الفت کی چھپی ہیں نام دفتر پر

خدا ستار ہی عیان ہنوز کا پردہ رکھی گا
ستا ہی یہ کہ انکھین لگی ہیں اہل محشر پر

وہ غیظ ہمیں اہی ترک اسکی کند ہونی سے
پڑی ہی ادہر جاتی جو ہوتی بارہ خنجر پر

لیا بوسہ جو مژگان کا تو نشتر یار نی مارا
جہاں ابرو تو ترکہا ہاتہ اوس ظالم نی خنجر پر

وہ طائر ہوں کبھی مضطر جو اوکو دیکھا ہو بیٹھا
پرون کو کہول کر سایہ کیا صیاد کی سر پر

تعجب کیا اگر خون رگ گردن اوچھلتا ہی
سنا ہی یہ کہ رکہوائی ہی اوسنی بارہ خنجر پر

کیا مغرور ناحق حسن پران ساہ رویونکو
بنایا آئینہ تیہر پڑین عقل سکندر پر

جو سنجیدہ ہیں اونکو کام کیا ایذا رسانی سی
کیا حملہ نہ شاہین ترازو نی کبوتر پر

او بہر خورشید محشر ہی دہر داغ جگر میرا
بلا نازل حرارت کی ہی ہر اہل محشر پر

ہنکی جیب کلاہ سرخ وہ خورشید رو آیا
کبھی پہنی یہ ہنسی لالہ پہولا ہی صنوبر پر

کہلا ہی کچھ تو حال اس سکندری کی بی ثباتی کا
کہ شیشہ ریزہ ریزہ ہی خندہ بیجا ہی ساغر پر

پری رو کس سلیمان قدر کشتی کا یہ لاشا ہے
لیتی ہیں سایہ جو کہولی ہوئی طائر برابر پر

یقین ہی اب کہ ہم مضمون ابروی تیر لکھیں گے
قلم پر قط دیا یا بارہ رکہوائی ہی خنجر پر

حزین ہوتا ہی اوسکی واسطی جو جسکا ہوتا ہے
ہمانشہ چشم آئینہ سے تر حال سکندر پر

یقین ہی اب وہ ہوا گا میری زنش دل سی
لکہا ہی جای کاغذ خط اوسی اہل سمندر پر

کہی احباب سی کوئی پریشان مغز ہوتا ہے
نہ بولین اسقدر چلا کی جب بیمار کی سر پر

تر از رنگ طلائی دیکھ کر حشمت سے آنکہیں
لگی ہو وہ حریصون میں اٹھی جسطرح زر پر

جھکا رہتا ہی اوسکی آستان پر سر اسیر اپنا

گل خندان ہین جتنی بیلونکی زخم خندان ہین
گمان صحن گلستان کا ہی قاتل تیرے مقتل پر

اسیر اوصاف اوس چاہ زنخدان کے جو لکھوں مین
گمان نہر جنت کیون نہو دیوان کی جدول پر

اگرچہ آئی ہی عاشق کی جان ہونٹون پر
مگر ہی اب بھی تری داستان ہونٹون پر

گلی سی اوسکی نہ آئی تھی تان ہونٹون پر
کہ آکی رکھہ ہی زہرہ نی کان ہونٹون پر

پلاؤ آب دم تیغ تشنہ کامون کو
عطش سی پھیرتی ہین زبان ہونٹون پر

جو سمجھے آپکی شیرینی دہن کا مزا
شکر فروش لگا دی دکان ہونٹون پر

وہ ایک بات مین کرتی ہین حال لاکھون
زبان پہ تیر تو قربان ہونٹون پر

شب وصال چھری ہی مری لئی تکبیر
سمجھکی لائے موذن اذان ہونٹون پر

جو چاند دیکھہ کی اوسنی پڑھی دعای ہلال
نثار ہونی لگا آسمان ہونٹون پر

وہ ناتوان ہون کہ میری صدا انہین سنتے
ہزار رکھتی ہین اپنا حباب کان ہونٹون پر

شب وصال یہ عاشق نی شوق چوسی
رہا نہ رنگ مسی کا نشان ہونٹون پر

شکر ہی وہ لب شیرین تو تل ہی خال سیاہ
بجا ہی تل شکری کا گمان ہونٹون پر

پسند ناقہ لیلی ہی نالہ مجنون
عبث نہ لائی حدی ساربان ہونٹون پر

گیا نہ تیغ کی نیچے بھی شوق نظارہ
نگاہ ہی رخ قاتل پہ جان ہونٹون پر

سوای گریہ نہین کچھ کام صورت زخم
ہنسی بھی ہی کوئی دم میہمان ہونٹون پر

کیا فلک نی خوشی کو یہ ہجر مین پامال
کہ نام بھی نہ ہنسی کا نشان ہونٹون پر

جگر کی داغ نی اعضای تن کو پھونک دیا
اسیر کیون نہ ہی الامان ہونٹون پر

بی سود سب ہے علاج دل اغدار کا
مرہم لگائی کیا کوئی داغ پلنگ پر

دریا کا بھی سفر سفر خار زار ہے
چلتا ہون راہ اژدہ پشت نہنگ پر

کس ترک کا ورود ہوا صید گاہ مین؟
زورون پہ نیل گاو ہین آہو امنگ پر

کیسی شب وصال کہ ٹپکا ہزار سر
رکھنی دیا نہ پاون بھی وحشی پلنگ پر

مشتاق بوسہ لب پیکون ہون وقت نزع
جاتی ہے جان بادہ یاقوت رنگ پر

ہندو بچون کو دیکھتی ہم بھی چلین اسیر ۱۵۵
دن اگئی نہان کا میلا ہے گنگ پر

سیکڑون داغ تنگ جائی جگر
دی جگر اور رای خدائی جگر

شدت گریہ مین یہ ڈرتا ہون
کہین خون ہوسکے بہ نجای جگر

تو تو پتھر کا ہے نہ لوہے کا
سختیان کب تلک اوٹھائی جگر

طپش دل نہ پوچھ فرقت مین
ہے یہ نزدیک منہ کو آئی جگر

لاسکے مین چار داغ اسمین ہزار
کیا جگر سے مرے ملائی جگر

یہ ہوا خون وہ ہوا پاسنے
پھر دل روون یا برائی جگر

غم ہی مہمان تو کچھ عزیز نہین
خون پئی سیر ہو کی کھائی جگر

مٹ کی پائی نجات صدمون سے
اب جگر ہے نہ داغہای جگر

روتی روتی ہو غش تمام جہان
مین دکھاؤن جو کربلائی جگر

یہ اوٹھائی ہین سختیان ہمنے
پارہ سنگ ہی بجای جگر

مین یہ کہتا ہون آہ آہ ای دل
دل یہ کہتا ہے ہای ہای جگر

یہ بھی ہی ہند جگر خوارہ
کیون نہ زال جہان چبائی جگر

تیری تصویر بھی کھینچے تو وہ کی گرم نگاہ
جان بہزاد چلی برق گری مانی پر

کر دیا سجدہ نے بے بال و پر ایسا کہ مجھی
رشک ہے طائر بسمل کی پر افشانی پر

اثر سجدہ کہاں اور کہاں تم ابھی ہٹ
ہے نشان بوسۂ عاشق کا یہ پیشانی پر

ہیں جو عشاق اوسی رخ ہی سامان کے
شاق ہے عیب کا دل ورنہ ندائی پر

العت ابرو کی حدار میں دی جان اسیر
رکھدیا ہے گلا تیغ صفاہانی پر

جان دی ایک پری کی رخ نورانی پر
مر کے اوسے ملے کام ترا تخت سلیمانی پر

خلق مرتی ہے تری تیغ صفاہانی پر
جوں پیاسوں کی گرا کرتی ہیں پیاس پانی پر

اسطرح نقطے ہیں رویاں خط سبز آما رو
جیسے احسان کسی محبوب کی پیشانی پر

ساحد ظلم کا اطلاس نہیں تامل تم
دل بیچارہ کوئی تیغ کی عریانی پر

عیسی کو آب دم تیغ پلاؤ کہ مجھے
مینڈھی لڑوا سے سی کیا فائدہ ہے چلی پر

کشتہ ہیں جینے ملوں میں نہیں کشتۂ تیغ
بدلی گردن کی مرا خون ہی پیشانی پر

ابرو و چاہ ذقن دیکھ کے ہے عاشق
ہے یہ نزدیک کہ تلوار چلے پانی پر

لیلۃ القدر تری گیسوی شبگوں پہ نثار
صبح نوروز تصدق رخ نورانی پر

آگئی دست میں دس عارض ترکا کی جو یاد
تیر آہوں کی چلے لالۂ پیکانی پر

یار کے مطلع ابرو کی تو معنی کہیں
نار ہے جنکو پڑا ایسی سخندانی پر

سرم طبیعت کو نہیں کچھ اثر رحم زبان
کاٹتے کیا خاک جو تلوار پڑی پانی پر

لحن داؤدی سی ہی لحن ہے جنکی بہتر
وہ گلی کاٹتے ہیں تیری سخندانی پر

دیدۂ کم سے تہ نکہ اشک گدا کو منعم
جگہ اس دُر کی ہی تاج سر سلطانی پر

زار ہون ایسا کہ مردہ بھی ہے غایب لیک مرگ
دوستو خالی غبار سے کا اوٹھانا کیا ضرور

نیند آنی کی نہین ہرگز شب فرقت مجھی
قصہ گویون سے کہو قصہ سنانا کیا ضرور

نزع کا عالم ہے اب تو دیکھہ جاؤ اک نظر
پتلیان پتھرا چکین ہین آنکھین چرانا کیا ضرور

منتظر کیون ہی کہ کھینچے وہ جفا جو تیغ ناز
موت کو آنا ہے تو ائی بہانا کیا ضرور

خط رخ جانان پہ نکلا اوڑ چلی ای مرغ نگاہ
جب خزان آئی چمن مین آشیانہ کیا ضرور

گور مین نا حق منانی کی لیی او تری ہو تم
جان قالب مین نہین شانہ ہلانا کیا ضرور

چپ ہوا ای مطرب کہ کھٹکا اک ہی وقت مین راگ
کچہ تو میری بھی سنو اپنی سنانا کیا ضرور

گوش سامع کو گران طول سخن ہی ای اسیر
اختصار اچھا ہے بیتون کا بڑھانا کیا ضرور

اشک ہین یاد رخ و زلف مین طغیانی پر
کشتی عمر ہے دن رات روان پانی پر

ہر ذرہ ہی فروغ رخ نورانی پر
ماہ ہالہ سے تری چاند سی پیشانی پر

مرتبہ حسن کا تکلیف مین گھٹتا ہی کوئی
خوشنما کتنی وہ زلفین ہین پریشانی پر

رحم آیا او نہین تقدیر بدل دی میری
نون ابرو سے نقطہ سا کا خط پیشانی پر

ناخونکی ہی جو ہر جا تن عریان پہ خراش
نظر آتا ہے اتو جامہ عریانی پر

تو مہ و مہر سے ای ابلق ایام ہی نحس
ایک کیا دو ہین ستارے تری پیشانی پر

میرے خالق نے کیا مجھکو دوبارہ زندہ
آ گیا رحم جو قاتل کی پشیمانی پر

حادثون سے نہ ملا امن بہت کی تدبیر
ابر نے برق گرائی مری بارانی پر

بھولتا ہے کوئی آب دم خنجر کا مزہ
دم پھڑکتا ہے تری زخمیون کا پانی پر

ایکدن بھی نہ ملا تجھسے جہان مین آرام
ہو گئی عمر بسر کشتی طوفانی پر

کیا برا ہی ہم اگر غیرونکو کہتی ہین برا
لعن کرتا ہی خدا قرآن مین کفار پر

کعبۂ مقصود تک پہنچی مقدر سی اسیر
سر جھکا سہے آستان حیدر کرار پر

کی مجمع احباب مین گفتار سمجھکر
اک بات کہی ہمنے تو سو بار سمجھکر

دنیا کی نہ خواہان ہوئی ہم عار سمجھکر
کتون ہی یہ چھوڑا اسے مردار سمجھکر

نرگس بھی کہلانی لگی باغ مین آنکھین
آیا تھا عیادت کو مین بیمار سمجھکر

تلوار جو اوس ترک نی کھینچی سر میدان
زخم اپنی ہنسے قہقہہ دیوار سمجھکر

ظاہر مین مین اکسیر ہون باطن مین کف خاک
لیتے ہین تو لین مجکو خریدار سمجھکر

بخشا مجھی خالق نی فرشتون سی یہ کہکر
جرم اسنی کئی ہین مجھے غفار سمجھکر

نیلام کی دن بھی نکی جنس دل اپنی
چپ ہو رہے کچھ دل مین خریدار سمجھکر

فرقت مین جو دی بادۂ گلگون مجھی ساقی
منہ اوسکے لگاؤن نہ کف مار سمجھکر

بازار محبت مین خریدار تمہاری
یوسف کو بھی لیتے نہین بیکار سمجھکر

جز مرگ بیابان محبت مین نہین کچھ
رکھنا قدم اے خضر خبردار سمجھکر

برباد نجائینگے مری اشک مسلسل
پہنین گے حسین موتیون کا ہار سمجھکر

ہی زرد تن زار حریصون سے عجب کیا
لوٹین ابھی سونے کا اگر بار سمجھکر

مین رند کہان اور کہان مسجد جامع
آیا تھا اسے خانۂ خمار سمجھکر

می پی کی جو آئی ہو سوی مجمع احباب
بہکے نہ زبان کیجیے گفتار سمجھکر

کچھ کام نتھا سجدۂ محراب حرم سی
سر ہمنے جھکایا ترے تلوار سمجھکر

جب منعم مغرور سنے کی بات نہ ہمسے
چپ ہو رہے ہمصحبت دیوار سمجھکر

می کشو کیا جوش تے ہو نشۂ می میں چاہو
محتسب لایا ہے ٹوا کے خانۂ خمار پر

اشک سے خالی نہیں کوئی مرا تار نگاہ
دوڑتی پھرتے ہیں موتی رشتۂ ہموار پر

اوسکی نعتوں کی جو مضمون کم لکھی ہیں اسیر
ہی تفوق کلک کو منقار موسیقار پر

دست وحشت کا نگہباں ہی یا ہی گلزار پر
غنچۂ گل تاج پر یا آبلہ ہے خار پر

ہر زماں وسکی بروں کا دل میں تھا ہی خیال
ہی سما تلوار پڑتی ہے اگر تلوار پر

کس بیاباں میں ہیں الٹی حسرت دل تاثیر جنوں
تذکرے رہتے ہیں چھالوں کی زبان خار پر

سحر ایسی جرأت ہی زمانہ خندہ زن
کیا ہنسی آتی ہے مجھکو قہقہہ دیوار پر

فرقت گل ہی کیا لاسر قفس میں اسقدر
رہ گئی بلبل کی دو تین استخوان منقار پر

ہم نشیں دیوار وہ ہر وقت گھر میں یار کے
رشک آتی کیوں نہ ہمکو صورت دیوار پر

گرم کتنا تھا تری سودائی گیسو کا حلق
کاٹتے ہی پڑ گیا چھالا زبان مار پر

استقدر غیرت بھی اخل ہو کسی گھر میں جو یار
ڈال دوں میں پردہ چشم روزن دیوار پر

کوہکن کا خون دکھلاتا ہی یہ تارہ بہار
کیوں نہو جوش شقائق ہر برس کہسار پر

ای ستمگر لے سر کیا سوجھی ہی نیرنگ دل
طوطیوں نے زہر کھایا ہی تری گفتار پر

ہر رگ گردن میں میری جوش کرتا ہی لہو
ناڑہ رکھوائی ہی کیا اوس کی تلوار پر

سر جھکایا ایسا مستی میں نہیں طاعت سے کم
ہی گمان محراب مسجد کا در خمار پر

کیا حرارت ہی گڑا ہی تن میں وہ پیکان تیر
گرمی جوں سے ہیں تبخالے لب سوفار پر

ہوں وہ دیوانہ جو رکھا کوئی بیاباں میں قدم
ڈر گیا ایسا کہ سایہ بچھ گیا دیوار پر

خشک کیا بالکل مری پاؤں کی چھالے ہو گئے
پڑ گئی جو پیاس سے کانٹے زبان خار پر

بیکار محض کرتی ہے انسان کو فربہی
معذور نطق سی ہو زبان جیبھی پہول کر

بخشی ہے بخشی اسمین اوسی اختیار ہی
غافل غضب سی بیٹھہ نہ رحمت پہ بہول کر

صوفی سی کوئی کہدو کہ طاوس تو نہین
بزم غنا مین رقص نہ یہین بہی اچہول کر

حاصل اگر وصال نہین ہجر ہی سہی
جنت نہ ہاتہ آئے تو دوزخ قبول کر

کنگہی جو زلف یار سی اولجہی تو کیا ہوا
جانی دی ای اسیر نہ قصہ کو طول کر

یون عرق خط سیہ مین ہی رخ دلدار پر
رات کو پڑتی ہی شبنم جسطرح گلزار پر

دوڑتا ہی دل عبث زلف سیاہ یار پر
ہو جو افسونگر وہ ڈالی ہاتہ ایسی مار پر

مین وہ طائر تہا تڑپ کر صحن گلشن مین گیا
رہ گئی باقی کف صیاد مین دو چار پر

حادثون سے اور محکم خانہ تن ہو گیا
مینہ کی چادر گری پر جمتی ہوئی دیوار پر

خون ناحق کا مین اہل شرع سی لون انتقام
جیمین ہی منصور سان واعظ کو کہینچون دار پر

جو کری گردن کشی لازم ہی اوسکو بار غم
سر اوٹہاتی ہی تو کڑیان پڑتی ہین دیوار پر

بی کئی ہی دکہلائی جلوہ جو ہو شوق گزند
پہونچی مرغ نظر کو آتش رخسار پر

دور سی بتلاتی ہین انگلی اوٹہا کے زرد رو
ہی گمان ماہ نو شاید تری تلوار پر

شعر مین لازم ہی لکہی اوسکی زلفونکی صفت
مرغ مضمون کہ ہین اونکی لینی درکار پر

ہین جو اہل درد اونپر ہی خدا بہی مہربان
صدمہ کی تکلیف روزن مین نہین بیمار پر

یون برابر داغ میری پیکر خاکی پہ ہین
ہو دو والی مین چراغان جسطرح دیوار پر

قتل اگر ہمکو کیا ہی جلد دہونا چاہئی
رنگ سبز آئی نہ قاتل جمکی خون تلوار پر

کہینچی کسطرح اوسپیرزادی کا گمان
ہاتہ رکہتی ہی وہ کاکل مصحف رخسار پر

مشکل ہی بزم یار مین شام و سحر گذر
کیونکر کرون مین یار کے دربان جی کی گذر

ای تیغ یار جسم کو میرے دو نیم کر
ای تیر یار توڑ کے سینا جگر گذر

رستی ہین دونون دیر و حرم کوی یار کے
مشکل اگر ادھر ہو گذرنا اودھر گذر

دیتا ہے کون کسکو یہان نیک مشورہ
جو بات تیری ذہن مین آئی وہ کر گذر

دربان یار شب کو اگر در نکھولتا
دیوار پہاندنے مین نکر یا مین دگر گذر

ای روح شب گذر گئی وہ ماہرو چلا
تو بھی جہان سے صورت شمع سحر گذر

بحر جہان نہین کوئی آشوب گاہ ہے
کہتی ہی موج موج سے جلدی گذر گذر

آتا ہی عاشقون مین جو زلف دوتا کا
باتون مین رات جاتی ہی دو دو پہر گذر

مرغان دام کیسے ہین مشتاق بوی گل
یارب کری ادہر ہی نسیم سحر گذر

عریان کسی کا جسم ہو وحشت جنون کو کیا
کرتا ہی کوئی جامہ دری سے یہ درگذر

تیری کمر سے کم نہین میرا بھی جسم زار
انصاف سی نہ ای صنم بیکمر گذر

ڈر جائیگا کہ گھر ہے ہمارا بہت سیاہ
آنکھ اپنی بند کر کے ادہر ای قمر گذر

ہو دیر یا حرم کہین جانا نہین محال
مشکل ہے کوی یار مین ای نامہ بر گذر

ہو اس چمن مین سرو کی صورت نہ پایہ گل
بو بنکی کوچہ رگ گل سے بھی در گذر

سکا شانہ نقیبہ مین جا بنکے سر حق
سلطان کی بارگاہ مین ہو کر نہ گذر

ای تیغ یار کر میرا ہر عضو تن جدا
ہر سر زمین پہ کرتے ہین اہل سفر گذر

روشن دلون کی روک نہین ہی کہین اسیر
کرتے ہین ہر مکان مین شمس و قمر گذر

نہین ہی کہکشان یہ جو نظر آتی ہی گردون پر
کہچی ہے تیغ فرق ساکنان ربع مسکون پر

پہلو سے جائیے نہ دل بیقرار توڑ کر — کیا پائیے گا خاطر بیمار توڑ کر
جوش جنون میں سیاہی بچا کی ہوش — آیا کبھی جو گھر میں تو دیوار توڑ کر
مشتاق رحم دل ہی مرا اپنے نک کا — جیتا ہو توڑ تمہ میں جو دار توڑ کر
ویران ہیں پہ دیکھ کہ کوچے میں یار کے — بیٹھی ہیں پاؤں کا وہ دیدار توڑ کر
بوسہ لیجے کبھی تو ملے مجھ فقیر کو — لیکا اساد و جواب نہ ٹھہر بار توڑ کر
ماتم میں میری اشک بہاتی نہیں اگر — پھینکو گلی سے دیتوں کا بار توڑ کر
جوش جنوں تمہیں چاہیئے صحرا کو لیجئے — میداں گھر کو کیجئے دیوار توڑ کر
لکھوں جس میں وصف جو بستان یار کا — جامہ بناؤں شاخ ثمردار توڑ کر
مجھ سا بھی کوئی مست نہ ہوگا خدا گواہ — مسجد بنا کے خانہ خمار توڑ کر
آؤ نہ خالی ہاتھ وہ دست و مزار میں — لاؤ تم بہشت سے دو چار توڑ کر
سیب ذقن ہوگا نہ جز یاسمن لطیف — پرہیز کیا کرے ترا بیمار توڑ کر
کس قہر کا ہے غمزۂ جاناں کہ لے گیا — دل سارے تن سے مجھے یہ عیار توڑ کر
مشکور میری قید ہوئی کیا سمائی قتل — بیڑی بنائی اوس سے جو تلوار توڑ کر
تعریف میری صدسی کی اوس بی شمر کی — کوزے کا کر دیا در شہوار توڑ کر
لازم ہے تجھے خلیل خدا کی ہے پیروی — کعبہ کی راہ لی بت پندار توڑ کر
وہ مست ہوں کہ ترک کروں شغل مے کشی — جام و سبو کو پھینکدے خمار توڑ کر
کیونکر اوٹھیں کہ ہی کشش یوسف کا انتظار — بیٹھی ہیں پاؤں ہم سر بازار توڑ کر

فرمائش اوسکی ہے وہ گوش کی اسیر
تارے فلک سے لاؤں میں دو چار توڑ کر

مشکل ہی بزم یار مین شام و سحر گذر
کیونکر کرون مین یار کے دربان تک گذر

ای تیغ یار جسم کو میرے دو نیم کر
ای تیر یار توڑ کے سپر و جگر گذر

رستی ہین دونون دیر و حرم کوی یار کے
مشکل اگر ادھر ہو گذرنا ادھر گذر

دیتا ہے کون کسکو یہان نیک مشورہ
جو بات تیری ذہن مین آئی وہ کر گذر

دربان یار شب کو اگر دیکھو لیتا
دیوار پھاندنے مین نکرتا مین در گذر

ای روح شب گذر گئی وہ ماہرو چلا
تو بھی جہان سے صورت شمع سحر گذر

بحر جہان نہین کوئی آشوب گاہ ہے
کہتی ہی موج موج سے جلدی گذر گذر

آتا ہی عاشقون مین جو زلف دوتا کا ذکر
باتون مین رات جاتی ہی دو دو پہر گذر

مرغان دام کیسے ہین مشتاق بوی گل
یارب کری اودھر بھی نسیم سحر گذر

عریان کسی کا جسم ہو دست جنون کو کیا
کرتا ہی کوئی جامہ دری سے یہ در گذر

تیری کمر سے کم نہین میرا ہی جسم زار
انصاف سی نہ ای صنم ہو کمر گذر

ڈر جائیگا کہ گھر سے ہمارا بہت سیاہ
آنکھ اپنی بند کرکے اودھر ای قمر گذر

ہو دیر یا حرم کہین جانا نہین محال
مشکل ہے کوی یار مین ای نامہ بر گذر

ہو اس چمن مین سرو کی صورت نہ پابہ گل
بو نکلی کوچۂ رگ گل سے بھی در گذر

کاشانۂ نقیبہ مین جا بنکے سرحق
سلطان کی بارگاہ مین ہو کر نہ گذر

ای تیغ یار کر میرا ہر عضو تن جدا
ہر سرزمین پہ کرتے ہین اہل سفر گذر

روشن دلون کی روک نہین ہی کہین اسیر
کرتے ہین ہر مکان مین شمس و قمر گذر

نہین ہی کہکشان یہ جو نظر آتی ہی گردون پر
کہچی ہے تیغ فرق ساکنان ربع مسکون پر

پہلو سے جائیے نہ دل بیقرار توڑ کر — کیا پائیے گا خاطر بیمار توڑ کر
جوش جنوں میں ہے یہی سیلاب کی ہوش — آیا نکل کے جو گھر میں تو دیوار توڑ کر
مشتاق زخم دل ہی مرا اتنی تیغ نگاہ — بیٹھا ہو توڑ تجھ میں جو سر دار توڑ کر
ویران ہیں دیر و کعبہ کہ کوچے میں یار کے — بیٹھی ہیں پاؤں کافر و دیندار توڑ کر
بوسہ کبھی کبھی تو ملے مجھ فقیر کو — ٹکرا سا دو جواب نہ ہر بار توڑ کر
ماتم میں میری اشک بہاتی نہیں اگر — پھینکو گلی سے موتیوں کا ہار توڑ کر
جوش جنوں تمہیں چاہیئے صحرا کو کس لیئے — ویراں گھر کو کیجئے دیوار توڑ کر
لکھوں جو میں وصف جو گلستان یار کا — خامہ بناؤں شاخ گل سردار توڑ کر
مجھسا ہی کوئی مست نہ ہوگا خدا گواہ — مسجد بنا کے خانۂ خمار توڑ کر
آوے نہ خالی ہاتھ و دستو مزار میں — لاؤ ثمر بہشت سے دو چار توڑ کر
سیب ذقن ہوگا نہ جز ہای لب نصیب — پرہیز کیا کرے ترا بیمار توڑ کر
کس قہر کا ہے غمزۂ جاناں کہ لے گیا — دل سارے سینے سے یہ عیار توڑ کر
سطور میری قید ہوئی کیا سجای قتل — بیڑی بنائی اوسنے جو تلوار توڑ کر
تعریف میری صد سی کی اوسنی شعر کی — کوزے سے کا کرو یا در شہوار توڑ کر
لازم سمجھے خلیل خدا کی ہے پیروی — کعبہ کی راہ لی بت پندار توڑ کر
وہ مست ہوں کہ ترک کروں شغل مے کشی — جام و سبو کو پھینک دے مے خوار توڑ کر
کیونکر اوٹھیں کہ ہے کشش ہوس کا انتظار — بیٹھی ہیں پاؤں ہم سر بازار توڑ کر

وابستہ اوسنی کی ہے وہ کوشش کی اسیر
تاری فلک سے لاوں میں دو چار توڑ کر

کری کی کیا اگر بجلی گری گی میری خرمن پر

خزان بہاگی عمل لایا عالم ہی گلشن پر / سوار آیا ہی ابر آذری بجلی کی توسن پر

نظر ہی عرقی دم اوس ماہ کی رخسار روشن پر / چڑہی گی چادر مہتاب شب بہر میری مدفن پر

چلی میخانی مین تیغ نگاہ مست یہ کسکی / نہین ہی سر جو ای ساقی کسی شیشی کی گردن پر

نظارہ مجکو نوش چشمون کا مرکب ہی اسیر سے / ہرن آ جاتی ہین چرنیکو سبزہ میری مدفن پر

سر شوریدہ بربالین آسایش رسید اینجا / وصیت ہی کہ دینا یہ میری لحد مدفن پر

نہ شیرین کا تصور ایسا نہ مجرم بیرزن ایسی / حقیقت مین ہی خون ناحق خسرو کی گردن پر

نہین ممکن عاشق نہو معشوق کی دلمین / گریبان چاک ہین گل بلبل نالان کی شیون پر

وہ مشتاق شہادت ہون اوٹہالی تیغ اگر قاتل / نہ گرتی خون مین پروانہ گر رو کو نہین گردن پر

سلاح جنگ ہین بیکار جب عادہ برابر ہو / سپر پر ضرب تیغ ہر گر کیتی ہی جوشن پر

ڈرین کیونکر نہ اہل ظلم اوس اکب کی غصہ سے / چڑہی شمشیر جو مین لیکی چہوٹی کی توسن پر

رہا جبتک جہان مین مشتغل میخواری پہ مجکو / جلیگی شمع مینا یا چراغ جام مدفن پر

بہک کر نشہ مین کہدون جو عصمت ستر سے / کرین سجدی فرشتی زاہد کی پاکی دامن پر

جہان کا چھوڑنا اہل جہان کو کیا گوارا ہو / نہایت ہجر گلشن مشتاق ہی عاشق گلشن پر

ستارونکو یہ آتی شوق ہی تیری نظارے کا / کہ آنکہین اٹہ کی رہتی ہین سبھی پہولونکی ورقون پر

چہڑایا زیست کی جہگڑونسی مجکو تیغ قاتل نی / رہا یہ بار احسان تا قیامت میری گردن پر

دم گریہ جو جہد ورشن کی وہ ہیان اپنی دولت کا / یقین ہی لعل ان در شہوار اشک گری کی دامن پر

تعجب کیا اسیر اوسکی اگر ہم بھی ہوئی عاشق
نگاہ ذرہ پڑتی ہی رخ خورشید روشن پر

جہان گردی سی کیا حاصل اسیر اب دل یہ کہتا ہی
کہ چل کر بیٹھہ رہیی مرقد شاہ خراسان پر

نہین یہ لخت دل جو جلوہ گر ہین کے مژگان پر | کہلائی پہول سحر عشق نی خار مغیلان پر
عجب ہی ہو دل پر داغ مائل تیر جانان پر | مری طاؤس قمری کی طرح سرو گلستان پر
تو خنجر یہ وحشت تھی کہ میرا ہاتھ پڑتا تھا | کبھی قاتل کی دامن پر کبھی اپنی گریبان پر
نظر سی کون شاہد حسن یا رب ہو گیا غائب | نگاہین سست برہم سودہ ہی حیرت ہاتھ مژگان پر
غلط اہل زمین احوال گردون کا بتاتی ہین | گرفتار فنا کو کیا معلوم کیا ہی سقف زندان پر
خرام ناز جو شرم داغ سی ای گل تفوق ہی | تجہی سیر گلستان پر نہی سرو چراغان پر
رخ پر نور پر خط اوس حسین نی بہی نکالا ہے | نہین موقوف کچہہ تسخیر پریونکی سلیمان پر
تمنا ہی کچھ موت آنیکی منت مینی مانی ہے | جلاؤن کیون نہ شمع داغ دل گور غریبان پر
کوئی دولت نہو پیدا لیاقت اب جتک کرتی ہین | ہوا جہگڑا نہ الیاس و خضر مین آب حیوان پر
اسیری کا اگر میری طرح اوسکو مزہ ہوتا | تو مرغ روح یوسف بیٹھتا دیوار زندان پر
خمیدہ قد ہوا کیونکر صدف دندان برہم ہو | علم جب ہونگون آئی شکست افواج سلطان پر
جواب خط کی کیا امید نامہ گو کہ لکھتا ہون | نہ اوٹھی کا کبوتر بیٹھہ کر دیوار جانان پر
نہین بیٹھا نہین ہٹتا دل اوس دست حنائی سے | یہ وہ طائر ہی جسکا آشیان ہے شاخ مرجان پر
بہار روضہ مقصود قسمت کب دکہاتی ہے | ثمر ہی شاخ ناکامی کا جو آنسو ہے مژگان پر
فقیری مین حاصل ہی اثر کر بادشاہی سے | قدم رکہتی نہین تیری گدا تخت سلیمان پر
اوٹہائی ہین جہان مین رنج ایسے ہجر ویون سے | پڑی کی آنکہہ جنت مین نہ اپنی حور و غلمان پر
صدف سے اپنی ہر روش لکہہ کر تیری نگ طلائی کے | چڑہا یا کلک نی سونا مری اوراق دیوان پر

کسکی چہری نی کیا ہی تجکو ای خورشید زرد
ای قمر کسکی خجالت سی ہوا ہی تو سفید

پاک ارباب ندامت کو کرینگی اشک شرم
ابر تیرہ جیسی ہوتا ہی برس کر یہ سفید

لیکن عصیان کی یہ خجالت نہ ضائع جائیگا
خط عصیان کو کرینگی یہ دکی یہ آنسو سفید

ای یہی گریہ تو پہر کیسی بصارت ای اسیر
ایک دن کردینگے انکہون کو مری آنسو سفید

ردیف ذال معجمہ

چمک گیا تری بازو سی استقدر تعویذ
کہ رشک مہر ہی ای غیرت قمر تعویذ

لگاؤن صندل اگر درد سر زیادہ ہو
بڑہائے اور مری سوزش جگر تعویذ

وہ فاتحے کی لئی ہی کبہی نہین آتے
مرے مزار کا کیسا ہے بی اثر تعویذ

ضرور حفظ ہے نامہ کمر سی گرنہ پڑے
گلے کا اپنی بنا اسکو نامہ بر تعویذ

ہوا ہون الفت ابرو ی یار مین بیمار
پلاؤ تیغ کی پانی مین گہول کر تعویذ

یقین ہوا تری ہیکل ہی کہکشان ہی ماہ
چمک رہا ہی ستارے کی طرح ہر تعویذ

وہ جن ہی سر یہ ہماری کہ جسکی دہشت سے
چہپاتی پہرتے ہین عامل ادہر ادہر تعویذ

سیاہی شب غم سی کمال دل کو ہی خوف
کہین پہاڑ کی چوٹی کا ہو قمر تعویذ

وہ ناتوان ہون ہوا زرد باندہ کر ایسا
بسنت کی مجھے دینے لگا خبر تعویذ

نیا جنون ہے کہ مین اوسکو پانو مین باندہون
جو لائی کوئی پئے دفع درد سر تعویذ

شب وصال ہو کیونکر نہ صبح کا دہوکا
کہ اوسکی چوٹی مین ہی کہ کب سحر تعویذ

نہ یہ خیال خدا جانی کیا او نہین شب وصل
سرہانی رکہہ لیئی چوٹی کی کہولکر تعویذ

مریض سمجھی ہین عامل جو ترک می سی مجھے
لکھی ہین خون لطمی سے بیشتر تعویذ

چشم کیا روزن دیوار کا عاشق مبتلا ہو
زلف کیسی کہ تری دل کی ہی زنجیر پسند

رحم کاری کا ہی مشتاق مرا طائر دل
لب معشوق ہی لیسی صید فگن تیر پسند

کر چکا حوت میں نظارہ قاتل تہ تیغ
اے اجل اب نہیں آتی تری تاخیر پسند

رس زلف میں لٹکاؤ دل رمی کو
اسی فتراک کو کرتا ہے یہ نخچیر پسند

عقل کی جا یہ خرابی ہی جو منظور نظر
جز خرابات نہیں ہی کوئی تعمیر پسند

دل کی تسخیر کا معلوم ہے ترسہ جسکو
ہمت کشور کی نہیں ہے اوسی تسخیر پسند

اوسکے دیدار کا مشتاق میں ہتا ہوں اسیر
عرش پر جسکی ملائک کو ہی تصویر پسند

کچھ نہیں پیری میں ہمسایہ تن پر مو سپید
روز خلقت سی ہی شامل ہاں دو امر و سپید

جسطرح پیری میں اکثر ہو گئی ہیں مو سپید
کر مہی رحمت سی یا اللہ دیں وہ سپید

انقلاب دہر فانی سی عجب کیا ہی اگر
صبح کا چہرہ سیہ ہو شام کا گیسو سپید

زینت ظاہر نہیں ہی نور باطن پر دلیل
دل سیہ ہی کیا اگر ہو چہرۂ ہندو سپید

بزم میں جاسی تری رنگ عشرت اڑ گیا
ہی مے گلگوں کا ساغر عوض شیشہ سپید

دید سی مشتاق ہی کر صید ہاں و کن بکس
روتی روتی ہو گئی ہیں دیدۂ آہو سپید

عقل حیران ہے چھپاؤں کس طرح میں راز عشق
منہ کئی دیتا ہی درد سینہ پہلو سپید

گل تری رخسار کی آگی خجالت سی ہی زرد
نرگس شہلا ہی پیش نرگس جادو سپید

واہ ری رنگ تن گلگوں کہ سرخ آئی نظر
پیرہن پہنے اگر وہ شاہد گلرو سپید

زرد ہی منصور جسکی رنگت چہرۂ گلفام سے
چاند میلا ہی تمہارا کاسۂ زانو سپید

یاد ہونی میں جو آئی ہیں تری دنداں صاف
موتیوں سی ہی ہی یا دہ میں مری آنسو سپید

باقی رہا جو بخت سیہ کا یہی اثر
پیری میں بھی مری ہیں نہ بکھی مو سفید

کیا صاف چاندنی کیا آسمان کو
گویا بھرا ہی شیر میاں سمو سفید

ہوتا ہے شب کو چادر مہتاب کا گماں
ای ماہ سیمتن جو پہنتا ہی تو سفید

رستم پہ زال کا ہی گماں سا جہاں کو
ایسا ہی تیری عکس سی ہی جنگجو سفید

کیسی خجل ہوئی ہیں حسین تیری سامنے
ہر مہر وش ہی زرد ہر اک ماہ رو سفید

ساقی کا ہی وہ رعب کہ آئی کبھی جو منہ تک
جہری نمازیوں کی ہوئی قت جو سفید

رخسار یار سرخ ہی یاقوت سی سوا
شاخ بلور سی ہے زیادہ گلا سفید

عصیاں سی نور عالم پیری میں چھا گئے
کیا لطف ہی جو ہو سیہ اور ہو سفید

جیسی سیاہی خط و لب یار کا ہو وصف
طوطی سے ہے زرد و لال دم گفتگو سفید

رخسار یار سی مقابل ہوا ہی قمر
انصاف سے تو دیکھ تو ہی رخ تو سفید

ہو تو ہیلو تم اس چمنستان میں گلرخو
ہو سرخ روی دست تو چشم عدو سفید

کیسی درازی شب تاریک ہجر کیا
پیدا ہوئی نہ صبح ہوتی اپنی مو سفید

دیتی ہیں کوئی ہمکو سرخ منہ جیسے
ان بی مروتوں کا ہی کتنا لہو سفید

آنسو بہا کہ قصر گھر دی خدا اسیر
ہوتا ہے ہمکو روز قیامت جو رو سفید

تن خاکی میں سے ہے یوں روح پابند
حباب آب میں جیسے ہوا بند

تمہارا آنا جو میں منزل پہ پہنچا
ہوا دروازہ تمہارا کسرا بند

دعا ہوتی نہیں مقبول یارب
مگر باب اجابت ہوگیا بند

سے چلے جاتے ہیں روز و شب مسافر
کبھی ہوتے نہیں راہ فنا بند

وقت نزع ہی جان نی پکڑا ایک نی سمت اجل
لوگ بیٹھی رہ گئی بیمار کے بستر کی گرد

آئینہ رویونکو گھیری ہین ہمیشہ روسیاہ
اژدہا بیٹھا ہی گویا فوج اسکندر کی گرد

رخ ہی کعبہ دونون آنکھین یار کی جا ٹھہرا
میفروشون کی دکانین ہین جلو اگی گدر کی گرد

تشنگی کا خوف کیا روز قیامت مین ہمین
سیکڑون ساغر دہری ہین چشمۂ کوثر کی گرد

بام پر تو تیری کوچی مین تماشائی ترے
جسطرح منبر پہ واعظ سامعین منبر کی گرد

جز خرابی سیل آفت سی کہان جائی قیام
پانی پانی ہی حباب آسا ہماری گھر کی گرد

یون بجا فوزا ہین تمہاری انجم ای اہل جہان
شب کو پھرتا ہی طلایہ جسطرح لشکر کی گرد

زلف رخسار صبیح یار پر ہی مار و شیر
خط پشت لب ہجوم مور ہی شکر کی گرد

مین فقط قربان نہین ہون چشم مست یار کی
چرخ مینائی بھی پھرتا ہی اسی ساغر کی گرد

خوف تاریکی سی اندر پاؤن رکھ سکتی نہین
مہر و مہ پھر کر چلی جاتی ہین میری گھر کی گرد

خط نہین نکلا تری عارض پہ ای شمشاد قد
خار ہین بہر حفاظت نخل بار آور کی گرد

سولیان ہین یہ سزای اشکباری کی لیے
ہجر مین پلکین نہین ہین میری چشم تر کی گرد

خط جو لکھی ہین بہت دیوانگان عشق نی
اوڑتی پھرتی ہین کبوتر اس پری کے گھر کی گرد

دیکھ لی تا شکل اپنی چشم عبرت کھول کر
آئینی ہی لگا سنی قبر اسکندر کی گرد

ہر زرہ گردی کر چکی پیری کا عالم ہی اسیر
چلکی اب یثرب مین پھرئی قبر اسکندر سے گرد

زاہد ہو خاک بادہ پرستون مین روسفید
ہی مشکل ابر اسکی بدن مین لہو سفید

جس بوستان مین تیری صباحت کا ذکر ہو
نکلی جو سبزہ بھی تو لب آبجو سفید

ہی طرفہ زرد و رنگی ردولی رقیب بھی
اوسکے حضور سرخ مرے آگی و زرد و سفید

فیض گل مضموں سی ہوا رنگ سخن سرخ

ہو نخل گل کی شاخ کہ آہوی چمن کی شاخ
اردو ہی فارسی میں اچھی کہیں کی شاخ

سم ہو گیا لطافت گلاس ورق میں
ایسی ہوئی ہماری لئی یاسمین کی شاخ

اتنو ہما ہی اوسکی گلستاں تو سہی
سیو ہو جہاں کا چہرہ ہی قامت ہیں کی شاخ

دیکھیں کسکو کسکو کری قتل تیغ
اوس نخل قد میں ساعدی آتیں کی شاخ

مانی کو کھینچی ہی جو مجہ زار کی شبیہ
لی مو قلم کی خامۂ حور عین کی شاخ

یہاں تمام حلق یہ کیونکر ہے ایسی آہ
ہر گھر میں ہو گی طوبی خلد بریں کی شاخ

دست جنوں سے کس کی مروڑا کہ آج تک
ہی سجدہ گہہ ہوی صحرای چین کی شاخ

تحت الثری میں پستی تقدیر سی ہوں دفن
حائل حریم میں ہی گاو زمیں کی شاخ

ملتی ہی مجکو بحر میں تعبیر سیر باغ
ڈرسی لگا رہا ہی یسار و یمین کی شاخ

پیری میں ہی برنگ عصا ایسی دستگیر
نخل ریاض لطف جہاں آفرین کی شاخ

تیری بہ اپنا نخل سخن ہی کہ جسمیں ہیں
مصری کی برگ قند کی گل انگبیں کی شاخ

ہی میرے کلک فکر سی قائم زمین شعر
جیسی زمیں کو تہامی ہی گاو زمیں کی شاخ

صاحب کوئی تو عرض ہماری قبول ہو
ہر بات میں تو آپ نکالیں نہیں کی شاخ

گلشن تو کیا ہے رشک دریا سی اسیر
کٹ کٹ گئی ہی طوبی خلد بریں کی شاخ

ردیف دال مہملہ

یہ تل شانی ہیں کہوں اس ترک غازی کی گرد
جسطرح اہل زیارت ہوی پیغمبر کی گرد

ہمرای کشتہ قتل ہو کر سقدر مضموں میں پھرا
روح پھرتی ہی کبھی قاتل کبھی خنجر کی گرد

تعریف قلم نے جو لکھی خط زر کی
قرطاس ہوا رقعۂ شادی سی سراسر سرخ

خجلت سی بھی سخت تھا مست سی حیثون نہین
کاٹو تو لہو بھی کرتا نہین جون کف پا سرسرخ

اسکو بھی ہی شاید کہ غم شمشیر و سپہر
ظاہر مین جو ہی سبز تو باطن مین حنا سرخ

سب کہتی ہین ہی جلوہ نما ماہ شفق مین
پوشاک پہنا ہے جو وہ ماہ تھا سرخ

سمجھا ہے مگر گشتۂ الفت مجھی کاتب
شنگرف سے لکھا ہی تخلص جو مرا سرخ

سر تا بقدم ہے وہ بت رشک چمن سرخ
لب سرخ ہین رخ سرخ دہن سرخ بدن سرخ

جو سیب ہے کچھ زرد ہی کچھ سرخ ہی لیکن
بالکل نظر آتا ہے ترا سیب ذقن سرخ

دین پان جو وہ غیر کو کیا اسمین تکلف
تصویر گلی کا ہی بناتی ہین دہن سرخ

مرقد مین رولاتی ہی جو خون یاد لب یار
مانند رگ لعل ہی ہر تار کفن سرخ

گیسو کے تلے یون نظر آتا ہی وہ چہرہ
جسطرح کہ ہو سانپ سیہ سانپکا من سرخ

سمجھو مری خون سی اوس تیغ کو رنگین
پہنی ہوئی پوشاک ہی گویا یہ دلہن سرخ

بیمار تری آنکھون کا تنہا نہین انسان
آشوب سی کیا ہی دیدۂ آہوی ختن سرخ

قاتل نے جو چہری پہ مرا خون ملا ہے
ہی طوطی خط لال کہ جسکے ہمہ تن سرخ

مشاطہ گلوری کی نہین کچھ اوہنہین حاجت
گفتار یہ رنگین ہی کہ کرتی ہی دہن سرخ

کیا پان کی سرخی سی ہی لون انتو کا عالم
ہین دانۂ مرجان کیطرح در عدن سرخ

کرتی ہی جدا مجھسی سیہ بخت کو قسمت
شادی سے نہ کیونکہ ہو رخ اہل وطن سرخ

خون تن بسمل نے کہلائی ہین عجب گل
قاتل سے تری تیغ مین سرکا چمن سرخ

تعریف اسیر اوس لب رنگین کی جو لکہی

شکر کی جا ہی کہ بدلا اختر طالع کا رنگ
نور کچھ دینی لگا رہ رہ کی جگنو کیطرح

فکر سی سنجیدگی پیدا کری اوسکا سخن
سو کہہ کر کانٹا ہو چوب ترازو کیطرح

غصہ اوس ترک جفاجو کا اوترتا ہی نہیں
دائمی چین جبین ہی چین گیسو کیطرح

درہم و دینار ناحق جمع کرتی ہین بخیل
گور مین دینگی یہ ایذا سانپ بچھو کیطرح

حسن دی یار دریا مین جو ہو پیر تو ڈگن
ہون حباب موج قاتل چشم و ابرو کیطرح

اسقدر بھی گریہ ای جوش جنون اچھا نہین
ڈہیلی آنکھونکی بہی جائین نہ آنسو کیطرح

عیب سمجھین صاحب جوہر نہ کیون تقلید کو
تیغ ناقص ہی جو ہو بال و سمین ابرو کیطرح

ہم سیہ بختونکی دل ٹوٹین تو ہو امید وصل
ہی شکست اپنی نشان فتح گیسو کیطرح

بیش و کم جتنی ہی مقدار سخن کہلجائیگی
تول لیگی طبع سنجیدہ ترازو کیطرح

کیون نہ پہلو مین تمنی پالا دل سی دشمن کو اسیر
پہونک دیگا یہ بدن کو داغ پہلو کیطرح

شاہد جی آلی ہیٹھی شوق سی تل کیطرح
دیدۂ مجنون مین بہی بیدردی ہی محمل کیطرح

ہو وہ مجنون نالہ کش عشق بتان مین دل کی طرح
غل مچاتی ہین رگین تنگی سلاسل کیطرح

مین تڑپتا ہون سحر سی اپکو رحم آتا نہین
سخت روز ہجر ہی جلاد کی دل کیطرح

باغمین آتی خزان رخصت ہوئی فصل بہار
باغبان بیٹھا ہی گھر معزول عامل کیطرح

ٹھہرنا کیا ہوش و حواس اپنی کہ پیری کی سحر
کوچ کا پیغام لائی صبح منزل کیطرح

جیسے پہلو سی ہمارا اوٹھ گیا وہ جانجہان
دل تو کیا ہر عضو تن مین ہی تپ دل کیطرح

تیری چہلو سی یہ ای رشک چمن گل کہا ہین
حلقہ حلقہ ہی بدن اپنا سلاسل کیطرح

بستی قسمت سی اس وادی مین عریان ہر دل عزیز
ڈہونڈتی ہین مجکو ہر قریہ منزل کیطرح

طبل و آمان علم طنطنۂ طبل و ظفر
رفعت تخت و سر افرازی افسر ہمہ ہیچ

رخت زرین و کمر بند مرصع ہمہ پوچ
مسند بوقلمون فرش مشجر ہمہ ہیچ

زینت خانہ و رنگینی سقف و در و بام
نرمی بالش و آرایش بستر ہمہ ہیچ

حرص دولت طلب جاہ سر قدر بلند
فکر دنیا غم روزی طمع زر ہمہ ہیچ

جملہ افراد برنگ خط باطل باطل
مفتی و ناظر و سر دفتر و دفتر ہمہ ہیچ

جوہر خنجر و شمشیر ہژبران ہمہ لغو
قوت بازو مردان دلاور ہمہ ہیچ

جق جق اہل خبر بق بق ارباب سیر
مستی صاحب زر کبر تونگر ہمہ ہیچ

صنعت خامہ نقاش و دم تیشۂ فکر
نقش ارژنگ و صنم خانۂ آزر ہمہ ہیچ

دامن ساقی و دست طلب بادہ کشان
حلقۂ انجمن و گردش ساغر ہمہ ہیچ

خلوت آئینہ و پرتو رخسار حسین
صحبت شانہ و گیسوی معنبر ہمہ ہیچ

چشم نرگس دہن غنچہ زبان سوسن
چہرۂ گل قد رعنای صنوبر ہمہ ہیچ

یاری یار عبث دوستی دوست غلط
لقب جان من و جان برادر ہمہ ہیچ

جتنی اوضاع زمانہ ہین وہ باطل ہین اسیر
جز طلبگاری اللہ و پیمبر ہمہ ہیچ

ردیف حای حطی

تیرہ بختی اپنی زائل ہو یقین ہی شام صبح
کرتی ہی ہر شب کو آخر گردش ایام صبح

عالم پیری میں اے دل چرخ کا شکوہ نکر
ہی بخیل اسکا نہین لینا مناسب نام صبح

ہون مین وہ می کش کہ بہر نذر میری روبرو
جام سیمین شام لاتی ہی طلائی جام صبح

چاہتی پیری مین عزلت نوجوانی ہو چکی
رات کی جاگی ہین ہم اٹھو کرین آرام صبح

چاہتی ہی مرغ عیش اہل دنیا ہو شکار
خاک پر تار شعاعی کا بچھا کر دام صبح

بیمار ہوں میں سست حالی کی عشق میں
بیماری فراق انکا کس کو خوف ہے

ہی درد دل کا ردعمرگ تھا علاج
آیا مسیح ہوگئی صحت ہوا علاج

آزار مفلسی ہے اگر غم نہما اسیر
ہر درد کی جہاں میں ہے مشکل کتنا علاج

ردیف جیم فارسی

سیو چہ اوس زلف میں ہیں کتقدر پیچ
یہ قصہ ہے نہایت پیچ در پیچ

گرا مکتوب رستی میں جو تجھ سے
مری تقدیر کا اسے نامہ بر پیچ

ملا فرہاد کو خلعت یس مرک
ہوا دامان رخسم تیشہ سر پیچ

نہ کیونکر عمر کا رشتہ ہو کوتاہ
اوٹھایا کرتے ہیں ہم پیچ بر پیچ

کری کیونکر نہ رستے تل کی گو سے
کہ پیچک ہے تری گیسو کا ہر پیچ

ملائیں الفت گیسو میں ہتھیلین
پڑی سر پر ہمارے پیچ در پیچ

تری بدلو نے کیا سنبل کو نسبت
نہ ایسی چشم نہ اوسمیں کتقدر پیچ

جو پہنچی آتش عارض کی گرمی
کرے کیونکر نہ وہ موئے کمر پیچ

اوڑائی ہے اگرچہ ٹی سی تکل
لڑاؤ ہے کو سے مختصر پیچ

مسون گرسی ہیں کم تا سے شہر
کہ سر پر سایہ ہے پگڑیگا ہر پیچ

اسیر اوٹھتی نہیں دریا میں موجین
زبانی کی یہ آتے ہیں نظر پیچ

کثرت مال و منال و زر گوہر ہمہ ہیچ
ذکر اورنگ سلیمان و حشم اعلامون

وسعت کشور و جمعیت لشکر ہمہ ہیچ
قصۂ جام جم و سد سکندر ہمہ ہیچ

دیکھ کر بازو تمہارے وقت غسل
مچھلیوں میں چل گئی شمشیر موج

ناتواں وہ ہوں نہ ہرگز ہل سکوں
ہو جو میرے پاؤں میں زنجیر موج

بحر میں ٹپکے جو میرا اشک گرم
بول اٹھی اف اف لب تقریر موج

صفحۂ دریا ہے یا اس سیم تن
چین پیشانی ہے یا تصویر موج

عکس کس مہ رو کا دریا میں پڑا
کہکشاں ہے اس کی ہی تنویر موج

دیکھتے ہیں رقص انکو وہ پانی میں آج
کیوں نہ سمجھے اختر تقدیر موج

تشنہ لب وہ ہوں جو آئی مجھ تلک
چشمۂ مرجاں ہوا دامنگیر موج

اشک کے دریا میں رہتا ہوں رواں
ہے مری تقدیر بھی تقدیر موج

سب ہیں دیوانی تری اے بحر حسن
پانی دریا میں بھی ہے زنجیر موج

ضعف سے ہی بے صدا ہے اسیر سخن
جیسی جنبش میں لب تقریر موج

جب گئے سب یار دریا پر اسیر
سینے [illegible] تصویر موج

ہے اجر وصل ہجر کا انکو کمال رنج
ہر شخص کا جہاں میں ہے [illegible] رنج

آتی ہیں وہ مگر رخ روشن پہ ہے نقاب
دیگا فراق سے بھی زیادہ وصال رنج

دی بوسہ اپنی بوالہوسی رخسار کا کبھی
کانٹے کی طرح دل میں ہے اسکا خیال رنج

اوس نوبہار گلشن خوبی سے ہوں جدا
کیونکر نہ دے بہار مجھے اب کی سال رنج

روز وصال ذکر جب آئی عدو کا کیا
دیتی ہیں تیری رنج کی باتیں کمال رنج

بوسہ کبھی کرے جو طلب منہ نہ موڑ لی
دیتا ہے ہر فقیر کو وقت سوال رنج

شاید کبھی ہوا تری ابرو سی سامنا
کاہیدہ ہو گیا جو اٹھا کر ہلال رنج

ردیف جیم تازی

مر گئی پر مجھ سی ہی یہ چرخ کجرفتار کج
ہی یقیں اوٹھی گی میری خاک سی دیوار کج

دیکھ ظاہر سی صدر کجہ اہل باطن کو سہی
کیا ہوا محراب مسجد ہو اگر طیار کج

کیا کہوں اسکے کسقدر اوس کی طبیعت میں کجے
زلف کج دستار کج رفتار کج گفتار کج

کج ادائے یار مین ہی کجروی اغیار میں
ہیں عجب طالع ہماری یار کے اغیار کج

غیر ممکن ہی کہ جائی طمع دنیا سی کجے
ہی ہم سنگ کی طرح ہر وقت یہ مردار کج

راست ہوں یا کج ہوں باطن جدا ایسی ہی
یہی سیدھا ہی قاتل جو نقصان تلوار کج

زلف قد یار کی تعریف میں لکھتا ہوں شعر
راست مضموں ہیں کہی دو چار لو دو چار کج

جو نہ ڈالی کجی کی اوسپہ سایا ہی عدا
جرم ہی معمار کا مسجد جو ہو طیار کج

ہی درستی کلک معنی آفریں کی آسکار
کیا شکستہ طرہ ہی کیا گیسوئی خمدار کج

پختہ کار دیکو تواضع اس چمن میں کر گئے
دیکھ لو یارو تم سی تاج سر اتار کج

نیک ہی کجی بساط دہر میں کوئی ہے
رخ کی سیدھی چال ہی فرزیں کے ہی رفتار کج

اپنی بیگانے کی ہی رکھتی نہیں ہرگز خبر
ہیں جو موذی ہر جگہ چلتی ہیں مثل مار کج

عیب ہی اہل صفا کا کجہ مہر سی کم ہیں
کیا ہوا دریا میں ہو کچی جو ہی منقار کج

ہی دلیل حسن ظاہر سر میں رکھتی ہیں غرور
فہم رس سی ہی کہیں مردوں کی ہی دستار کج

راستی یاروں سے کبھی سیدھا نہیں چلتا ہے تو
چال تیری ہی بہت اے چرخ کجرفتار کج

مردم دنیا جو کجرو ہیں تعجب کیا اسیر
مستقر کاتس میں آتی ہیں نظر اشجار کج

ہی لیسمہ اوس طفل کو تحریر موج
کتنا روشن ہے خط تقدیر موج

اب نہ وہ یار نہ وہ دل ہی ہمارا قاصد — خط کی آنی پہ ہی مکتوب کی تحریر عبث

شوق کہتا ہی بغل مین رہے نقشہ اسکا — ہی تصویر کا تقاضا کہ ہی تصویر عبث

تن لاغر ہی نہان کون نشانہ ہوگا — ہر طرف ڈھونڈتی پھرتی ہین کسی تیر عبث

کون مرتا نہین اے قاتل عالم تجھپر — تو نی باندھی ہی پی قتل یہ شمشیر عبث

کون سنتا ہے دل زار کی فریاد اسیر
مشعلین پھونکتی ہین نالہ شبگیر عبث

اشک افشان غم احباب مین ہونا ہی عبث — پہلی منزل پہ جو پہنچی وہ نہین رونا ہی عبث

اہل غفلت سی یہ کہدو کہ ہوئی بال سفید — کوچ کی صبح نمایان ہوئی سونا ہی عبث

چند روزہ ہی یہان جانہ تن کا ہی ثبات — زر خریدار ہی املاک مین کھونا ہی عبث

تیری دیدار کی کافر ہو جو رکھی امید — میری نزدیک قیامت کا بھی ہونا ہی عبث

دولت وصل ملی کی نہ دلائی قسمت — سلطنت کی لیے محتاج کا رونا ہی عبث

ظلمت بخت نہ جائیگی کبھی رونی سے — کہ سیاہی کا پر زاغ سے دھونا ہی عبث

کوئی نعمت نہین بس خوان جہان مین بیکار — ذایقہ ہو تو نہ میٹھا نہ سلونا ہی عبث

زیر سر ہاتھ ہی بالش کی نہین کچھ حاجت — بستر خاک اگر ہی تو بچھونا ہی عبث

سر کٹی کا مری قاصد کا وہان جانی کی ضرور — کاٹنا ہی کام مقراض سی سینا ہی عبث

ہین جو بد اصل نصیحت سی وہ نہین کیا جا — ہی جہان شور زمین تخم کا بونا ہی عبث

دامن غیر سے پوچھو نہ پسینا رخ کا — عرق شرم مین عاشق کا ڈبونا ہی عبث

دشت بیدانہ دکھایا ہمین قسمت نی اسیر
بھوک کی تاب نہین ہاتہ مین سونا ہی عبث

لب سی کیوں نہ صدا آہ کی نکلے
کہ چور چور دل ہے فشار کی باعث

شتاب میں ہی عجب وہی یار کی رونق
ہمیں عرق بس ہوا ہے بہار کی باعث

ہماری آہ سی کیوں گل خوں کی ہی پیرہن
کہ پھول کھاتے ہیں باد بہار کی باعث

عجب ہی یار کی کھولا ہی لٹ کا جوڑا
جو اس کم ہیں یہاں انتشار کی باعث

جہاں میں کرتی ہے صاف آئینہ کو خاکستر
نمود آپکی ہے خاکسار کی باعث

دل و دیم نبی جیبی کلید قلعۂ خیبر
یہ جنگ سر ہوئی اس ذوالفقار کی باعث

شب وصال نہ ہم بات کر سکی اوسے
وفور گریۂ بے اختیار کی باعث

ہماری کشت تمنا ہری ہوئی آخر
سحاب رحمت پروردگار کی باعث

کمال ہی طالع سی تنگ دلوں میں اسیر
جگر میں رخنے ہیں اس یار عیار کی باعث

ولہ

دست عاجل میں ہی یوں خامہ تحریر عبث
جس طرح قصہ نامرد میں شمشیر عبث

آہ سوزاں مری فولاد کو کر دیتی ہے موم
کہہ دو حداد سی پہناتے ہو زنجیر عبث

آگ کو جیسیں ڈھونڈی دی دلیلی چھوڑا
قیس کو ہم نے دکھائی تری تصویر عبث

کر چکی مرحلہ ہستی فانی ہم طے
ملک الموت سی کہہ دو کہ ہے تاخیر عبث

دہن یار کا عقدہ نہ کھلے کا ہرگز
گفتگو اس میں ہی بے فائدہ تقریر عبث

ضعف سی ہل نہیں سکتا ہی ترا دیوانہ
طوق گردن میں عبث پاؤں میں زنجیر عبث

نہ ہو جائیگا اک اشک ندامت سی سپید
میری اعمال ملک کرتی ہیں تحریر عبث

جان عیسی کی نہیں کشتہ وقت ہوں میں
نہ کھلاؤ نہ کھلاؤ مجھے اکسیر عبث

اس مرقع میں کہاں سامع اصوات کوئی
نہیں خاموش لب مردم تصویر عبث

کوں ایسا ہی جو حل تری وحشی کی
کوئی سنتا نہیں حل کرتی ہی تحریر عبث

وای لی وسیہ بختی گندم رو یہان کہائی بہت
کرگئی دم ایک دانہ نوشش پچہتائی بہت

چشم مجرم سی گواہی چاہتی ہین اشک شرم
کہہ دیا مالک سی کہ دوزخ کو نہ بہڑکائی بہت

حرص جو حد سی زیادہ ہی وُہی پیغام مرگ
زہر ہو انسان کو حلوا بہی اگر کہائی بہت

کشتۂ تیغ تغافل ہون ہین کہولون گا نہ آنکہہ
شور محشر اکی تربت پہ نہ چلائی بہت

ایک نالی کی بہی رخصت جب نہ دی صیاد نی
زمزمی اپنی ہمین گلشن مین یاد آئی بہت

ہون وہ سرگشتہ بنائی جب مری مٹی سی ظرف
کاسہ گر بہی چاک کی مانند چکرائی بہت

خار اگر اوگا ن کی تیون نی تیون کو دفنی
پہول بہی وسکی کرن پہ ہو لہو سی پیائی بہت

کب شب گیسوی مشکین کی سیاہی کم ہوئی
تیری افشان نی ستاری گو کہ چمکائی بہت

واہ ری فیض سبکروحی رہا محفوظ مین
ہاتہ کاٹون نی مری آس پہ ؤہ گڑ کائی بہت

جا نکر باطل نہ آئی ہم فریب دہر مین
صورت ساحر تماشی سُنی کہلائی بہت

کچہ پڑی امید ہمکو بہی دل صدچاک سی
بال جب الجہی ہوئی شانی نی سلجہائی بہت

کی وفا باران رحمت کی جو وحشت مین اسیر
کو دکون نی ہر طرف سی سنگ برسائی بہت

ردیف ثای مثلثہ

ہوا وصال دل بیقرار کی باعث
دعا قبول ہوئی اضطرار کی باعث

حجاب بروی جانان ہی یہ کلفت دل
ہلال سہمنی نہ دیکہا غبار کی باعث

پس فنا بہی نہین ہی مجہی مزار مین چین
تڑپ رہا ہون دل بیقرار کی باعث

گیا نہ دہشت گیسو سی لوس گلچین کو ٹی
یہ راہ بند رہی خوف مار کی باعث

سپید ہوئی سیہ اپنی ہو گئی کیا جلد
دو رنگی چمن روزگار کی باعث

سلاسل زلف ہو کر کوں سینے
اسیر او ٹھتی ہیں ہنسی کر لٹی بات

کچھ تو دیکھی تری ابرو سی طرح کی صورت
بن گیا تیغ سے جو ماہ سپہر کی صورت

رکتا ہیں اشک تو پیدا ہو شرر کی صورت
دیدۂ تر میں ہی ناسور جگر کی صورت

دل پریشان ہی مرا اوسکی پریشاں گیسو
شکل جو کچھ ہی ادھر کی وہ ادھر کی صورت

قمر تھی صبح شب وصل ہوا دامنکی
دل سما کر وہ گئی شمع سحر کی صورت

جامی کیا صبح کا کھٹکا کسی ساعت شب وصل
چاہ گلیں یار کی بجتی ہیں گجر کی صورت

وحشت دل نی دکھایا ہی وہ صحرا ہمکو
سیکڑوں کوس نہین جسمیں بستر کی صورت

وست ملماں کا یہ ہی تیغ ق جو قاصد ملے
نامہ جو داوڑ کی پہنچ جاتی خبر کی صورت

ظلمت گور میں دیکھا جو کفن سمجھے ہم
اب دکھائی شب وقت نی سحر کی صورت

رنگ جو مرا دل سینی سی باہر ہی ملا
کبھی دیکھی نہ اس آئینہ نی گھر کی صورت

زر کو پوشیدہ کرین چاہتا حست سی بخیل
عیب خست نہ چھپیگا کبھی زر کی صورت

موت سی کہتا ہی آگاہ فنا کو فلک
روز دکھلاتا ہی کافور سحر کی صورت

کبھی عدم کا سمجھی وہ اعادہ سے محال
جسکو آجاتی نظر اوسکی کمر کی صورت

خلق جسمیں کہ ہوا اوسکو میسر کیا ہی
یوں تو ہی گھاس ہی جنگل میں بشر کی صورت

ہو نہ دشمن یہ جو تعمیر ہی تب ہجر عدا
گور کا وہ سینہ ہو مری گھر کی صورت

ہوا ہو شاعر کہ نہیں کچھ بھی بروائے سخن
کعبۂ بیت ہی اللہ کی گھر کی صورت

شعر کیوں ایسی پسند آئیں نہ شاعر کو اسیر
کس کو مرغوب نہیں ایسی ہنر کی صورت

کی شام ہمنی صورت بسمل تڑپ کی صبح
درد جگر ذرا نہوا کم تمام رات

جیسی بہشت کوچۂ جاناں سی ہین جدا
گرتی ہین اوٹھہ کی ہم قدم قدم تمام رات

کسکا خیال ہی یہ الہی کہ مثل چشم
رہتا ہی گہر مین نور کا عالم تمام رات

گہر ہجر مین جو تعزیہ خانی سی کم نہین
پڑھ پڑھ کی نوحہ کرتی ہین ماتم تمام رات

اوس گلبدن کی عشق مین رونہ کیون آسی
ہی مجکو رشک طالع شبنم تمام رات

اوٹھاؤن سخت کسکی ہر کہڑی بات
کہ تہرسے مری حق مین کڑی بات

دہان یار سی غنچے کو دعوے
مثل سچ ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات

سنا جب اوسکو گل غیرون نی بہیجی
تو کانٹی کیطرح دل مین گڑی بات

کہون کس منہ سی ان باتونکی گرمی
بتاسا سا دہن ہی پہلجھڑی بات

کہا جب ختم بھی ہوگی شب ہجر
قضا بولی یہ ہی کتنی بڑی بات

جمی رنگین بیانی کا جو لا کہا
نکالی اور سبی کی دہڑی بات

فرشتی ہم سخن ہین نزع کی وقت
کری کوئی نہ ہمسی اس گہڑی بات

بیان گریہ کرتا ہون اگر مین
تو بن جاتی ہی ساون کی جہڑی بات

پری رو ہے یہ کیا زنجیر کا منہ
کری جو تیری وحشی سی کڑی بات

کہو تو کوہ کاٹون مثل فرہاد
مری آگی یہ ہی کتنی بڑی بات

مسلسل ہین عجب اوصاف باتین
کہان پاتی یہ موتی کی لڑی بات

سنا جو کچھ وہ ہمنی یاد رکھا
گڑی دل مین جو کانون مین پڑی بات

سر واعظ نہ بی دستار دیکھا
حقیقت مین بڑون کی ہی بڑی بات

ردیف تای مثناۃ فوقانی

دم بھر فراق دوست ہی پھر وصال دوست ہستی مری حباب ہی دریا جمال دوست

آنکھونکو بند کر گیا ہی یہان تک خیال دوست دشمن پہ کی نظر تو ہوا احتمال دوست

آباد ہی وہی جو ہی برباد راہ عشق سرسبز ہی وہی کہ جو ہی پائمال دوست

خنجر سی کیا ہی سوا مجھی ایک ایک موی تن گولی سی کم نہین مجھی اک ایک خال دوست

سیر چمن کو چشم ادا فہم چاہیی ہی ہر نقاب گل مین عروس جمال دوست

خط کی نمود ہو کہ نہو روی صاف پر ہم جانتی ہین ایکسے وال و کمال دوست

جبسی کہ ہم سفر مین ہین مجھپہ مہربان ہین وہ آتی ہین نامہای علی الاتصال دوست

تسکین دل نہ خط سی ہوئی جب نامہ بر امید کر بیان زبانی بھی حال دوست

لی لی وہ نقد جان مجھی فراغت نصیب ہی مدت سی میری پاس امانت ہی مال دوست

آزردگی نہین دل دشمن کی بھی پسند کسطرح ہمکو ہوگا گوارا ملال دوست

ترغیب کیا بہشت کی دیتی ہو واعظو مشتاق کب ہی حور کا محو جمال دوست

ایسا رفیق کوئی ہی آفاق مین کہان ہمسے کبھی جدا نہین ہوتا خیال دوست

آئی نہ تاب حضرت موسی کو غش ہوگئے آسان نہین نظارۂ برق جمال دوست

جانی لگا ہی کہ نکلنی لگا ہے خط ہونی لگی ہی کچھ تو امید وصال دوست

عاشق کو قتل کر کی ندامت کہان تلک عالم ڈبو چکا عرق انفعال دوست

آیا جو وقت نزع فرشتہ مجھی نظر سمجھا کہ ہی یہ قاصد فرخندہ فال دوست

واعظ ہی ہمکو دوزخ و جنت سی کام کیا دوزخ فراق یار ہی جنت وصال دوست

کلید نظارہ رشک سی یہ چاہتا ہی دل دشمن کی خواب مین بھی نہ آئی خیال دوست

ولہ

بوی گل دینی لگی گلہای داغ عندلیب
کیا ہلی گا باغبان کے اپنے باغ عندلیب

حسن سے بڑھکر ترقی دی خدائی عشق کو
برگ گل وہ تھی نہیں جتنی ہی پر داغ عندلیب

ایکدم مین نالے لہائی گرم کرتا ہون ہزار
سامنے میرے جلی کیونکر چراغ عندلیب

اوسکی مستی سے نہ کیونکر میری مستی ہو سوا
جام میرا روے گلگون گل ایاغ عندلیب

تیرے آگے وصف گل کرنیسے آجاتا ہے خشم
سرخ کر دیتا ہے ہمکو سبز باغ عندلیب

وہ تمہی پہچو نمین ہردم ہے تیرے کو جسکی گرد
ہے پتا گل کا نہ گلشن مین سراغ عندلیب

تو وہ گل ہے سونگھ لی جب تیرے پیراہن کی بو
نکہت گل سے پریشان ہو دماغ عندلیب

عاشقونکا ضعف معشوقونکو ہے چہرہ پر
ہے شراب جام گل خون دماغ عندلیب

ساری عالم مین کہلا گل اتنی آئی فصل بہار
خانہ صیاد بہی ہو جای باغ عندلیب

قدر عاشق جانتی ہین ہم کہ ہین عاشق مزاج
باغبان گل سے نہ اچہا ہمکو داغ عندلیب

شاخ گلبن جو ٹہنی ہے مسیح وقت ہے
کیون نہ ہے سرخ جام پر دماغ عندلیب

گل کتر کر لی گئی گا عندلیب کا گلشن مین اسیر
تہا یہی مرہم خزان مین ہر داغ عندلیب

نہین دیتے اگر ہمکو شفا لب
کہو پہر کس مرض کی ہین دوا لب

سنین باتین تو ہون مردے بہی زندہ
مسیحا ہین تری معجز نما لب

غم عشق اپنا میخانہ ہے ساقی
مے خون سے ہے جام دل لبالب

وہ محزون ہون جو دیکہون زعفران زار
ہنسی سے ہو نہ میری آشنا لب

پلاتی ہین تمہاری خال افیون
شکر پارون کا دیتے ہین مزا لب

کہتی ہین کسکو اس جہان قتل گاہ ہی
آثار ہی روز کھینچتی صدمہا ہر آفتاب

سرگشتہ پھر رہا ہے فلک پر عبث اسیر
باندھی حریم یار کا احرام آفتاب

قالب سے روح جب ہوئی دور ازل سے قریب
کب دور تھی ہین تو کھڑی تھی اجل قریب

ہی بعد مرگ کون کسی کا کہ زیر خاک
مدفون ہوئی عزیز نہ میری بغل قریب

منظور فاتحہ ہے اگر تمکو گاہ گاہ
گاڑو ہماری لاش کو زیر محل قریب

کہتا ہی رعب حسن نہ آگی بڑھی قدم
ہی شوق وصل کا یہ ارادہ کہ چل قریب

آتی ہی کان مین یہ لب گور سی صدا
ہشیار غافلو کہ بہت ہی اجل قریب

اے موت لی خبر کہ یہ ہی مفلسی کو فکر
دین تالیان عزیز بجا کین بغل قریب

کیونکر مین دوربین نکرون ہین صبا فکو
مضمون ہین دور کی دم فکر غزل قریب

حیران ہون دیکھکر رخ جانان پہ تل سیاہ
ہی منزل قمر سی مقام زحل قریب

اے شاخ ہاتھ اوٹھا جو ہمارا تو لطف کیا
اتنا تو جھک کہ ہوین لب دندان پہ پھل قریب

اتنا ہی دور کنج قناعت سی ہی گدا
جتنا کہ اس سی ہی در اہل دول قریب

ہین جس مکان مین ساری جہان ہر جمع
ہم بھی تو جا رہی ہین وہین آجکل قریب

محفل مین بیٹھنی نہین دیتی وہ ہمکو پاس
جبتک کہ بھر کی رکھہ نہین لیتی بغل قریب

آتا صدا ہی تیشہ فرہاد سے نہ جواب
شیرین کا بیستون سے جو ہوتا محل قریب

کیونکر نصیب ہوتا ہے دیدار دیکھیے
ہی دور ہمسی کوچۂ جانان اجل قریب

دریا ہین اپنی رونی سی بحرین عرق و خشک
کامل ہزج طویل مشاکل رمل قریب

جب چاہین دیکھہ آئین حسینوکو جاکی ہم
اپنی مکان سی ہی فرنگی محل قریب

جی اب لگا جینے لگا آنکھوں میں اندھیرا چھایا
جب تصور ترا ای گیسوی شب گون باندھا

سامری کی نہ چلی نرگس جادو کی حضور
ہر فسون گر کا نری سحر کی افسون باندھا

بال کو دی کمر یار سے تشبیہ اسیر
خوب باریک مری فکر نی مضمون باندھا

ردیف بای موحدہ

جنت میں جا خرید کسی عمر رسی شراب
ساقی بہاری واسطے لا دور سی شراب

حاصل ہی نزع میں ہی مجھی لطف میکشی
کھچتی ہی جان تن سی کہ انگور سی شراب

تعریف چشم مست سے ہم مست ہو گئے
حاصل ہوئی شراب کی تذکور سی شراب

دی یا پلی نہ مجھکو بعد مری سبکو ساقیا
تقسیم ہو تو بزم میں دستور سی شراب

وہ مست ہوں کہ ہوگا جو میرا گذر وہاں
فردوس میں ملی گی کف حور سی شراب

کرتی ہی مناف دل کو جلا دیتی ہی جگر
یارب بنی ہی نار سی یا نور سی شراب

زخمی ہوں خنجر نگہ مست یار کا
کھینچیں گے میری زخم کی انگور سی شراب

وہ عیش ایکجا نہیں ہوسکتی کبھی بہم
رہتی ہی دور کاسۂ طنبور سی شراب

توڑا ہماری سر پہ سبو ہو کی بد دماغ
مانگی کبھی جو ساقی مغرور سی شراب

ظاہر قبا سے ہوگی ترے سرخی بدن
کیا چھپ سکی گی شیشۂ بلور سی شراب

دل مست ہی تصور روی صبیح سے
ملتی آتی ہمکو چشمۂ کافور سی شراب

کیا پاؤں بوسۂ لب میگون بغیر زر
ایسی تو ہاتھ آتی ہے مقدور سی شراب

ہاں نشہ دیکھ کر جو تری چشم مست کو
گر جاتی کیوں نہ دیدۂ مخمور سی شراب

نکلی ہی سبکا ہم ایک ہی میخانہ و بہشت
نزدیک سی ملی کہ مجھے دور سی شراب

ہشیار اسیر آنکہہ ہی تجکو جو عشق مین
غافل ہی رہ وہی سی جو کچھ اسکا بہانا

عجب طرح کا یہ آیا ہے وقت تنگی کا
کہ رن کو قصد ہی تو ہر سی نہ جنگی کا

بروج تو میں ہیں یا سحر ہیں توپ کی گولی
فلک نہ کیوں یہ گمان ہو ہمار جنگی کا

یہ کرگئی ہی سرایت دل میں الفت رب
کہ پیچ ہی مری رگ رگ میں موئی بنگی کا

سرشس ہو اگر کوئی صورت کہ مٹ گیا مرا رنگ
سبب کچھ اور نہیں ہی شکستہ رنگی کا

گروہ ہر اگر کماہ اور سکی پرورش ہی وجہ
نہ بند زلف شراب کا ہی نہ سنگی کا

صدر ہا اوسکی سواری میں وزرا تیمور
شکستہ پا کو ہوتا جو عذر لنگی کا

کسی کو حکم خدا و رسول یاد نہین
زبان پہ خلق کی قانون ہی فرنگی کا

ولہ

شعر کہی ہیں جیسا ل رخ گلگوں باندھا
آج کیا فکر سے گلدستہ مضمون باندھا

او رشید سوچی کمر لیلی سے
موشگافی جو ہمت کی تن مجنوں باندھا

دیکھہ لیسا جو کسی روز کیا قصد شکار
پہلی فتراک میں جنی سر گردون باندھا

سامنے اوس قد موزوں کی یہ ناموزوں ہے
کیا خطا فکر کی مصرع کو موزوں باندھا

کھل گئیں نوح کی آنکھیں وہ اٹھایا طوفان
تار دستے کا جو ہمنی لب جیحون باندھا

اشک گلرنگ سا تیری ہو کی لالہ عذار ونمیں حیا
رنگ تو لی عجب اس دیدہ پر خون باندھا

خاک کو لوحہ اوٹھا سکی کہاں طاقت تھی
کس لیے پشت پہ گیسو تہ دوش باندھا

طرفہ ہنگامہ میں دم فکر سخن مستی میں
لالہ عارض کو کہا حال کو افیون باندھا

ہم غریبوں کا وہی پار کرے گا بیڑا
جس نے دریائی جہان بر پل گردون باندھا

ابتک نہ کوئی یار سے لایا جواب خط — یارب تباہ ہو کے کبوتر کہان گیا

آیا جو وقت نزع کسی لف کا خیال — ہستی سی نیستی کو مین شب درمیان گیا

حاصل ہوا نہ خاک اوسی مانند گردباد — سرکش اگر زمین سی تا آسمان گیا

پیری مین بہی خیال حسینون کا ہی وہی — اچھا ہوا جو زخم نہ اوسکا نشان گیا

کعبہ کو جاتی جاتی سوی دیر پہر پہرا — تہا قصد کسطرف کا بہک کر کہان گیا

پہیکے تہی محض موعظ منبر نشین کی وعظ — دہوکا ہوا سمجہ کے مین اونچی دکان گیا

جوہر دکہائی صبر کی ہمت نہ زیر تیغ — قاتل کی دل سی حوصلہ امتحان گیا

پیری مین اب تو آہ کی طاقت نہین رہی — وہ ولولہ وہ جوش جوانی کہان گیا

کہائی ہما نی کچہ سگ جانان نی کچہ اسیر
صد شکر رایگان نہ کوئی استخوان گیا

ہم فقیرون پہ اگر فضل الہی ہوگا — بوریا زیر قدم مسند شاہی ہوگا

دل مرا دیر کو یا کعبہ کو راہی ہوگا — وہی ہونا ہے جو منظور الہی ہوگا

اوسکو بہیجا تہا خط شوق نہ سمجہی تہی یہ ہم — کہ کبوتر بہی گرفتار تباہی ہوگا

کیا ہوا تا منزل جو گئی تیز قدم — ہم بہی پہنچین گی اگر فضل الہی ہوگا

دوست اعضای بدن کو بہی نہ سمجہی کوئی — یہی بولین سگے جو ہنگام گواہی ہوگا

می کشی کو جو گیا مین ابہی بدلی گی ہوا — ابر گلزار سے کہسار کو راہی ہوگا

دل دریا کو کری گی نگہہ یار دو نیم — سان آسا تیغ کو سنگ سیہ ماہی ہوگا

تم دکہاؤ گی اگر چشم سخندان کی بیاض — نظر ہی فقرا شعار لگا ہی ہوگا

کی ہی وس طفل نی مکتب مین نصاب آ کی شروع — کسقدر [illegible] ہوگا

خیال سروقد یار میں جو دیکھیں
جو نخل باغ میں تھا سرو وار ڈوب گیا

ترا ستم کی بی طرفہ کی تیری کیسے
کہ می میں جتنے کی اختیار ڈوب گیا

اوٹھا یہ ہند میں طوفان ہماری اشکوں کا
تمام ملک عراق و حجاز ڈوب گیا

تمہاری چاہ ذقن پر پڑی جو اسکی نظر
حیا سے گر کے کنوئیں میں انار ڈوب گیا

تری نگہ سی طیور فلک بچیں کیسی
ملمع ہو کے ہوا میں یہ بار ڈوب گیا

تری عروسی کی دیا جو میں توشکر یہ ہے
کہ بہلی جانہ آئینہ سار ڈوب گیا

اسیر غم ہی اسیکا کبوتر دل کو
کہ جوں میں سمجھتا ہوں وہ بار ڈوب گیا

نالہ فلک کو توڑ کے تا لامکاں گیا
گستاخ رفتہ رفتہ کہاں سی کہاں گیا

طاعت میں بھی نہ دل سی خیال بتاں گیا
مسجد میں پانچ وقت میں ہمراہ ان گیا

پرتو کی طرح ساتھ نہ چھوڑا اسی طرح
جس جس جگہ وہ مہر گیا میں وہاں گیا

آیا کسی کا قیدی گیسو ہوا یہ غل
میں حشر میں جو پہنی ہوئی بیڑیاں گیا

نالوں سی میری فرحت دلمیں پڑا نہ فرق
جھوٹی ہزار تیر نہ زور کماں گیا

صندل لگا کی آئی ہے شیریں مزار پر
فرہاد دور درد سر بے ترا رائگاں گیا

دنیا سان چاہ ہی انسان رنگ دلو
دم بھر کو جو یہاں سنگ آیا گراں گیا

ہمراہ ہم بھی جائیں گی یوسف کو دیکھنے
آگے جو سوی مصر کوئی کارواں گیا

برسوں تلاش خنجر قاتل میں سر پھرا
دھان مثل صورت سنگ فساں گیا

روتی ہیں کہکی یہ تن بیجان پہ میری کو
ربا د قید چاہ ہی یوسف کہاں گیا

انساں کی گرد کو نہ فرشتہ پہنچ سکا
یہ مشت خاک وہ ہی کہ تا لامکاں گیا

آسمان سی اپنی کپڑی بہی بچانی تہی محال
پہین لیتا رخت عریانی جو خلعت مانگتا

مرتی مرتی بہی مجہی معلوم تہا یاروں کا حال
زہر دیتا جس سے وقت نزع شربت مانگتا

مال دنیا کو مین کیا کرتا حسینوں سی عزیز
جان تک دیتا جو کوئی خوبصورت مانگتا

باغ عالم مین مرا حصہ سوائی غم نتہا
خار ملتا گل جو مین برگشتہ قسمت مانگتا

داغ کہانا تہا مقدر عہد پیری مین امیر
وقت سی پہلی مین کیونکر رزق قسمت مانگتا

حباب وار جو سر مین بہری سفر کی ہوا
اوسی طرف کو چلی ہم چلی جدہر کی ہوا

وہ گل ہوا کبہی اغیار کا کبہی میرا
کبہی ادہر کی کبہی چل گئی ادہر کی ہوا

غش آئیگا جو مجہی گرمی قیامت مین
تو جبرئیل امین دینگی بال و پر کی ہوا

جواب نامہ کہان نامہ بر کب آتا ہی
مجال کیا کہ ادہر آسکی ادہر کی ہوا

ملا نہ قلزم ہستی مین امن مثل حباب
بہری ہوئی رہی ہمسی ہماری گہر کی ہوا

خدا کیو اسطی سر خواب سی اوٹہا ساقی
پیام بادہ کشی دیتی ہی سحر کی ہوا

ہماری آہ سی بجلی کا گرم ہے بازار
ہماری آنکہہ نی باندہی ہی ابر تر کی ہوا

جو گلبدن سبب زیب باغ عالم تہے
کدہر گئی وہ الہی چلی کدہر کی ہوا

حیا ضرور ہی نکلو نہ گہر سے بی پردہ
چراغ شام بجہا دیگی رہگذر کی ہوا

خیال زلف مین بہرتا ہون بسکہ مین دم سرد
ہمیشہ شام سی چلتی ہی یہان سحر کی ہوا

عدم ہی پر قدم لامکان ہی پیش نظر
تری دہن کی ہوس ہی تری کمر کی ہوا

کسی سی کام نہین کچہ چکور کی صورت
جو سر مین ہی تو کسی غیرت قمر کی ہوا

الہی نہ مثل کبوتر اوڑا خط او قاصد
اوڑا کی خاک ذرا دیکہہ ہی کدہر کی ہوا

ہزار جان سے ہوں میں تو قاتل مطیع حکم قضا شیم کا

پڑا ہوں پیر مغاں کے در پر یہاں سے جاؤں کہاں میں اٹھکر
ملی کوئی خم کہ کوئی ساغر خیال کسکو ہے بیش و کم کا

گذر ہوا ہے جو میکدے میں ہے سجدہ کرنے میں کیا تامل
اسیر پیٹے ہے شراب کی یہ نہیں ہے طائر کوئی حرم کا

قطع رہ وفا میں کہاں ہوش نقش پا
ہے گور کی بغل مجھے آغوش نقش پا

وہ پاؤں ہوں جو زینت آغوش نقش پا
گل کیطرح ہنسیں لب خاموش نقش پا

جس راہ سے گئی ہو اوسی راہ سے پہرو
اے رفتگان یاد فراموش نقش پا

راہ جنوں میں برہنہ پائی کا خوف کیا
کافی ہے میرے پاؤنکو پاپوش نقش پا

پوچھوں میں کس سے قافلہ والوں کی سرگذشت
کب ہے سخن سرا لب خاموش نقش پا

زینت ہماری پاؤں نے دشت جنوں کو دی
ہر آبلہ ہوا گہر گوش نقش پا

مہندی لگا کے پاؤں میں سینے کیا خرام
لبریز گل ہے دامن آغوش نقش پا

سینے سے میرے داغ ہے یوں اسکے قریب
ہو جیسے نقش پا کوئی ہمدوش نقش پا

یہ اوسکے پیچھے پیچھے چلا بد حواس میں
رستہ بہٹک گیا نرہا ہوش نقش پا

دیدہ و شنیدہ خاک نشینوں کی ایک ہے
جو چشم نقش پا ہے وہی گوش نقش پا

شکوہ کرو نہ سختی منزل کا رہرو
سمجھو اشارہ لب خاموش نقش پا

رہرو وہ ہوں کہ شوق نے اندہا بنا دیا
رستے کا فہم ہے مجھے ہوش نقش پا

ریزش ہے ہیکے یار کی مستانہ چال سے
شا ہے جام بادہ سرجوش نقش پا

شکر ہو خاک رہ جو وہ شیریں ادا چلے
طوطی کی دے صدا لب خاموش نقش پا

یکایک اوسکو عیادت کا آگیا جو خیال
مریض عشق کو چندے بحال ہونا تھا

ہملی جو پیر تو اوس یار روسی وصل ہوا
ہمین زوال مین حاصل کمال ہونا تھا

خروس صبح نی چلا کی جو نیند حرام
ہماری ہاتہ سی اوسکو حلال ہونا تھا

اسیر بزم غم اسی وہ کیون نہ اوٹھہ جاتی
مری نصیب مین صوفی کا حال ہونا تھا

سرای ہستی سی ای مسافر ضرور کر قصد اب عدم کا
سحر ہی نزدیک رات ہی کم سحر کا تارا فلک پہ چمکا

جو ہے ملاقات کی تمنا ادہر کو تو ہی روان ہو ای دل
سفر سی ممکن نہین ہی پھرنا مسافران رہ عدم کا

گئی کچہ ایسی نہین پتا بھی جم کوئی ڈھونڈی کبہی نپاے
غبار رہ بانگ جرس تو کیسو نشان نہین ایک کی قدم کا

ہوئی ملف تخت و تاج کیا کیا مٹی زوال سے کیسے کیسے
کہان ہی وہ حشمت سکندر نشان دیکھو کہین ہی جم کا

نہین ہی کوئی مرض سی خالی قمر ہو شب کو کہ مہر دن کو
کوئی تپ لرز سی ہی مضطر کوئی ہی مبتلا دق و ورم کا

بدن ہی لاغر جگر فسردہ دماغ ہی خشک دل ہی مردہ
الٰہی آجای کوئی جھوکا کسی نسیم مسیح دم کا

کسی کو باندہا کسیکو پیسا کسیکو مارا کسیکو لوٹا
کی گیسو ہین قد قیامت غضب کی چتون چلن ستم کا

رسوائی کی ہمکو سخت جانی
حعر کا ہوا جو بال بیکا

کیا ترک ہو شرب بادہ ساقی
روغن ہی چراغ زہد کا

دشمن ہوئی عشق میں ہمارے
دعوی تھا جنہیں کہ دوستی کا

گرمی دو لیا جو بوسہ لب
سودا سر رہا ہمیں جو تشی کا

دو بوسہ کرو یہ بخل کیا تھا
انجام بخیر ہے سبھی کا

گرتی ہوئی ہم اسیر سنبھلے
کیا نام ہے مرتضے علی کا

غرور و عجز میں صاحب کمال ہوتا تھا
جو ذرہ کی قدر تو گھٹ کر ہلال ہوتا تھا

نصیب چشم کہاں جلوۂ تجلی دوست
سہال طور جلا کیوں سہال ہوتا تھا

وہ خط کو چہرۂ روشن سی دور کیا کرتی
کہ ہمکو گفتہ جہری سی حلال ہوتا تھا

غضب ہوا وہ ہوئی زرد دود دل سکر
زبان کو لال دم عرض حال ہوتا تھا

شروع سال میں موت آئی تیری گم ناگو
تمام خلق میں قحط اگلی سال ہوتا تھا

گرا جو ہاتھ سی جام اختیار کیا ساقی
تبھی ملال مجھے انفعال ہوتا تھا

بدی نصیب کی یہ ہی ہوئی سلیمان سے گ
بدن کو طعمۂ کرگس و شغال ہوتا تھا

کہا یہ اونسی جلیسو کہ ہو گیا جو میں مس
چلیں حضور ہوا جو ملال ہوتا تھا

بلند ہو کی نحوست میں کیوں ہوا مشہور
زحل کو اوس طرح روش کا حال ہوتا تھا

پیام سے لیکے مرا دل گیا سوی قاتل
اس ایلچی کی لئے یوں زوال ہوتا تھا

دعا وصال صنم کی ضرور تھی ای دل
خدا سے طالب امر محال ہوتا تھا

ہما لمی ہاے آنکھو جو سرع میں دیکھا
یہ مرتبی مرتے سے مجھے انفعال ہوتا تھا

کیون نبیائی وہ سبزا ہو جو خدا سی غافل — مار کہائی جو سبق طفل دبستان بہولا
بخت کوتہ سے ادہر کا نہ اودہر کا رکہا — دام سی چہوٹ کی ہین رہ آہ گلستان بہولا
تشنہ رزلی کیا صاحب دولت کو بہت — فاتحہ جا کی سر گور غریبان بہولا
زیست تا حشر جو تقدیر سکندر مین نتہی — خضر کی ساتہ رہ چشمہ حیوان بہولا
تیری چلنی کا تو انداز نہ آیا اوسکو — چال اپنی بہی مگر کبک خرامان بہولا
سیر ہو نیکا نہین چشمہ کوثر سے بہی مین — مر گیا مرتی نہ ترا چاہ زنخدان بہولا
مین تو کیا مصحف عارض جو ترا دیکہہ لیا — گم یہ حافظ کی ہوئی ہوش کہ قرآن بہولا
دست وحشت نہوا جامہ دری سی فارغ — یاد آیا اوسے دامن جو گریبان بہولا

سہو ونسیان سی خمیر گل آدم ہی آسیر
آدمیت کا کیا کام جو انسان بہولا

ٹہرا نہ یہان قدم کسی کا — مشکل ہی مقام دوستی کا
اے جوشش جنون عدم کو لیچل — جنگل ہی یہ شہر آدمی کا
دریا مین عیان ہی حال امواج — عالم ہی یہان واروی کا
غربت مین وطن سی کہینچ لائی — ہو خانہ خراب بیکسی کا
بہتر ہی مجہے قتل کر کی جاو — ہو قصد جو خون مدعی کا
بسمل یہ تڑپ رہا ہے بسمل — قاصد یہ پتا ہی اوس گلی کا
آئینہ تمہاری عکس رخ سی — طوطی نامہ ہے سخنی کا
افلاس نی دی ہی ہمکو دولت — دینار ہی داغ بے زری کا
اپنا تن زرد تار زر سے — عالم ہے قبا مین جنتری کا

ساقی صدای قلقل مینا کا وقت ہی
اوٹھا ہی ابر باغ میں کس زور شور کا

ہی سو دیون کا قتل ضعیفوں کی پرورش
موت آئی مار کو تو کھلا رزق مور کا

مرنی کی بعد ایک ضعیف و قوی ہیں سب
جامہ ہر ایک جسم پہ ہی ٹھیک گور کا

شب اوسکی گھر گیا تو میں پروانی کی طرح
اوس شمع رو نی شور کیا چور چور کا

جوش جنون میں شوق تماشا ہوا اگر
جنگل میں جا کی دیکھہ لیا رقص مور کا

شب کو وہ مہر فاتحہ آئیں تو دیکھہ لوں
مشعل جلائی اوڑکی شتر رشک گور کا

مجہہ ناتوان کو خوب سمجھتا ہی وہ پری
معلوم حوصلہ ہی سلیمان کو مور کا

تلخی ہی سہل یار جو دی بوسہ دہن
شیرین کنواں ہی ساحل دریا شور کا

کہتی ہین جسکو مہر وہ اوسکا ہی ٹیک سے
تار شعاع نام ہی اوس سہکی ڈور کا

ہر نوجوان کی جس نی مارا ہیں اسیر
چمکا جو رخ چراغ ہوا ایک گور کا

راحت وصل میں مجکو غم ہجران بہولا
باغ آیا جو نظر جانۂ زندان بہولا

عشق مین کس تو کیا دین مسلمان بہولا
اوسکو پوتھی رہی یاد یہ قرآن بہولا

عشق مشہور ہوا عشق مرا حسن ترا
خلق کو قصہ بلقیس و سلیمان بہولا

ولولی عشق ہی یہ عرصہ شطرنج ہیں
نقد جان ہار گیا جال جو انسان بہولا

ولولی ساری جوانی کی مٹی پیری مین
صبح ہوتی ہی سے مجہے جو لبیر یتان بہولا

مشعل داغ اوسی شب کو دکھائی مجہے
کوئی پروانہ اگر راہ چراغان بہولا

چار دن زیست کی کس بیمرگی سی کاٹے
موت کا مجکو نہ کہنا کسی عنوان بہولا

وہ فقط تہی رہ سرپیچ یہ بیچا دام احل
کوچۂ زلف میں دل سول سامان بہولا

معجزہ ہے کہ کرامات ہی جادو اپنا

کبھی تو نی نہ تپ ہجر کا نسخا لکھا
یہ بھی تقدیر کا ای رشک مسیحا لکھا

دیر تک اشک تاسف سی بہائی سر لوح
جب قلم نی مری قسمت کا نوشتہ لکھا

داغ اوٹھا نیکی جزا کاتب اعمال نی دی
کہ مری نام پہ جنت کا قبالہ لکھا

کی جو اجرت مین بہت نامہ برون نی تکرار
ہمنی خط لکھنی سے آخر کو مچلکا لکھا

پھونک اے نالۂ دل صور کہ ہو آج ہی حشر
یار نی خط مین مجھے وعدۂ فردا لکھا

سادہ روئی سی جو آگاہ مجھے کرنا تھا
اوسنی نامہ مین کہین ایک نہ نقطہ لکھا

تھا جو اغیار سی اخفای کتابت منظور
لکھ سکے خط یار کو ہمنی نہ لفافا لکھا

ہمنی جب بوسون کی تنخواہ کی بھیجی درخواست
اوس ستمگر حسن نی برعالم بالا لکھا

پرزی نامی کی کیی یار نی دیکھو تو صمد
ابہی اگی مری تقدیر مین ہی کیا لکھا

بعد از مرگ شام و سحر کاتب اعمال سی ہم
پوچھ لیتی ہین مقرر ہو کی کہو کیا لکھا

قسمت اپنی مجھی اولٹی نظر آتی ہی امیر
خط مگر کاتب اعمال سنی اولٹا لکھا

گئی وہ دن کہ کرتی تھی ارادہ شیر گیری کا
ہلا جاتا نہین اب ہی یہ عالم ضعف پیری کا

غضب ہے عالمون کو دی فلک جامہ فقیری کا
گزی پہنی جو عالم ہو مقامات حریری کا

دل خرسند گنجینہ ہی انکا بوریا مسند
تری درویش بھی سلطان کہتی ہین امیری کا

ردا او جبہ و دستار خلقت کی پھسانیکو
الہی وسیلہ ہو دونون عالم مین فقیری کا

نہو جائی ضرر جی کا کہین ملا بھیہ دیتا ہے
سبق پڑہنی جو وہ مکتب مین آتی ہین ضریری کا

ہو اموات خلقی مین پیدا نہان ہون چشم عالم سے
ازل سی شوق ہی ہمند عنقا گوشہ گیری کا

ختم ہی آتا ہی کوئی میری سخن کا شمار　　صورت سبحہ سب انجام ہی آغاز کا

وصل کا جب نام لیتا ہوں وہ کہتا ہی اسیر
فال دیکھوں لاؤ دیوان حافظ شیراز کا

د

ضعف میں کیا کسی دلبر پہ ہو قابو اپنا　　دل سنبھلتا نہیں ہر گز کسی پہلو اپنا

ہم تری عشق میں بیگانہ ہوئی عالم سی　　لیکن ای فتنۂ عالم ہوا تو اپنا

یاد آتا ہی تب ہجر یہ موت آتی سے　　نہ تو جیتی ہیں نہ مرتے ہیں نہ ہی قابو اپنا

چاہتا ہی کہ جگہ پائی تری جوڑے میں　　منہ تو آئینہ میں دیکھی گل شبو اپنا

دو گھڑی اور ٹھہر جاؤ تو احسان کرو　　مرگ میں دیر نہیں قصہ ہی یکسو اپنا

اپنی ہاتھوں سی جو تم غیر کو دو جام شراب　　خوں گھٹ جائی کیونکر کہی چلتا [illegible]

قیس کیا حال ہی لیلی میں ہمارے [illegible]　　کوہ کن سی نہیں یا سنگ [illegible]

تھک آئی ہیں یہاں تک کہ ارادہ ہی اب یہ　　پھینک دیں دل کو کہیں چیر کی پہلو اپنا

تیری دوری میں نقاہت [illegible] نکلا ہی یہ　　تکیہ اوں کو دم خواب ہی زانو اپنا

دل قوی ہی کہ دریا یہ پانی ہی جگہ　　ہو گیا بار وہی قوت دو بازو اپنا

امر آساں نہ رو لائیکو ہماری سمجھو　　ہو گا طوفاں جو گرا ایک بھی آنسو اپنا

جام اگر ٹوٹ گیا کیا ہی تردد ساقی　　حاجت جام نہیں جام ہی چلو اپنا

شکم صاف دکھاؤ نہ مسلمانوں کو　　ای صنم پیٹ نہ ماری کوئی ہندو اپنا

اتو کرتی ہیں وہ خود حسن خدا داد پہ یار　　دیکھتی ہیں کبھی سینہ کبھی بازو اپنا

تری مژگاں کی خلش سی جو [illegible]　　ٹوٹ کر ڈنک ابھی پھینکدی بچھو اپنا

گرم تسخیر جہاں شعر ہماری ہیں اسیر

پرتو گیسو کی قاتل نے یہ دکھلایا اثر
کچھ چہٹ ہر زخم مین پایا ٹھکانا مشک کا

کاکل مشکین سی کرتی ہین مقابل ای امیر
سہل ہی جو منقار زغن مرا ونکو مٹانا مشک کا

بچ رہے کیونکر نشانہ اوس نگاہ ناز کا
تیر کرتا ہی خطا کوئی قدر انداز کا

خال ہی خط مین جو اپنی شوق کی انداز کا
قصد ہی اسکو کبوتر کی طرح پرواز کا

صاف روشن ہی کمال نغمہ پرداز ازل
ایک ساز نطق مین یہ اختلاف آواز کا

غیر سی خواہان اعانت کی نہین ہمت بلند
چنگل شہباز باب رزق ہی شہباز کا

ذکر محشر سنکی واعظ سی ہی خاموش ہم
فہم مین آیا نہ مطلب دور کی آواز کا

ہم مرہی اوس ہرزہ وش کا جاننا ای نامہ بر
دیکھنا جس گھر کی دروازی پہ پردہ ساز کا

ہاتھ آجائین جو موسی سی ہین کچہ سنگ طور
مقبرہ بنوائین ہم تیری شہید ناز کا

مرغ دل سی میری ہو صیاد کیونکر مطمئن
بند آنکھین ہین مگر ہی حوصلہ پرواز کا

بی قد خم گشتہ کب تاثیر دکھلاتی ہی آہ
ہی کبادہ کھینچنا آغاز تیر انداز کا

کب ہی مجھ سا اس چمن مین طائر عالی تبار
عرش استقبال کرتا ہی مری پرواز کا

جسجگہ ہی باب روزی ہین وہین پر دم حریص
چھوڑتی ہی کوئی گربہ گھر کبوتر باز کا

طائر بی بال و پر ہون کیسی پرواز چمن
نام ہی بتیانے دل شوخی پرواز کا

دیکھ لی نامہ مرا آہن کو کر دیتا ہی موم
ہو جو منکر حضرت داود کی اعجاز کا

دم نکل جائی نہ نکلی مرتی مرتی سینہ سی آہ
چاہیی ایسا محبت مین چھپانا راز کا

خواب غفلت سی چونکین گے کہان تک مردہ دل
منتظر بیٹھا ہون مین بھی صور کی آواز کا

عشق کا یہ زخم ہی آئے کسیکو کیا نظر
سینہ تا پشت دل نشانہ ہی خدنگ ناز کا

تو وہ خورشید ہے تو میں شبنم
مین کہاں جب ترا ظہور ہوا

تجکو نا محرموں سے کیا بدنام
ناز بر شبہہ غرور ہوا

حسن سے اوسکے یہ ہوا ماہ بھی
طور پر گل چراغ طور ہوا

داغ کھا کھا کے تل مہر اسیر
سر سی پا تک مین ایک نور ہوا

بوسہ کیا لیجے کہ ہی یہ حال دلہ مشک کا
دیگا آخر داغ رسوائی ترا نا مشک کا

الفت گیسو میں کیونکر دلکو پوشیدہ کرے
کوئی ہو سکتا ہی پردی میں چھپانا مشک کا

زلف مشکیں کی تصور مجھی آیا ہی غش
ہی مسامیت لخلخہ مجکو سنگھانا مشک کا

کسکی زلف مشکو کا وصف کرتا ہوں رقم
ناف آہو دائرہ نقطہ ہی دانا مشک کا

کون ہی جسمیں سودا زلف جاناں کا نہیں
ہی خریدار آج کل سارا زمانہ مشک کا

پھر چشم سودا ہی مری دل کا سید
درس کیا ہی حال چیری پر سانا مشک کا

چاہتا ہے صحبت رخسار و گیسو کا اثر
ایسہ کا نور سمجھا سے نشانہ مشک کا

نامہ بر جوش جنوں کی تا چلی لگی آہو کی چال
خط میں لکھکر لیجی نادر دانا مشک کا

ایسی بالو نکو تم شی سی دھو ڈالو یار
خاک میں اچھا ہیں صاحب ملانا مشک کا

میری چشم شوق میں ہی لوٹ سیہ زلف یار
جسطرح ہو ناف آہو میں ٹھکانا مشک کا

کیا دل آویزہ جہاں ہو حلقۂ گیسوی یار
پھر تو مٹی ہی جو ہو نا ہی ترا نا مشک کا

عاشقوں کی دل جلاتی ہیں اگر پھر بخور
عود کا حیلہ وہ کرتی ہیں بہانا مشک کا

پای بند زلف مشکیں ہی ہمارا مرغ دل
جای دانہ دی لسی صیاد دانا مشک کا

ہی معطر نکہت گیسوی محبوباں سی ہند
تا ختن جاپین سی تاحق ہی لانا مشک کا

عالم وحشت مین مجھ سا کون ہے مہمان نواز
منتظر رہتا ہی ویرانہ مرا سیلاب کا

خندۂ دندان نما جب اوسنی ساحل پر کیا
موتیون سی بھر دیا کاسہ ہر اک گرداب کا

کب مقلد ہو سکی کم ظرف عالی ظرف کا
صورت دریا روان پانی نہین تالاب کا

وقت گریہ سب ہے جو یاد گوہر دندان یار
بہ رہا ہے گھر مین دریا موتیون کی آب کا

اوس یم خوبی کا ابرو جب ہلا وقت نماز
مثل موج آب دل پانی ہوا محراب کا

جب سی مینا نہین تو آتا نہین اے بحر حسن
ہر لحظہ مین ہی عالم ماہی بی آب کا

ہی اسیر اوس نرگس خونریز کا خال سیاہ
برہمن ہمسایہ کیونکر ہو گیا قصاب کا

نشۂ بادہ سے کا یہ سرور وفور ہوا
شکل مینا مین چور چور ہوا

کسکے دل سی وہ اب نہین نزدیک
شہرۂ حسن دور دور ہوا

گھر ملا بعد مرگ جنت مین
مین سیہ کار زلف حور ہوا

مستحق رشک سی لڑے باہم
اونکے فطرے مین بھی فتور ہوا

رفع تکلیف زر سے بھی نہوئی
جمع دولت سے جی ضرور ہوا

تیر اوسنی لگائے یہ پس مرگ
قبر پر سایۂ طیور ہوا

کیجیے سرفراز یا پامال
اب تو مین حاضر حضور ہوا

آدمی سے خطا ہوئی ہمسے
حور تمکو کہا قصور ہوا

اب رہا مغفرت مین کیا شبہہ
نقش خاطر ہو الغفور ہوا

دل جلایا مرا جو گردون نے
اور سے گرم یہ تنور ہوا

کچھ عجب حسن ہی طبیعت مین
جو تصور بندھا وہ حور ہوا

نہ ملا زیر زمین گوشۂ آرام جدا

نہ آسئے وہ سے پہلے توقف کیا
موئے ہم تو کیا کیا تاسف کیا

ملا زہر اگر ہاتہ سے یار کی
اوسی نوش جان بی تکلف کیا

مری کیون نہ دنیا زلیخا کیطرح
خدائی تمہین رشک یوسف کیا

اگر گنج قارون بہی ہاتہ آگیا
اوسی وقت ہمنی تصرف کیا

فقط صوف پوشی پہ پایا مدار
جو دریافت حال تصوف کیا

مرے گہر مین تشریف لائی جو تم
عنایت عنایت تلطف کیا

رہا یاد مطلق نہ عہد الست
جو وعدہ تہا اوسمین تخلف کیا

مرے داغ دل کی جو پہنچی ہوا
جہنم نی بہی شور اف اف کیا

پیا خون دل لقمۂ غم کی ساتہ
غذا مین جو ہمنے تکلف کیا

معرف ہے اللہ بہی حسن کا
کہ قرآن مین ذکر یوسف کیا

غلط کیون نہ دیوان ہو میرا اسیر
کہ کاتب نی اس مین تصرف کیا

سوز غم سی جسم جلتا ہی یہ مجہ بیتاب کا
اشک و عارض مین ہی عالم آتش و سیماب کا

وصل قسمت مین کہان تجکو دیا ہی چرخ نی
بخت پروانی کا دن کہ رات کو سرخاب کا

دیدۂ بیدار ہی اپنی محمد مرنیکی بعد
ظاہر اور پیر پڑا رہتا ہی پردہ خواب کا

جرم کیا بی اعتدالی ہو جو بہر نفع خلق
کون دامنگیر خونریزی مین ہی قصاب کا

موسم تہری مین کیا چمکین ہماری داغ دل
نور کتنا ہی چراغان شب مہتاب کا

اشک جاری ہی ہین پڑہ کر نماز پنجوقت
ہی یہان در پیش گہر بیٹہی سفر پنجاب کا

فقط اک ربط باقی ہی تو پیشانی سی زانو کا

شب کو ہوجاتا ہی ہمسی وہ گل اندام جدا
جیسی سرخاب سی سرخاب سر شام جدا

کسکو کرتی نہیں یہ گردش ایام جدا
ماہ سی مہر جدا صبح سی ہی شام جدا

اوسکی نزدیک ہی ہیں خاص جدا عام جدا
فرد عشاق سے لکھا ہے مرا نام جدا

جلد لا نامہ بری نامی کا جواب اے قاصد
دوں گا اجرت کی سوا مین تجھی انعام جدا

بدی عکس سی کیونکر ہو انسان تا جود
حرف قاتل یہ ہی سرکرتی ہی صمصام جدا

دلکو لغت میں وہ آنکھین نہ بسائیں کیونکر
لفظ بادام سے دیکھو کہ ہیں دو ام جدا

رات بھر اوسی لڑائی رہی اسیر ہی یہ خوف
ہوگا ہنگامہ اے صبح کی ہنگام جدا

مثل تصویر ہی کیا غم ہمین عریانی کا
کب ہی اندام سے پیراہن اندام جدا

وصل کی رات بھی وسواس کی ہستا ہی فرق
ہٹ کی پہلو سی مری کرتا ہی آرام جدا

وصل کیسا کہ وحدت میں ہو جلوہ اکا شد
کفر اسلام سی ہی کفر سی اسلام جدا

فائدہ چاہی تو کر اہل کرم سی صحبت
نہ ہوئی می سی جو شیشی ہی رہی جام جدا

ہوں گلستان جہاں مین وہ گرفتار ازل
مثل طاؤس پر وبال ہیں گلدام جدا

خوب ہوں گی ترے میاں حشر رہی کی اوصاف
میری لب سی اہی ساقی ہی لب جام جدا

تیری آنکھو سی کریں دھیان جو چشمی کا
سر جھالوں کی کری موج کی صمصام جدا

لیجی ایسی تری تعمیر کی لو سی کہ ہو
چشم رو دل سی دہن لب سی لب بام جدا

طبع جاناں سی دو رنگی نہیں جاتی تا تنگ
ہمسی پیغام جدا غیر سی پیغام جدا

بالکسر دل ہی مرا قمری و بلبل کی طرح
ہو گیا مجھسی وہ شمشاد گل اندام جدا

قمری قمری ہوئی گور غریباں میں اسیر

قصد تجانے کا کعبہ سے تو ہی
جائینگے جب حکم رب ہوجائیگا

پڑ گئی جس دن نگاہ اہل فہم
سارا دیوان منتخب ہوجائیگا

خود بلائینگے وہ تجھکو بام پر
طور پر موسے طلب ہوجائیگا

نزع کی دم مرتضے آئے اسیر
خاتمہ بالخیر اب ہوجائیگا

دیکھنی اوسکو تجا تا مین اگر کیا کرتا
دل ہے قابو مین نتھا قطع نظر کیا کرتا

گرد جب دلکی پھرا جائے بلا حج کا ثواب
گھر مین کعبہ تھا مین کعبہ کا سفر کیا کرتا

پاس ہوتا نہ اگر آپ کی رسوائی کا
دیکھتے تم کہ مرا دیدۂ تر کیا کرتا

صبح ہوئی وہ چلی آئی ہماری گھر مین
نالۂ نیم شبی اور اثر کیا کرتا

مرگیا خوب ہوا ٹل گئی فرقت کی بلا
زندگی ایسی مصیبت مین بسر کیا کرتا

بیٹھتی تم نہ اگر آکی مری پہلو مین
نہین معلوم کہ یہ درد جگر کیا کرتا

چھوڑکر دہر کو پھر دہر کی الفت کیسی
نظری ہیبت مین منظور نظر کیا کرتا

ہا عرفناک ہی عرفان مین ترے عقل نجا
مقر عجز نہوتا جو بشر کیا کرتا

ہاتھ خالی ہی گیا مین طرف ملک عدم
راہ کچھ دور نتھی زاد سفر کیا کرتا

کیا ہوا آئینہ کو بزم جہان مین حاصل
ہوگی ہر ایک کا مین دست نگر کیا کرتا

پاؤن بیکار تھی آتی جو نہ کوچہ مین تری
آستان تک نہ پہنچتا تو یہ سر کیا کرتا

تھا وہی دیر مین کعبی مین اوسی کا جلوہ
حق یہ ہی جا کی ادہر سی مین ادہر کیا کرتا

قلزم دہر مین بیمغز تھا مثل حباب
راہ سیلاب مین تعمیر مین گھر کیا کرتا

نہین ہوتی کبھی ہوتی سی یہ زاغ سفید
روکی عاشق شب فرقت کو سحر کیا کرتا

جامہ زنداں سی مجکو کم نہیں ہی گہرا
جیب سی دیوانہ ہوا اک کو دل مردود کا

زیست میں ہمکو میسر ہی پیاد و ملی دید
جاں دی زاہد تو حاصل ہو نظارہ حور کا

یوں بسر کی شام سی ہمنی شب تاریک ہجر
صبح تک لب پر وظیفہ تہا دعائی نور کا

دیکھ کر روی صبیح یار آئی ایسی موت
سل میت کو ہوا پانی چشمۂ کافور کا

خط نکلی پر لب شیریں کا بوسہ لوں میں کیا
دل جو طالب ہی تو طالب تہدی زنبور کا

واہ کیا بدلا تہر لب سرخ کی بہرنی سی رنگ
ساغر یاقوت کاسہ بنگیا بلور کا

طور پر کس برق عارض کی تجلی ہو گئے
ہے زباں شکر ہر تیا ہال طور کا

ہو گئی یجا مساں لیکن بر کہا حق غیر
بیچکر گہر سے ہمسے رو رہیہ دیا مردود کا

دیدۂ گریاں رہے جاری تو اچہا ہی اسیر
بند ہو جانا ضرر پہچائیگا ناسور کا

مطلب دل سے طلب ہو جائیگا
جب جدا جاہے گا سب ہو جائیگا

صبر کرلی دل ستم اوسکے اوٹہا
اف اگر نکلے غضب ہو جائیگا

مل رہیگا رزق تقدیری ہمیں
کچھ بہانہ کچھ سبب ہو جائیگا

تم پکارو گی سبھے حسن نام سے
بس وہی میرا لقب ہو جائیگا

لی ادب سیکہے یہ مجکو بار بار
مجہ سے ہی ترک ادب ہو جائیگا

جائینگی ہم رندیوں فردوس میں
اہل تقوی کو عجب ہو جائیگا

ہو سکے دل آئینہ دار روی یار
حاکم شہر حلب ہو جائیگا

ہوں وہ میکش زرد مجکو دیکہ کر
چہرۂ مست العنب ہو جائیگا

تم چہپاؤ گی اگر زلفوں میں رخ
دل سیہ مانند شب ہو جائیگا

مجھ موحد کی جو مرقد پر جلائی ہو چراغ
چاہیی اسمین فتیلہ پنبۂ منصور کا

ہی نصیب خلق کب میخانۂ عالم مین عیش
بادہ ملتا ہے یہان تو زخم کی انگور کا

ظلمت عصیان مین کچ کی سوجھتی ہی راہ راست
راہرو اعمی اسی بدتر ہی شب دیجور کا

لذت بی غم کہان ممکن کہ موذی ہی جہان
نیش سے خالی نپایا شہد اس زنبور کا

چاہتا ہی دختر رز ہو جای مجھسے بدمزہ
روز دیتا ہے مجھی پیغام زاہد حور کا

نزع کا ہنگام ہی تابوت بنوائین عزیز
کچھ سواری چاہیے جب ہو ارادہ دور کا

جانتا ہی اوسکو جو ہی رہبر راہ خدا
ہی علی آباد دروازہ محمد پور کا

داستان لیلی و مجنون سی کیا حاصل اسیر
شوق رکھتا ہی کوئی کم قصۂ مشہور کا

میری باعث سی ہی شہرہ اوس رخ پرنور کا
جسطرح موسی سی ہمکا نام برق طور کا

کیا اثر مطرب ہی تیری نرگس مخمور کا
ہوگیا لبریز سے کاسہ تری طنبور کا

آسمان پر ہجر کی شب نام کیسا نور کا
ہاتھ تابان حلقہ ہی زلف شب دیجور کا

عادت بد سی ہی ذلت موذیون کی لازوال
نیش کا ڈر ہی محافظ خانۂ زنبور کا

روسیاہ ہون کونکہ مین چشم بد سی روسفید
مشک سی قیمت مین کم ہی مرتبہ کافور کا

دعوی باطل ہی انسان کو ہلاکت کا سبب
حال کیا آخر انا الحق سی ہوا منصور کا

پھٹ گیا مثل کتان زخم اور کیا انتقام
بنگیا مہتاب پھاہا مرہم کافور کا

ظلم اہل ظلم پر کچھ ظلم مین شامل نہین
کون غارتگر ہی مجھ سی ہم خانۂ زنبور کا

چھپ کر نیکو بٹھایا ہی تو دو بوسہ مجھے
کام لیا اچھا تو دل بہی شکر و مزدور کا

ارتکاب فعل بد کیواسطی لازم ہی فقیر
ہی گدا مطرب تو کاسہ کاسہ ہی طنبور کا

حق حق تو یہ ہے کہ روح پر ہے — اطلاق صحیح حکم رب کا

کرتے ہین کلام سے دہن وہ — حقا یہ مقام ہے عجب کا

اب عشق مین جان کی ہی رخصت — دل سینے سے جا چکا ہی کب کا

وہ گیسو و رخ ہے یا ختن سے — ڈانڈہ ہے ملا ہوا حلب کا

کس دہوم سے موسم گل آیا — کچہ رنگ بدل گیا ہے سب کا

ساقی سے یہ پوچہتا ہی قاضی — کیا مہر ہے دختر عنب کا

مشتاق ہون مین اسیر اوسکا
محبوب ہے جو حبیب رب کا

ضبط گریہ جو نکرتا تو کہو کیا کرتا — مجہ سی ہوتا کہ تمہین خلق مین رسوا کرتا

ساری عالم کی رقابت جو گوارا کرتا — دل مرا خواہش معشوقہ دنیا کرتا

دل اوسی آپ دیا جو کہ گیا اب ہی نہ پونچ — مین نہ دیتا تو وہ کیا مجہسے تقاضا کرتا

آپ کرتی جو اونہین اپنی مریضونمین شمار — ملک الموت تو کیا فخر مسیحا کرتا

کاشکی ہنستا نہ ابھی دام مین صیاد کی مین — چار دن اور گلستان کا تماشا کرتا

لیگئی اک نگہ ناز مین یہ بت دل و دین — کون بتخانی مین کعبی کا ارادہ کرتا

ضبط نی روک لیا خوب ہوا ورنہ یہ دل — دو ہی نالون مین دو عالم تہ و بالا کرتا

گردش بخت زبون جور فلک رنجش یار — درد لاکہون تہی ہین کس کس کا مداوا کرتا

مرض غم کا کہان پاس طبیبونکی علاج — رحم اللہ نکرتا تو کوئی کیا کرتا

بچ گئی جان ہوا آج ہی دیدار نصیب — تہی قیامت وہ اگر وعدہ فردا کرتا

داغ ہوتا جو مرا داغ لگاتا مرہم — درد دیتا جو مرا درد مداوا کرتا

حساب اہل جہاں سحر تلاطم خیز ہے دریا
بہت ٹھہرا جو اس طوفاں میں کوئی ایکدم ٹھہرا

شب وصل ابھی قمر گیا تو نکلتی ہی ہوا عاشق
ترا چلنا ٹھہرا آہوی وحشی کا رم ٹھہرا

حلال دل جب وہ مرگ غیر کی سنکر خبر روئی
ہماری واسطے برق عصا برکرم ٹھہرا

ستا لڑی سلکی دری حلا سرو بیاباں کا
جہاں دم بھر ترا دیوانہ آتش قدم ٹھہرا

نہیں ہی سرکشوں کو اس عرش بحر حیرت میں
جو اسے بدر کی بر ساحل آتش میں سم ٹھہرا

موسہ ہی صراط حشر کا یہ دار فانی ہی
وہاں بھی بہ ہی ہی تابت یہاں جسکا قدم ٹھہرا

بہت ماندا ہی محبوں ورتا آتا ہی اسیر سے
خدا کیواسطے ساقی کو لیلی کوئی دم ٹھہرا

سوائی غم کہاں راحت مجھکو یاد ہستی میں
کہاں وہی حسیر تہا وہ آج ورم ٹھہرا

گلہ ستم لکھہ چکی تہی اوسکو باغی میں کاغذ کا
نہایت خیر گذری جو دمہ کا عذ قلم ٹھہرا

اسیر اہل جہاں حتی ہیں دلکی حرص کہتی ہیں
یہ وہ ہی عہد حسین نقش تحت تاتش ورم ٹھہرا

دیا سے او دا اس دل ہی کبک کا
ہوں دیر سے منتظر طلب کا

ای آہ نہ عرش سے نہ آگے
سمجھا کہ مقام ہے ادب کا

محفل میں وہ شمع رو نہ آیا
پروانہ ہی لکھہ چکے طلب کا

اسے گورقتار دی نہ اتنا
مہماں تری گھر ہوں ایک شب کا

آئینہ یہ سمجھ نگاہ شفقت
کبھی یہ سہی سوت ماس کب کا

عاشق نہیں ہوستے ہی وفایار
ایسا سارہ جان حال سب کا

گلشن میں ہے کیا گلوں پہ جوبن
بلبل کو ہے سامنا غضب کا

شیرین لب نے مجکو مارا
ہو محل مزار پر رطب کا

جس قافلہ کی ساتھ ہی تمنا کوئی یوسف
رہرو گلۂ سختی منزل نہیں رکھتا

سب طرح کی طاقت ہی نہیں صبر کی طاقت
سب کچھ ہی مری پاس مگر دل نہیں رکھتا

کیا بڑھ کی چلی گا تری شمشیر نگہ سے
یہ تاب یہ دم خنجر قاتل نہیں رکھتا

ہی مد نظر الفت گیسو کا چھپانا
جھنکار ہو جس میں وہ سلاسل نہیں رکھتا

فاقی مین بھی مانگون کبھی جنسی نعمت
مفلس ہوں مگر عادت سائل نہیں رکھتا

تر ہو جو زبان خنجر قاتل کی سر مو
اتنا بھی لہو جسم میں بسمل نہیں رکھتا

ہر چند ہی عالم میں بہت شہرۂ یوسف
تیری سی مگر شکل و شمائل نہیں رکھتا

ہی خلق سی سر رو بیابان جس طرح برابر
باقی نہیں رکھتا ہوں میں فصل نہیں رکھتا

کرتا ہی فلک چاند کو اوس رخ سی مقابل
ہی پیر مگر عقل یہ کامل نہیں رکھتا

زخموں پہ مری کون کری مشک فشانی
وہ چہرۂ شفاف کوئی تل نہیں رکھتا

صحرا کی درو ندو نسی ہی بہت میں گلہ کیا
اٹھی ہی مری باقی سنگ منزل نہیں رکھتا

معلوم اسیر اوسکو ہو کیونکر مری حیرت
جو شرم سی آئینہ مقابل نہیں رکھتا

جو پہنچی دوڑ کر مقتل میں ہم اپنا قدم ٹھہرا
دم شمشیر قاتل پہ گلا رکھا تو دم ٹھہرا

بندھا ماتم کا حلقہ گرد جس جا ایکدم ٹھہرا
ترا دیوانہ قامت محرم کا علم ٹھہرا

نہ آئی ہیں ہوئی محنت نہ جانیں ہوگی قیمت
وجود و نیستی کا فاصلہ کل دو قدم ٹھہرا

بجا کرتا ہی ملین یہ اوس دن قوس ہالی کا
خدا کا گھر نہ ٹھہرا یہ کوئی بیت الصنم ٹھہرا

ترا مقتل بھی اے قاتل تھا کوئی محکمہ شاید
سر و گردن کا جھگڑا ایک کیا خنجر حکم ٹھہرا

کبھی بھی اگر قد بلند یار سی نا بیا
یہی اونچا رہا سرو چمن دو ہاتھ کم ٹھہرا

محشر کی روز بھی نہ کھلی گی لحد میں آنکھ
کشتہ ہوں اک نگاہ تغافل پسند کا

کرسی ہی طبع جو مطلب ترک ہو
زینہ دراز چاہیئے بام بلند کا

سجا ہیں جو ہاتھ میں میری ہی ہتکڑی
دیوانہ ای پری ہوں سری دست بند کا

اوس سرو قد کی بوسہ ابرو غلط کیا
ہاتھ آگیا ثمر مجھے شاخ بلند کا

طی کر چکی ہیں مرحل ہستی کو ہم ضعیف
باقی ہی فاصلہ تو قدمہای چند کا

رہتا ہی اپنی پستی طالع سی ہم کو خوف
کمند رہ نہ پڑی کہیں پیچ بلند کا

آواز رعد سی جو دہڑکتی ہیں سب کی دل
نالہ ہے یہ کسی نہ کسی دردمند کا

مضمون شوق ایک ہی لکھوں محال ہے
مکتوب جب تلک ہو دو چار بند کا

دیوان حشر میں بہی وہ مصرعہ ہی انتخاب
مضمون ہے جسمیں یار کی قد بلند کا

تیری جلی ہو دلکو ستانی کا کیا فلک
محفوظ آسیا ہی دانہ سپند کا

صیاد آج کل ہی یہ بلبل پہ مہربان
ہر قفس غلاف سا ہے پرند کا

تا تیر دیکھا لب شیریں یار کے
پانی کا آبخورہ بھی کوزہ ہی قند کا

اوروں کا ذکر کیا کہ مری سامنی اسیر
چلتا نہیں کمال کمال خجند کا

پروا تری کچھ ای مہ کامل نہیں کرتا
میں داغ اوٹھانیکی لیی دل نہیں کرتا

کسطرح گریبان سی اوٹھی نہ تو حجاب
سر سجدہ محبوب کی قابل نہیں کرتا

سیراب ہوں کیا تشنہ صحرای محبت
یہ دشت کیوان سیکڑوں سیل نہیں کرتا

لائی اجل آخر مجھی ہستی سی لب گور
وہ کون سا دریا ہی جو ساحل نہیں کرتا

ہی ہمسی غریبوں کا بہی ای مرگ گذارا
صد شکر کہ درباں در قاتل نہیں کرتا

فراق یار مین دن رات گھر رہا تاریک
نہ دن کو مہر نہ شب کو ہوا قمر پیدا

دعائین کین ہین کی داغ عشق اوٹھا کر تو
کیا ہے قوت بازو سے ہمنی زر پیدا

طمع جو لذت دنیا کی ہو فقیرون کو
کرین ابھی تو سر بوریا شکر پیدا

روان کرون مین جو قاصد کو سوی جانب یار
ابھی تو صورت طائر ہون بال و پر پیدا

پڑی جو اوس لب لعلین کا بحر مین پرتو
سوای لعل صدف مین نہون گہر پیدا

شب وصال جو دیکھی صباحت رخ یار
گمان یہ ہمکو ہوا ہوگئی سحر پیدا

خدا کی شان تو دیکھو عدم ہی ہستی مین
وہ بت ہوا ہی زمانہ مین بی کمر پیدا

رقیب جا کا اوٹھائین گی تیغ عشق کی زخم
کہو یہ ان سے جگرون سی کرین جگر پیدا

جگہ جو کعبہ مین ملتی نہین ہمین نہ ملی
بتون کی دلمین تو ہمنی کیا ہی گھر پیدا

عرق کی قطرہ ہی تری وہ آتشین نہین
ہوئی ہین چشمہ خورشید مین گہر پیدا

جنون کی جوش مین تا لامکان پہنچ جاؤن
فلک کی گنبد بی در کا ہو جو در پیدا

اسیر مہر و مہ و نجم کی حقیقت کیا
نبی کا نور ہوا سب سے پیشتر پیدا

ماتم ضرور تھا تمھین مجھ دردمند کا
کہنا تھا مرثیہ کوئی [illegible]

جنت ہی عکس روی بت دلپسند کا
طوبی نمونہ ہی سایہ یار کی قد بلند کا

کچھ کچھ کی روز آتی ہین محبوب خنک جو
کرتا ہے کام جسپہ سیہ کاکل کمند کا

کیا حاصل اسپ عمر اگر ہی سبک خرام
چلتا ہی اپنی پاؤن سی صحرا [illegible] [illegible] کا

نشتر ہی ہجر یار مین اک ایک موی تن
بی فصد بہ رہا ہے لہو جار بند کا

سولی ہوا ہی مجکو مزا بڑہ کی بولنا
منصور وار کشتہ ہون حرف بلند کا

کسی سے کب مٹی زنار تسبیح سلیمانی
جدا کر رہا بہت ہی اثر شکل حق سے باطل کا

گداز عشق نے سو بار دل کو کر دیا پانی
ہوا اتنا یہ شعلہ سرد لیکن آتش دل کا

فراق یار میں کبھی وہ میری کی ہتالی
تماشا جسکو منظور نظر ہو رقص بسمل کا

پڑی ہیں پیش غم سے سقدر سراح ز تیغ
کرے ہے زر سو زخانہ جیسے کا تماشہ میری دل کا

سمجھے آسمان جس ہم تجھکو جو کہتے ہیں
خط تسر رنگ گرد رخ ہی ہالہ ماہ کامل کا

سراپا ایک سے جو دوسرے کی پاس جاتا تے
کبھی کب بحر وادی میں چرکس آ جای کامل کا

جو تم اوٹھ جاؤ جاے دشمنی سے اور تاریکی
دھواں بنکر یقین ہی ہو یسیلی شمع محفل کا

قیامت ہی سدہی آدہ کی دم آنکھیں تیتے
رہا دل میں تلاطم حسرت دیدار قاتل کا

جو ظاہر میں عداوت ہو تو باطن میں محبت ہو
اسیر کمین لڑیں پر دسی لنا چاہیے دل کا

دہن عیاں حسینوں کی ہی کمر پیدا
کئی ہیں ایسے ہی اللہ کی ستر پیدا

زیادہ ماشب بر کی ہ گر صبا د
ٹھہر ٹھہر ری ہوتی ہیں بال و پر پیدا

برای مستحق آدمی صد دل کی چاہیے تحتی
صریکلکسی ہوتا ہے درد سر پیدا

مقام ہے یہ نہیں ہو بستر جو سے اولاد
بہت جدائی کئی نخل کی تمر پیدا

سبب نزول حلاوت کا ہی تو دولت ہو
کرشنگ کہائی جو ہوں کل میں قمر پیدا

حصول کیا ہے بلا یا مکان جو معشعے
کسی کی دل میں تو اوسی کیا گھر پیدا

تسے وصال کسے نی کدہر گئی یا رب
ادہر تو شام ہوئی ادہ طرف سحر پیدا

عیاں ہوا کہ جہاں خانہ معیت ہی
جو طفل ہوتا ہے اسمیں وہ نوحہ گر پیدا

کرد جو دعہ تو وہ بھی ہستی ہے
نہان ہوا جو ادہر ہو گیا ادہر پیدا

زیادہ نالۂ عشاق سے ہے حسن کی رونق
ہوا ہے جمع گل میں رنگ آواز عنادل کا

وہ رہرو ہوں کہ ہے کام پیش نظر تربت
ہر اک نقش قدم مجکو نشان دیتا ہے منزل کا

قیامت تک نہ گل ہو دامن باد بہاری سے
کسی غنچہ پہ پڑ جائے اگر سایہ مری دل کا

یہ میری بعد فارغ ہو گئی ظالم اپنی گھر بیٹھے
کہ خنجر میان میں ہے آستین میں ہاتھ قاتل کا

قمر میں جب پڑا خورشید کا پرتو ہوا روشن
کہ ناقص کو بھی کر دیتا ہے کامل فیض کامل کا

سر سلطان پر افسر دیدۂ عبرت سے جب دیکھا
خیال آیا کہ یہ اولٹا ہوا کاسہ ہے سائل کا

فروتن احب التعظیم ہیں کچھ شک نہیں اسمیں
جھکی مقتول کی گردن تو اوٹھا ہاتھ قاتل کا

ہوا ثابت ہمیں طفلی و پیری و جوانی سے
کہ ہستی سے عدم تک فاصلہ ہے تین منزل کا

یزیدی فوج لاکھوں یاور شبیر تھوڑے سے
بہت کم حق کی طالب اک جہان بھر پڑا باطل کا

گریبان قیس کا پھاڑا تو کیا اے پنجۂ وحشت
جو ہمت ہو تو پردہ چاک کر لیلی کی محمل کا

سقر میں بسکہ وہ زلف سیہ آنکھوں میں پھرتی ہے
گمان جادوں پہ ہوتا ہے بیابانمیں سلاسل کا

اسیر احباب گل میری لحد پر کیوں چڑہاتی ہیں
دماغ اہل فنا رکھتی نہیں شور عنادل کا

بتا قاصد یہی ہے بوستان کوچی قاتل کا
چھٹا کرتا ہے فوارہ گلوئی مرغ بسمل کا

کیا ہے غازۂ رخسار جب سے خون بسمل کا
ستارہ اوج پر ہے جوہر شمشیر قاتل کا

کہو احباب سے کیوں قبر میں شانہ ہلاتی ہیں
ذرا راحت سے سونے دیں تھکا ماندہ ہوں منزل کا

حذر ایسا جو میری خون کی چھینٹو نسے ہے اوسکو
گریبان گیر ہوں گا حشر میں دامان قاتل کا

حریصوں کا شکم بھرتا ہے کوئی جمع دولت سے
کہ تاج زر پہ بھی رونا وہی ہے شمع محفل کا

کوئی ذرہ نہیں ہے پرتو خورشید سے خالی
تماشا دیکھ لے صحرا میں اوسکی فیض شامل کا

سمجھو نہ اعتبار کلام اسیر کو
دیوانہ وار منہ مین جو آیا وہ بک گیا

زینت ہوئی بدن کی جو ہر بال پک گیا
گویا بہری مکان مین سپیدی چمک گیا

جس صبح روی یار سی پردہ سرک گیا
خورشید طالع شفۂ خاور چمک گیا

زر دوہی اہل حق کو بہی دنیا ہی آبرو
لوح طلا سی صفحۂ قرآن چمک گیا

ای دست مرگ تیری ستم کا بیان ہو کیا
ملبوس جان ہزار جگہ سی مسک گیا

کوٹہی یہ جڑہ کی باندہ دیا نہی خط شوق
قسمت سی اوس پتنگ کا تیا اٹک گیا

آیا مرض مین یار عیادت کی واسطے
چمکا جو درد دل تو مقدر چمک گیا

اروت سان یہ دلکو ہوئی اوس دہنکی چاہ
اولٹا کنوئین مین جاکی یہ اندہا لٹک گیا

تاثیر ہو الفت بتان سی بعد مرگ
مثل حباب گنبد مدفن چٹک گیا

پہنچا مجھی عداوت قاتل سی اور نفع
چہڑکا جو نمک زخم کا کوچہ مہک گیا

وارو کوئی حسین ہو تو بہی غمکدہ ہی باغ
یوسف کی بو سی خانۂ زندان مہک گیا

لکہا نزاکت کمر یار کا جو وصف
خامہ برنگ شاخ گل تر لچک گیا

کس خط سبز کا تہا مین کشتہ کہ بعد مرگ
آبحیات خضر لحد پر چہڑک گیا

دیکہا جو حسن یار تو اللہ رے جوش دل
آئینہ مثل جام لبالب چہلک گیا

می کیا فراق یار مین پانی اگر پیا
اوترا نہ گہونٹ میری گلی مین اٹک گیا

کامل وطن مین اپنی ٹہرتا نہین کبہی
پختہ ہوا تو شاخ سی میوہ ٹپک گیا

اوس رشک ماہ سی جو جدائی ہوئی اسیر
ایسا جگر جلا کہ دہوان تا فلک گیا

کیون کسی استاد کی دیوان کو دیکھیں وقت فکر | حاکم مردہ کا دستور العمل پایا تو کیا

بالکا

مجکو الواح سخن مین ہی ید بیضا اسیر
سیر کی اچھا جو ادار عرل پایا تو کیا

قاصد تلاش کر کی گہر اوسکا جو تھک گیا | آخر وہ میری خط کو میری لیکر شک گیا
رخ کو چھوا تو وہ مزہ دل میں کھٹک گیا | گل توڑنی میں ہمارسی دامن اٹک گیا
گرمی ہی یہ سخن میں کہ ارباب طبع سے | چھاپی جو میری شعر تو پتھر چٹک گیا
ادنا یہ فیض ہے تری دریای فیض کا | آب گہر سے کاسۂ سائل چھلک گیا
سعی جو میری شعر کی ملتی نہیں مجھے | شاید زمیں میں گر کی خزانہ سرک گیا
شکوہ مری دہن سے جو نکلا جدا ہو | پیمانہ ہو چکا تھا لبالب چھلک گیا
ای ترک استوانہ اوٹھا قتل عام سے | دو دن ہی کہان تلک ملک الموت تھک گیا
محروم میں وہ تھا جو نمک لیگئی مجھے | دل کی جلن سی اور جسم پھڑک گیا
اچھا ہوا کہ آپ نی دی گالیاں مجھی | معدومی دہن کا مری خال ہی شک گیا
اللہ ری دنگان ساقی کہ پیاس سے | کانٹی مری زبان پہ پڑی آہ کھٹک گیا
گردون ناگوار ہو العدم گر ہی | کافور سے کفن جو ہمارا مہک گیا
لعنت کا سا ی ملک مجھی پر روا نہیں ہے | کھایا ہی غم یہ گرسنگی کا کہ چھک گیا
دریا میں گر پڑا جو مرا کوی اشک گرم | لطیں صدف میں دانہ گوہر چٹک گیا
میں رد تھا کہ رشتہ میں سچا سہو فلک | ملائی کی جو دوڑ تو سحر تلک گیا
آنکھوں میں اس تو کی مروت نہیں رہی | کیا ان تلون سی تیل بالکل ٹپک گیا
سرگشتہ یوں ہی کوچۂ گیسو میں دل مرا | ظلمت میں جیسی راہ سکندر بھٹک گیا

ہست کہتا ہی کوئی اوسکی دہن کو کوئی نیست
خال لب کو کیوں نہ ہم نقطہ کہیں اشکیک کا

دام الفت ہوگا اب کیا رشتۂ طول امل
قطع ہونٹوں نی کیا ہی سلسلہ تحریک کا

صاف کر دل تا ہو صورت نما عالم اسیر
بزم میں جو ادا ان ہی کون آئینہ تاریک کا

نخل عمر پنجروزہ سے جو پہل پایا تو کیا
چار دن کو ہفت کشور میں عمل پایا تو کیا

شوخیاں ہیں جو حسینوں میں وہ حوروں میں کہاں
مرکی ہمنی خلد میں نعم البدل پایا تو کیا

کیا کرینگے پا دباغ دہر کو سرو و چنار
اسنی پای لنگ اونی دست شل پایا تو کیا

جانتی منہ دو نکو پامال ستمگر ای فلک
ہم ضعیفونکی دلونکو توسنے کچلا پایا تو کیا

لعل او گل منہ سے جو تجہ میں ہمت مردانہ ہے
آگ اوگلنی کو دہن مثل زحل پایا تو کیا

ہی وہ سلطان لا کی قابو میں جو کوئی ملک دل
کشوروں میں پادشاہوں نے عمل پایا تو کیا

اصل کیا دنیا کی دو دن کی زہر ہی اسکا مزہ
نخل حنظل سی کسی نی تلخ پہل پایا تو کیا

بند کردی رعب حسن یار نی اپنی زبان
عرض کا موقع گزارش کا محل پایا تو کیا

زندگی ہے مرگ سی بدتر فراق یار میں
آب حیوان آب خنجر کی بدل پایا تو کیا

گور میں رہتا ہی یہاں ہر سکونت چند روز
طاق کسری کا فریدون کا محل پایا تو کیا

پہر چلی گی تیغ اگر اوسکی گلی پر بک گئی
ایکدم کو اور قضا ای اجل پایا تو کیا

ہم تہی قسمت ہی گویا مردم تصویر ہیں
زر نیا یا قرب ارباب دول پایا تو کیا

تل کسی محبوب کے چہری کا ہونا تہا کبہی
آسمان پر اوج تونی ای زحل پایا تو کیا

جانتی ہیں ہر قاتل موذیونکی فیض کو
خانۂ زنبور سی ہمنے عسل پایا تو کیا

صبح کو خالی وہی بستر وہی ہم ہیں اسیر
خواب میں شب بہر جو دلبر ہم بغل پایا تو کیا

جان لینی کو کم نہین شب ہجر
ملک الموت تو کدہر آیا

بوسہ سیب ذقن کا اوس سے دیا
نخل امید مین ثمر آیا

دخت رز سر چڑہی جو ساقی کی
میری آنکہون مین خون اوتر آیا

صورت یاس ہی خلاف اسیر
تو ہی قرآن سی پیمبر آیا

کمر سے تیغ جو اوتر کے تتمہ کر لینا
تو سب کو بعد مجہی پہلی یاد کر لینا

بغیر ختم ہوئی یار را ڈر چلا نامہ
پکارتا ہی رہا مین کہ نامہ بر لینا

لکہی نصیب زلیخا کو بیاہ یوسف کی
کسی قبول ہی زر دیکی درد سر لینا

متاع طاقت دلکو تو کر چکی غارت
اب آگی آپ کو ہی کیا کسی کا گہر لینا

بدن مین رعشہ ہی یہ ہاتہ شش مین ابہی ساقی
گری جو ہاتہ سے میری قدح تو بہر لینا

نگاہ چشم عنایت ادہر سے ہو کہ نہ ہو
ہمین تو سجدہ اوسی پانچ وقت کر لینا

چلا جو دل طرف زلف کہہ گیا اتنا
کسی بلا مین پہنسون تو مری خبر لینا

ذرا سی بات مین ہوتی ہین اپنی بیگانی
بڑا کمال ہی اپنا کسی کو کر لینا

گرسنہ ہی سگ منزل تو فاقہ کش رہزن
ہوا ضرور مجہی توشۂ سفر لینا

عبث ہی خوف تڑپنی کا حکم دی صیاد
جو رشتی دام کی ٹوٹین تو دام بہر لینا

مریض عشق بس اب صبح ہی یا تو شام نہین
گہڑی گہڑی کی تمہین چاہیے خبر لینا

کرم کیا ہی جو سائل پہ غم نعمہ کہا منعم
خسارہ کیا ہی جو دنیا ادہر ادہر لینا

کہد کمال عزیز و مقام وحشت ہی
اوتارنا جو مجہی سے پہلی تم اوتر لینا

گدا و شاہ ہین و چار روز لعبۂ گور
زمین کو شاہ ملک اپنا پیٹ بہر لینا

کرتاہی بیٹہی باتین بہی ہم سی وہ اج کل
شیرین دہن تہا شکر ہی شیرین زبان ہوا

دشنام دی کی بوسہ دیا ہمکو یار نے
حلوا اسیر مرہم زخم زبان ہوا

نہ پوچھو حال میری دلسی جوش قلزم غم کا
کہ جو گرداب اس دریا مین ہی حلقہ ہی ماتم کا

بنات النعش ہو تابوت وہ سامان کر دون غم کا
بناؤن ابلق ایام کو دلدل محرم کا

خداوندا نہ کہولی ہاتہ سی دلسن کبہی غم کا
رہی سایہ مری تابوت پر بہی نخل ماتم کا

پہنچکر خدمت پیر مغان مین دل یہ کہتا ہے
کہی کس خضر کی مہمان ہون مین لب سی جام جم کا

عطا کرتی ہی شاہی کا مزہ جلوہ مین مینوشی
یہ ساغر جسکو ہاتہ آئی وہ پائی مرتبہ جم کا

کہو ظالم سی مال مفت کہا کہا کر جو بہولا ہی
کہ ہوگا جسم فربہ ایکدن کندہ جہنم کا

ہوائی جامہ باریک ہی کیا گلعذارون کو
بنا کرتی ہین آنکہین آنسوؤن سی تہان شبنم کا

مرا مضمون جو باندہی غیر اپنی شعر مین کہدو
نہین زیبا کہ دست زال مین ہو گرز رستم کا

زبانہ شادمی ستم کسی کو دی یہ کیا ممکن
ہی تخت عروسی بہی تو چوب نخل ماتم کا

مین وہ دیوانہ ہون جب قید خانہ مین قدم رکہا
بچھایا بیڑیون نی ہر طرف غل خیر مقدم کا

کسی نیزی سی قدر لی کر دیا ہی ہمکو دیوانہ
مناسب پاؤن مین ہی سلسلہ گیسوی پرخم کا

دو رنگی رنج و راحت کی مٹی کب اس گلستان مین
وہی ہنسنا ہی پہولون کا وہی رونا ہی شبنم کا

یہ نفرت وصل سی اونکو ہی نامہ چاک کر دیتا
جو فقرہ دیکہین کسی جا وصل پائین حرف مدغم کا

کسی دن آکی سینی پر حنائی ہاتہ رکہدیجی
علاج داغ دل ہو جائی پہاہا لال مرہم کا

جہان مین کون ہی وہ جو بہتا پہر کر نہین آیا
دردولت حقیقت مین ہی مرجع سارے عالم کا

غنی ہین ہم غرض بخل و سخاوت مین نہین رکہی
ہماری بزم مین ہی ذکر قارون کا نہ حاتم کا

رولاتا ہی جو وہ دست حنا سے — گمان اشکون پہ ہی عطر حنا کا

نہ باندھو دل کو گیسو بین نہ باندھو — حسینون کو واسطہ مشکل کشا کا

بلائی گھر مرا دیکھا نہین ہے — بتادو کوئی گھر مجھکو بلا کا

گدا سلطان ہوتی درویش سلطان — عجائب کارخانہ ہی خدا کا

کہون حق حق تو تہا آدم کا نقشہ — تری تصویر نورانی کا خاکا

تفاوت کون نیک و بد مین سمجھے — خدا ہی ایک رند و پارسا کا

ق

اسیر اون کو جو دی پائی جنت — عجب رتبہ ہی شاہ کربلا کا

بہت سی صورتین ہین مغفرت کی
بکی کی ساتہ ہی اسکے اتباسے

سمجھی یہ ہم جو وہ خط عارض عیان ہوا — صیاد حسن جال چھپا کر نہان ہوا

موقوف بعد مرگ نہ شغل فغان ہوا — مردہ مرا دہان لحد کی زبان ہوا

آتی نہین ہی ہاتہ کسی کی جو بہر دفن — اوس کوچی کی زمین نہ ہوئی آسمان ہوا

ہتیا ہو کہ دین نہ شیطان کری خراب — گلہ ہی مال گرگ جو غافل شبان ہوا

وہ مست ہین کہ گو رہین ہمکو نہین خبر — نوبت کب آئی صور کی محشر کہان ہوا

روشن اوسی کا نام رہا مثل آفتاب — مرسی جو تیری راہ طلب مین روان ہوا

جوش جنون نی مجکو دکہائی نئی بہار — پیراہن دریدہ گل بیخزان ہوا

غم کو تیا مری دل نالان سی مل گیا — جاسوس راہ زن جرس کاروان ہوا

دل ہی مرا کہ اپنی چھپائی ہزار داغ — اک داغ بہی نہ ماہ سی دل مین نہان ہوا

مرکر مسافران عدم کو دیا پتا — پتھر مری مزار کا سنگ نشان ہوا

دولت بی فیض ہاتھ آئی بھی تو کس کام کی
تنگ دل ہوتا ہی اکثر صاحب اکسیر کا

بے اثر سے ہے کون اپنی آہ کا مصرع اسیر
حشاعدہ سے ہے بس مین نظم محسن تاثیر کا

شاد ہی دل قید سی الفت بت بے پیر کا
ہاتھ آیا ہی حصار عافیت زنجیر کا

جذب دل اللہ ری صید افگن تری نخچیر کا
تیر نکلا رہگیا سینے مین پیکان تیر کا

مین وہ دیوانہ ہون گیسوی بت بی پیر کا
ہی وہان مار ہر حلقہ مرے زنجیر کا

ہر لب فار سے گلر تک تیری تیر کا
رنگ لایا خون ای ناوک فگن نخچیر کا

آرزو ہی ہو ہماری منہ مین قاتل کی زبان
ہر دہان زخم لی بوسہ لب شمشیر کا

فرط حیرت سی تن بیجان مین ہے یون بنی جان
بالکل جیسے سفینہ قلزم تصویر کا

زلف چھوٹی جیسی وہ چہرہ نظر آتا نہین
سایہ سد راہ ہی خورشید عالمگیر کا

بیزبان بھی فکر روزی سی یہان فارغ نہین
ہی برائی شیر رونا کودک بی شیر کا

ہوتی ہین جب گرم صحبت خوش نوایان چمن
ذکر کرتی ہین تری رنگینی تقریر کا

سیمتن محبوب کا کشتہ ہون ماتم مین مری
خاک کی بدلی اوڑانا چاہیے اکسیر کا

اہل حیرت سی نہ رکھہ اندیشۂ افشای راز
بولنا ممکن نہین ہی مردم تصویر کا

ہی ہماری خون کی دھبے سی لازم احتراز
داغداری ترک ہو جائی نہ پھل شمشیر کا

کر رہا ظالم کہ ہون دیوانہ نازک مزاج
اب زیادہ غل سنا جاتا نہین زنجیر کا

غیر اگر دیکھی تو کھا غیرت سی ہو آب آب اسقدر
رنگ صفحی سی ٹپک جائی مری تصویر کا

اہل دولت سی سمجھہ اہل شجاعت کو سوا
زر سے آہن بیش قیمت ہی کہ مین شمشیر کا

اہل حق سی ہوتی ہین اعجاز بعد مرگ بھی
قاری قرآن رہا نیزی پہ سر شبیر کا

وہ بسمل ہوں چمک جب درد کی زخموں میں ہوتی ہے
چمکنا یاد آجاتا ہے قاتل کی کٹاری کا

کیا کرتا ہے یہہ بوسے محبت فاش جلجل کر
دل سوزاں میں بھی ہے خاصہ عود قماری کا

وہ دیوانہ ہوں ڈر سے میری آگے آ نہیں سکتی
ہراساں ہے نشہ جرات ہر اک یوزشکاری کا

بڑی ناداں ہیں وہ بندونکو جو مجبور کہتے ہیں
ملا ہے اختیار انکو امور اختیاری کا

رہا ترک تعلق میں بھی شغل خانہ بر دوشی
نہ اوترا پر نہ اوترا بوجھ سر سے خانہ داری کا

بناتا ہے اگر مجنوں کی تربت پر بنا گنبد
مگر نقشہ ہوا ہے معمار لیلی کی عماری کا

تڑپ کر مر گئی ہم نخل تو اوس زرک کا دیکھو
دیا اک بوند بھی پانی نہ بوندی کی کٹاری کا

جسے صحن چمن میں قمریاں شمشاد سمجھی ہیں
عصا بردار ہے اوس سرو قامت کے سواری کا

عبث یہہ جو پیشہ حیلہ تدبیر کرتے ہیں
نشان پر ظلم خنجر سے نہیں جرم آبداری کا

ہوئی کیا جلد کوچ پیری چلتی ہیں عصا لیکر
یہہ عالم آج ہے کل تھا زمانہ شہسواری کا

کری وقت مصیبت میں جو سایہ شہر کی یاری
اوسی کی واسطے زیبا ہے دعوی شہریاری کا

ہوئے ہم مست اگر منہ جانیسی بوئی شراب آئی
دماغ اس ناتوانی میں ہے کسکو بادہ خواری کا

بہت مہماں ہیں اوچھی زخم اور اونکو عنایت کر
مری پہلو کو دی ای تیغ حصہ زخم کاری کا

گریباں ہو گیا آب رواں کا گرد کا دامن
ہوا ہے قطع جامہ اپنے تن پر خاکساری کا

کیا مشہور مجھکو بھی منجم اہل عالم نے
شب فرقت رہا یہہ مشغلہ اختر شماری کا

اسیر اوس کوچہ میں کیونکر نجاؤں ہر سحر اوٹھکر
کہ عالم ہے اضطراب دل سے بی اختیاری کا

رخ گلگوں پہ ہو خال جو شب گوں پیدا
ہم یہہ سمجھے کہ ہوئی لالی سے افیوں پیدا

وصف گیسو سے ہوا رنگ گرگوں پیدا
روز چوٹی کی ہوا کرتے ہیں مضموں پیدا

زخم حسرت ہی تیری تلوار کا کھایا نہ گیا / سر کبھی اوس سے شہید تیغ اوٹھایا نہ گیا

ہم عبانون پہ غضب لاے کمی قاتل کی / پاؤن رگڑا کیے اک ہاتھہ لگایا نہ گیا

کیا تعجب تھا اگر آنکھہ مری کھل جاتی / قبر مین آپ سے شانہ بھی ہلایا نہ گیا

مہندی کا ہاتھہ نہین لگا ہی ہوئی آیا دم حشر / خون ناحق مری قاتل سی چھپایا نہ گیا

دیکہتا خاک مسیحا تری بیمار کی نبض / جل رہا تھا جو بدن ہاتھہ لگایا نہ گیا

عاملون نے تری وحشی کی بہت کی تدبیر / نہ کیا سر سے تری زلف کا سایا نہ گیا

ہوس مرگ دلا ہجر مین بیجا تو نتھے / غم مٹایا نہ ہٹا رنج گیا یا نہ گیا

سیر فردوس جو حاصل نہوئی تو نہوئی / شکر کرتا ہون مین دوزخ مین خدایا نہ گیا

بات قاصد کی غلط جھوٹ جواب نامہ / لیکے خط بیٹھہ رہا گھر کہین آیا نہ گیا

سلطنت تیرے فقیرون تلک ای سوبار / بوجھہ بھاری تھا بہت السنی اٹھایا نہ گیا

اغنیا کیسی ہوا خواہ بہتی تو مستونکی / تجھہ سے اک دانہ انگور گرایا نہ گیا

صبح تو بت ضعف فی اللہ سی کہا ہمین دور / بتکدہ کیا کبھی مسجد مین بھی جایا نہ گیا

دل ہوا سینے سی گم عالم تنہائی مین / کس پہ چوری کا گمان ہو کوئی آیا نہ گیا

سخت عاجز ہون کہان بہیکدون اب سایہ سفر / رہزنون سے بھی مرا بوجھہ لٹایا نہ گیا

منزلون سی در دولت پہ ہوئی ہم حاضر / تم سے دروازے تلک بھی کبھی آیا نہ گیا

سکت جانان مری ہڈی پہ تو دوڑا لیکن / گرم لقمہ تھا بہت منہ سی لگایا نہ گیا

کیا وہ آتی مرا تابوت اوٹھانیکو اسیر / نزع مین جنسے عیادت کو بھی آیا نہ گیا

ہو جو شوق طہارت کرا رادہ جانثاری کا / کہ حکم آب دم شمشیر سے بھی آب جاری کا

مصحفی

کیا ٹھکانا لفظ و مضمون کا اسیر
منہ مین جو آیا مین وحشی بک گیا

کچھ تو لذتِ زخم کی ای گردنِ بسمل اوٹھا
ہو سکی تجھسے تو نازِ خنجرِ قاتل اوٹھا

صورِ محشر بنگیا آوازۂ خلخال پا
جب اوٹھا وہ رقص کو فتنہ سرِ محفل اوٹھا

دوڑتا آتا ہی مجنون دور سے ناقیکی ساتھ
شرم ای لیلی کہان تک پردۂ محمل اوٹھا

صبح پیری ہو چکی بالین پر آیا آفتاب
کھول آنکھین خوابِ غفلت سی سیر بعاقل اوٹھا

کھڑکھڑاہٹ ہڈیونکی سنکے جسمِ زار مین
خواب سی سیری پہنچتی ہے سگِ منزل اوٹھا

کب ملی فرصت تڑپنے سی تری بیمار کو
کچھہ کمی درد جگر نے کی تو دردِ دل اوٹھا

سیر دریا مین جو دیکھا یار کو غیر ونکی ساتھہ
مین یہہ رویا نوحکا طوفان لبِ ساحل اوٹھا

دعوی خون کس سی کرتا مین کہ روز بازپرس
چھپ رہا قاتل یہہ دو دِ نالہ ہای دل اوٹھا

دل نے وہ تاثیر پیدا کی کہ جب نالہ کیا
ان بتون کی دل تو کیا عرشِ خدا تک ہل اوٹھا

دور سے دیکھا جو مجکو بزم مین آتی ہوئی
ہاتھہ رکھہ کر تیغ کے قبضے پہ وہ قاتل اوٹھا

غیر کا مردہ بہت فربہ مرا مردہ ہی زار
بوجھ کاندہی پر اوٹھانیکی جو ہو قابل اوٹھا

جسم مین طاقت تڑپنے کی جو ای بسمل نہین
آہ سے سر پر زمین کو جیتہ قاتل اوٹھا

جان پر کھیلے نہ بیٹھا ایکدن نقشِ مراد
یہہ اوٹھا سے رنج دنیا سی ہمارا دل اوٹھا

ہر رگِ گردن ہوی سیراب آب زندگی
کیا کہون کیا لطف زیرِ خنجرِ قاتل اوٹھا

زندگی بھر کی نہ میری قدر یاران نے اسیر
اب یہ کہتے ہین کہ دنیا سی بڑا کامل اوٹھا

چیندسے بدن مین رہ کی مرا دم نکل گیا
سر گرگھن مین نیرِ اعظم نکل گیا

شعر کی فکر میں بیگانہ آفاق رہے
کبھی مصرع نہ لگا مصرعہ تنہا سے کا

چاک کر میرے گریبان کو ذرا اے جنون
نظر آتا ہے یہ کوچہ مجھے رسوائی کا

کونسی بزم ہے جس جا گزر شمع نہیں
طور سیکھا ہی کسی شاہد ہرجائی کا

زندہ دل جو ہیں وہ ہیں غیر کی احسان سے بری
مردہ مشتاق ہوا کبھی نہ مسیحائی کا

ہوں وہ بیکس کہ نہیں کوئی شناسا میرا
عین مجمع میں ہے عالم وہی تنہائی کا

پھر چکی ساری زمین عالم کی اے جا بی [illegible]
قصد خلوت سے کرو انجمن آرائی کا

غنچہ چٹکا جو کوئی خوف سے یہ بلبل کو ہوا
ہو ڈھنڈورا نہ کہیں یہ مری رسوائی کا

قطعہ [illegible] جو تناہین پائی صنم پر بھی اسیر
اٹھ نہ لیکی برہمن سے جبین سائی کا

پاؤں کیا بلکہ پھرا سر تری سودائی کا
مرحلہ طی نہوا بادیہ پیمائی کا

دل کرے خواہش مرہم تری سودائی کا
داغ اچھا ہوا گر لالۂ صحرائی کا

آتی جاتی ہیں بہت ساتھ میں [illegible]
خوف کچھ راہ عدم میں نہیں تنہائی کا

دل مضطر کہیں عاشق کا ٹھہر سکتا ہے
نام ہی نام ہی بس صبر و شکیبائی کا

وہ حسین تو ہی کہ دیکھی جو تجھی ساری عمر
دل نہ ہو سیر تماشی سے تماشائی کا

کبھی یہاں ہی کبھی یہ دولت دنیا ہی وہاں
ایک جا پاؤں ٹھہرتا نہیں ہرجائی کا

خاک پیری میں کروں گوشہ عزلت [illegible]
حوصلہ ہے نہ رہا انجمن آرائی کا

تیز خنجر سے سوا ہے ترا نشتر فصاد
خون گردن پہ نہ لینا کسی سودائی کا

دن تو بہلا کی دل زار کو کاٹا ہر طرح
کیا کرے دیکھیے صدمہ شب تنہائی کا

مرگ کی وقت کسی کا نہیں ہوتا کوئی
گور میں ساتھ نہ بھائی تی دیا بھائی کا

مضمون تری مژہ کی یہ وحشت فزا لکھے
تنکے چنے کبھی جو علم و نکتہ چین ہوا

بعد فنا بھی ظلم فلک سے نہین نجات
کس مردمی پہ فشا نہ نہ زیر زمین ہوا

مٹی نہ کس طرح تن بیجان کی ہو خراب
آراستہ مکان نہ کبھی بے مکین ہوا

کیون محفل سخن مین نہ شاعر کا جی لگی
دو شعر پڑہ کے مورد صد آفرین ہوا

وصف نبی لکھا تو یہہ پایا شرف اسیر
خامہ ہمارا شہپر روح الامین ہوا

کمال نیستی سی دل اگر آگاہ ہوجاتا
زبان سی ہو نکلتا تن فنا فی اللہ ہوجاتا

تری طرز طبیعت سی جو کچھہ آگاہ ہوجاتا
مصاحب چار دن مین بندۂ درگاہ ہوجاتا

بڑی دولت ہی جسکا نام ہی عالم مین استغنا
گدا اس کوچی مین آتا تو شاہنشاہ ہوجاتا

زبانین تشنگان وادی الفت کی تر ہوتین
جو وہ چاہ زنخدان فی سبیل اللہ ہوجاتا

فقیر اللہ کی ہین ہم اثر رکھتے ہی بڑے نیے
زبان سی جو نکلتا حکم نادرشاہ ہوجاتا

ضیائی دل سے کچھہ زور معاصی چل نہین سکتا
مقر رات بڑہ جاتی جو دن کوتاہ ہوجاتا

جبین سا ہم جو ہوتی در پراوس خورشید طلعت کے
یقین ہے داغ سجدے کا چمک کر ماہ ہوجاتا

کرامت شیخ مین دیکھی نہ قدرت کوئی راہب مین
کسی کا معتقد کیون بندۂ درگاہ ہوجاتا

ارادہ بتکدی سی مین کبھی کرتا جو کعبی کا
قدم پر بت ہر اک گر کر کی سنگ راہ ہوجاتا

وہیا سا ہون توقع ہی مجھی کب بیاس بجھنی کی
قریب چاہ مین جاتا تو اندھا چاہ ہوجاتا

دھڑکتا ہی کلیجا ذکر محشر سنکی واعظ سی
جو کل کی دن ہی ہونا آج یا اللہ ہوجاتا

چھری کیطرح چلتی ہی زبان اوس طفل کی آ لسے
سبق پڑہتا تو بسمل مرغ بسم اللہ ہوجاتا

ہمین تو دوڑنا تہا روز راہ سعی مین لازم
نصیب آیندہ تہی مطلب نہوتا خواہ ہوجاتا

شدت گریہ کی گی منہدم جسم سے گلے
پھر ابر برہی بہلا کس تنگین ناوک کا توڑ

سیل کو تشکل نہین کچھ توڑنا دیوار کا
خنجر ہر قسم کس تیر ہین ہوتا ہی خم تلوار کا

خار ہین بیٹھا ہون جیب گریبان اہل دنیا سی سیر
ہی تقلید کون مجھ سا احمد مختار کا

گھٹا کی بدر کو ہر ماہ مین ملال کیا
تمہاری چاند سی پہری لی بہی کمال کیا

مرا ایسا امر مین اندیشہ مآل کیا
غم سے سرور سرور غم و ملال کیا

کہون گا حشر مین آئی اگر وہ زلف بلا
اسی لی مجکو گنہگار بال بال کیا

ہماری بعد کیا حال اونکی الفت کا
کمال درد سی روئی بڑا ملال کیا

کہین زیادہ ہی قصاب سی ہی غمزہ دوست
تبہی حلال کیا لی چہری حلال کیا

گدا ہوی تو گدای در کریم ہوسے
کیا سوال تو اللہ سی سوال کیا

بجا ہی عکس جو آئینہ مین نہین پڑتا
خدا لی تمکو زمانی مین بیمثال کیا

جواب خط کا رہا انتظار نزع مین بہی
فرشتہ آیا تو قاصد کا احتمال کیا

نہ سوجھتا ہی چمن کا نہ دشت کا رستہ
جنون کی جوش لی اندہیرا پکی سال کیا

وہ میزبان ہون نچہوڑی رعایت مہمان
جو ٹہری دعوت مجنون ہرن حلال کیا

تقتیل بات کسی لی کہی تو سمجھا مین
کسی سے لی کند چہری سی مجھے حلال کیا

وہ تحیت پست لی ہین تجہی برنگ حنا
کہ جسکی جو بھی قدم اوسنی پایمال کیا

رہا مرض مین بہی اخفای عشق مد نظر
ہوا جو زرد تہا چون سی منہ کو لال کیا

خوشی ہوی جو کبہی سامنا ہوا غم کا
شکست رنگ لی چہرہ مرا بحال لیا

ہوی یہ بات ستم مین حال بہرسی ر تقتیل
دیا زوال جسی صاحب کمال کیا

و دولت ہمسایہ کردیتی ہی لذت مین شریک
آنکھہ دیکھی دل اوٹھائی ذائقہ دیدار کا

آنکھہ کا حاصل سجائی طوق گردن چاہیے
ہہ نہین دیوانہ کسی کی نرگس بیمار کا

بہوک مین سنگ شکم سی نفس بد کو دون شکست
چاہیے سنگ گران سی سر کچلنا مار کا

ایک بہون تابن کا دشمن ہو چہوٹا یا بڑا
کام وقت ذبح کرتی ہی چہری تلوار کا

مستقل و اعلی ہین دونون ایکسی حاجت سی شہر
کام خندق کرتی ہی گرد چمن دیوار کا

صحن محشر سی ہمین کرتی ہن باہر کیون ملک
ہم بہی آئی ہین تماشا دیکہنی بازار کا

اہل دنیا حرص زر مین ہو گئی کیا کیا ہلاک
زہر قاتل ہو گیا شہرت او نہین دینار کا

تیرگی کہتی ہین اوسکو نور ہی جابی سواد
چشم اعمی ہی چراغ اپنی مکان تار کا

ہین تماشائی جو گلزار محبت کی اسیر
پہل سر منصور کو کہتی ہین نخل دار کا

ڈر نہین مجہکو کسی قاتل کسی خونخوار کا
سر حزین ہی مجہ سخت جانکی موت یہ ہی تلوار کا

سب ہین طالب یکتا ہی کون جلوہ یار کا
چشم مردم سی نہان ہی یوسف اس گلزار کا

ہستی نقاش قدرت صاف ظاہر ہو گئی
موسم گل مین مرقع دیکہہ کر گلزار کا

رہ گئی منہ چہپا یون گلزار جنت کا جو نام
ساتہ زاہد کی ہو ساقی حشر مجہہ میخوار کا

شکل اپنی کب نظر آتی ہی اپنی آنکہہ سی
آئینہ بین نظر رکہہ دیدۂ اغیار کا

نیز می کریان کو خوشی سی اد رہی ہی تابی زخم
کیا ہمسائی گا نظارہ قہقہہ دیوار کا

مہر می چشم تر سی چمکی رو دی جانانکی بہار
باعث آب چاہ ہی شادابی گلزار کا

حلقۂ گیسو لی رکہا بوسۂ عارض سی باز
ہو گیا قفل در میخانہ گنجینہ مار کا

ناتوان بینی ہی اون آنکہونکی تم کو اسی عیان
حال کہلتا ہی جیسی نبض سی بیمار کا

ساہی جو دو کرم سی یاب و گل کی جگہہ
اسیر جانہ احسان حراب کیا ہوگا

ہوتی آتی ہی کیا سوی چمن کالی گھٹا
دختر رز سی سواسانی ہی متوالی گھٹا

ہوں وہ دیوانہ جو آئی میری ہدانگی پر
تیوروں سی اماداس کر گئی حالی گھٹا

قاصدا جلدی رواں ہو صاف سطح ہی ابھی
تار ارش کا ہی بزم مین لا رہی حالی گھٹا

کشت میری ہی ابھی تک قابل نشو و نما
کیا کلف ہی جو برسی بعد پامالی گھٹا

در فشانی چاہتی ہی میری کشت آرزو
لائی گی ایسی کہاں سی ہمت عالی گھٹا

دن رہائی قید کی سیجا میں صیاد سے
شکر صد کرہ تو سرخ لی پر و بالی گھٹا

زلف چہری پر تمہاری دیکھہ کر کہتی ہی خلق
واہ کیا چھائی ہوی ہی باغ پر کالی گھٹا

ہو گیا اک جام پیکر دو جہاں سی بیخبر
دی گئی مجھکو پیام فارغ البالی گھٹا

اسکی مرمن سہی ہی سودا کیا کسی بلکی لپٹ
کرتی ہی میری طرح رو رو کہ جو دل خالی گھٹا

کیوں کیا کسی توقع لطف غزلت میں اسیر
سیر کو تب آئی تم جب باغ سی جالی گھٹا

بو جو سبقت دیتا ہی محمل میں پسینا یار کا
عطر کیسا جوب گرمی لی گل رخسار کا

عیر کیوں کرتا ہی وصف اوس لب و حد ار کا
نامہ بہا نامرد کو زیبا نہیں تلوار کا

رگ گل طور ہلتی ہیں تو آتی ہی صدا
آنکھ کر پیدا اگر ہو حوصلہ دیدار کا

جو سکت حیرت کا یہ عالم ہی کہ کر سکتا نہیں
ہی مقرر میری آنسو آئینہ دیوار کا

مرد عالی قدر سی دنیا کر یکی کیا طلب
پائی راکب کو نہیں رستی ہیں کشتا مار کا

سو ذیوں کی ہیں شریک حال اسعد بہ میر
چیونٹیاں آتی ہیں اوٹھوا نیکو مردہ یار کا

ایاز حسن مین اونکا جواب کیا ہوگا
غلام بنئی گا آفتاب کیا ہوگا

خدا سی شرم نہین ہی جسی گناہ کی وقت
گا خلق سی اوسکو حجاب کیا ہوگا

وہ شہسوار کبھی پاؤن تک نہین رکھتا
جھکی بدر ہلال رکاب کیا ہوگا

خلاف وقت ملیگا نہ رزق تقدیر سی
کری گا لاکھ کوئی اضطراب کیا ہوگا

ادھر گناہ ادھر بیحساب سی رحمت
عبث ہی فکر کہ روز حساب کیا ہوگا

بتون کا شوق سمجھ کر لیچلا ہی تجھے
یہی جو حج ہی تو حاصل ثواب کیا ہوگا

یہ میری رونی سی گھبرا گئی ہین حضرت نوح
ذرا سی پوچھ رہی ہین حباب کیا ہوگا

زبان غیر پہ ہی ذکر روی یار عبث
پڑھی گا گبر جو قرآن ثواب کیا ہوگا

عبث چھپائی ہو زلفون مین عارض [illegible]
حجاب ابر پریشان سحاب کیا ہوگا

نہین ہی کچھ دل سوزان کو خوف دوزخ کا
سمندر آگ مین گر کر کباب کیا ہوگا

ملی گی پیر مغان سی ضرور کم و بیش
در سخی سی گدا کو جواب کیا ہوگا

بری ہین تہمت افشا سی رازدار تری
بیان گنگ سی احوال خواب کیا ہوگا

گھڑی گھڑی کی خبر تھا جو دل سی جاتی ہی
جو خط کا وہ نہ لکھین گی جواب کیا ہوگا

مجھی تو منع کری آپ پئی واعظ
اوسی نہین تو مجھی اجتناب کیا ہوگا

تہ نقاب وہ رخ آفتاب محشر ہے
کھلی جو یار کی منہ نقاب کیا ہوگا

تڑپ کی بعد فنا ہونگی خلد مین داخل
لحد مین ہم تڑپنی کی عذاب کیا ہوگا

غلط ہی یہ کہ خط اوس روی صفا پر نکلا
وصال شپرہ و آفتاب کیا ہوگا

ازل کی روز ملی ہی تجھی جو عمر قلیل
تو جیسی دم سی بھی مثل حباب کیا ہوگا

امیدوار عنایت رہینگی کیا عمر تمام
شمر اجکا نہ مین قحط شراب کیا ہوگا

اوس چشم شوخ سی نہ غزالونکی چل سکی
شیروں کا بلکہ نشہ جرأت ہرن رہا

عریاں تنی مین پردہ نقاہت نی رکھہ لیا
پنہاں نظر سی روح کی صورت بدن رہا

پائی نہ ایک قطرہ ملا اسپہ رات دن
پیاسون کا جمگھٹا لب چاہ ذقن رہا

رخصت ہوا وہ مہر تو تا شام صبح سے
اپنی سیاہ خانہ مین سورج گہن رہا

جبتک کہ ہم جیی کبہی بہولی نہ موت کو
تکیہ مین مرتی مرتی ہمارا کفن رہا

اہل وطن سی شوق ملاقات رہ گیا
موت آئی جب قریب ہمارا وطن رہا

ٹکڑی اوڑائی دست جنون نی برنگ گل
تا بات کبہی نہ تن مین مری پیرہن رہا

ای عشق زلف تجہہ سی ہی نقصان کیا کیا
ہر روز کچہہ نہ کچہہ تری سودی مین بن رہا

ہم دل سی ہم سخن رہی دل ہمسی ہم سخن
خلوت مین بہی مکالمہ انجمن رہا

دونون کو ہی زوال یہان حسن ہو کہ عشق
شیرین رہی نہ ولولہ کوہکن رہا

وقت سخن جو بی دمی اونکی کہل سکے
اہل سخن کو کچہہ نہ مقام سخن رہا

مشتاق مرگ کون ہی مجہسا جہان مین
باندہی ہوی مین سر پہ ہمیشہ کفن رہا

جنت مین قصر لعل و زمرد ملی اسیر
اسوجہ سی کہ عشق حسین حسن رہا

جہکایا سر ہوا رتبہ میسر ہمکو عابد کا
کمان تیغ شیر قاتل پہ ہوا محراب مسجد کا

وہ طائر ہون کہ ہی بالکل طریقہ مجہمین عابد کا
نشیمن ہی منارہ آشیان گنبد ہی مسجد کا

نہ ہوا آزردہ سیر گل کو آیا مین جو گلشن مین
بہت مشتاق تہا ای عندلیبو تازہ وارد کا

شناہی ہیرت تو شاہد ہی وہ حسن وخوبی مین
چلون تیل سکندر مین بدل کر بہیس قاصد کا

ضیا چاہی تو دل مین حرص دنیا کو نہ آنی دی
چراغ ایسا نہ ہو یہ سگ دنیا لیجای مسجد کا

اوٹھاتی ہو عبث تم ورد تعویذ پر سنبل پر
کبھی بل کی حضور طرۂ پرخم نہین لیتا

کیا بیقدر ایسا دور در چشم ساقی سے
کہ کوئی کوڑیون کی مول جام جم نہین لیتا

کہان تک سہہ ہجر کی راتین عیان روز قیامت ہو
کبھی ایسا حرارہ نیر اعظم نہین لیتا

مری جنت مین جا بیٹھی فرشتی کیون ہین حیرت مین
ذرا سوچین تو کیا مین ترکہ آدم نہین لیتا

وہ زخمی ہون کہ عادت ہی مجھی ایذا اوٹھانے کی
سوائی مشک زخمون کی لیپ مرہم نہین لیتا

یہ نفرت وصل سی وہ طفل رکھتا ہی کہ وہ مجھ سے
جو دیتا ہی کوئی بادام اوسی توام نہین لیتا

بڑی ہی وہ مرد مین چلتی ہین جو میدان اے تقدیر
یہان کس روز ٹھوکر توسن رستم نہین لیتا

ترا چھلا جو پایا ہی دماغ اسدرجہ عالی ہے
سلیمان نذر دیتی ہین تو مین خاتم نہین لیتا

نمول کو غنیمت جان منعم غیر جاری کر
زمانہ کروٹین لیتا ہی پر سر دم نہین لیتا

اسیر اوسکی گلی مین کیون نجاؤن ڈر کر گھر سی
دل بیتاب پہلو مین قرار اکدم نہین لیتا

وہ رحم دل ہون غیر مرا حال ہو گیا
کانٹا کبھی جو راہ مین پامال ہو گیا

جسدم عیان وہ کودک قوال ہو گیا
محفل مین صوفیون کا عجب حال ہو گیا

صد شکر آج شام سی آیا وہ ماہ وش
تابان ہمارا کوکب اقبال ہو گیا

اونچی یہ ربط قاتل و مقتول کا ہی رنگ
دامان زخم تیغ کا رومال ہو گیا

اوس مہ کو میری پاس جو دیکھا دم سحر
غصے سی آفتاب کا منہ لال ہو گیا

ممکن نہین ہی اب کہ مری بھی پڑھ سکین
ایسا سیاہ نامۂ اعمال ہو گیا

سر رکھ کی پانو یار پہ دریا مین اسقدر
گرداب بحر حلقۂ خلخال ہو گیا

ذرا اور ساتھیون کا رہ عشق مین ہی کیا
دل ساعزیز جان کا جنجال ہو گیا

مکان یار بنا جب کہا فرشتون نی
زمین یہ عرش معلی کا یہ جواب بنا

جو یاد گوہر دندان مین ہم ہوی گریان
گرا جو آنکھہ سی آنسو دُر خوشاب بنا

سوای سیل حوادث ہی عالم دنیا مین
نہ ایکدم کو مکان صورت حباب بنا

رہا جو بعد فنا اشتیاق بادہ کشی
اسیر خاک سی میری خم شراب بنا

طاعت مین دہیان ہی کسی قد دراز کا
اغلب یہی ہی رکن ہماری نماز کا

کشتہ ہون لیکہ یار کی قد دراز کا
سایہ مری مزار پہ ہی سرو ناز کا

توپین برج توپ کی گولی ہین مہر و ماہ
ہی چرخ پر گمان ہمین جنگی جہاز کا

مسجد کو میکدی سی نہ زاہد بلا مجھے
تعجیل کیا ہی وقت تو آئی نماز کا

فرقت مین یون مرون کہ نہو سوت کو خبر
ایسا خیال ہی مجھی اخفای راز کا

یاردن سی کہدو گہر کو چلی جائین بعد دفن
تخلیہ ہو کہ وقت ہی راز و نیاز کا

منظور ہو مثال تو طوبی سی دون مثال [?]
مضمون بلند چاہیی قد دراز کا

محشر مین کس نشان سی الہی ہون دادخواہ
کشتہ ہون تیر غمزہ و شمشیر ناز کا

محمود کو ہی کیا دل گم گشتہ کی تلاش
چہانی تو جا کی کوچہ گیسوی ایاز کا

عالم مین ہو خزان [?] ہو جو دریای معصیت
کوثر تلک نہ تر ہو مری جانماز کا

زنجیر و طوق موم کی صورت پگہل گئی
اللہ ری سوز نالۂ آہن گداز کا

ہر دم اوترلی چرخ کا کو ٹہی [?] پہ کیا سبب
کچہہ دہیان ہی جہان کی نشیب و فراز کا

دل صاف اگر نہین تو عبادت سی کیا حصول
طاہر ضرور چاہیی جامہ نماز کا

کیا آشنا ہی اہل صفا ہو جہان زشت
بد شکل قدردان نہین آئینہ ساز کا

وہ ماہ چہرہ تو ہی کہ تیری تلاش میں
گردون پہ قطب کوکب سیارہ ہوگیا

اوجھل نگاہ سے نہیں ہوتا ہی ایک دم
گویا آئینہ مصاحب سدکار ہوگیا

وحشت میں مجکو کیا ہی سواری کی احتیاج
اوٹھا جو گردباد ہوادار ہوگیا

چمکا یہ تیری رنگ طلائی سے اے صنم
سونے کا تار رشتۂ زنار ہوگیا

فالج کا مادہ ہی مگر بار عشق سے
جس پر گرا وہ جسم سے بیکار ہوگیا

پیری میں دور ہوگئی سب غفلت شباب
سویا میں شب کو صبح کو بیدار ہوگیا

اوس چشم سرمگین سے محبت ہوئی اسیر
کاجل کی کوٹھری میں گرفتار ہوگیا

سینے کا چاک چاک در یار ہوگیا
رخنہ جگر کا رخنۂ دیوار ہوگیا

آخر رہ جنون میں یہ میں زار ہوگیا
ذرہ بدن پہ کوہ گران بار ہوگیا

قید آئینہ میں عکس تن زار ہوگیا
جوہر کی سلسلہ میں گرفتار ہوگیا

نقصان کیا ہوا جو کیا تم نے در کو بند
داخل میں گھر میں بہانہ کی دیوار ہوگیا

اللہ رے شوق خط بھی نہ بھیجا گیا تمام
قاصد کمر کو باندھ کی طیار ہوگیا

ہائی کس طرح جئیں جب ملا خلعت حیات
زخم گلو گلی کا مری ہار ہوگیا

ہوتی نہیں دعا و دوا کوئی کارگر
ثابت نہیں کہ کیا مجھے آزار ہوگیا

آئی پسند دل کو جو حیدر کی پیروی
مومن میں توڑ کر بت پندار ہوگیا

دل تھا جو آئینہ اثر عشق زلف سے
تاریک مثل روی گنہگار ہوگیا

آمد سے کسکی ہی یہ گل افشان چراغ گور
پھولوں کا میری خاک پر انبار ہوگیا

گلدام بن گیا تری زلف رسا کا دام
پرداغ دل مرا جو گرفتار ہوگیا

بسان شمع کل تک دل مزاجنی جلا یا تہا
وہی گل آج پروانہ ہی میری شمع مدفن کا

وہی دل زندہ ہی چہیڑی جسی سو بی مزہ اوسکا
گہڑی کی زندگانی جس طرح جلنا ہی معدن کا

کسی کو بیچ مین دیکہا دل اپنا رحم سے ٹوٹا
نشان گرداب دریا تنگ ہی ہمکو فلاخن کا

کرٹی جو ہین کڑاین چاہیئی اون سی ضرور پرہیز اول
کہ آہن ہی جہان مین ٹالنا ممکن ہی آہن کا

اثر جس مین نصیحت کا نہو محنت ہی ضائع ہی
دباغت سخت دل کی کوٹنا ہی سرد آہن کا

سمونکی تیاپونکو کیون نہ کہیئے مردم آبلے
قدم دریا ہی شل اسپ کشتی اوسکی توسن کا

مین پروانہ ہون اوسکا جس جگہہ ہی نور کی صورت
بجہا دیتا ہی دل میرا بجہانا شمع روشن کا

تماشا ہی بہار تیرہ بختی بعد مرگ اپنے
چراغان لحد یا تختہ ہی گلہای سوسن کا

جو نبدشش صاف ہو معنی سمجہہ مین سکی آتی ہین
کہ پڑہنا کم سوادون سی ہی ممکن ہی وہی روشن کا

سوائی درس فہمایش جاہل سی کیا حاصل
گرفتار مصیبت ہی معلم طفل کودن کا

اسیر اہل جہان کیونکر دلی سمجہی نہ گردون کو
کوئی دانہ نہین ملتا کسی کو مہ کی خرمن کا

ہوگیا جزو بدن جائیگا اب کیا سودا
مرتے دم تک آنکہون مین ہی دلمین سویدا

عاشق زلف ہون جکڑو نہ سلاسل مین مجہے
یہ جنون کوئی جنون ہی نہ یہ سودا سودا

بوسہ مانگا لب شیرین کا وہ جب تلخ ہوا
تیغ ہی کڑوا ہی بہشت رہ خدا کا سودا

تنگ آیا ہون بہشت شہر کی آبادی سی
لیچلے کاش مجہی جانب صحرا سودا

لی کی دل یار نی بوسہ جو دیا سمجہا مین
سستی ہو لون مجہی ہاتہ آگیا سستا سودا

چار اخلاط مین اندوہ و غم و رنج و الم
خون بلغم ہی مری تن مین نہ صفرا سودا

حسن کا جنس گران نقد دو عالم کم وزن
نہ بنی کا نہ بنیگا نہ بنی گا سو د ا

قصد او ٹہنی کا تو تھا اوسکو ہماری پاس سی
چار آنکھیں ہوگئیں زانو بدل کر رہ گیا

گرمی خورشید روی یار کا دیکھو اثر
برف کی مانند آئینہ پگھل کر رہ گیا

لب نی کی سعجز نمائی کیا ہچ گئی وقت جان
سحر مجھپر نرگس جادو کا چل کر رہ گیا

گریہ مجنون سے خاک نجد ای لیلی تھی گل
خیر گذری پاؤن ناقی کا پھسل کر رہ گیا

کام کیا وحشت مین ای گرمی داغ فراق
تن پر اولی کی طرح پتھر پگھل کر رہ گیا

کیسی کیسی گل تر انکی جو بر سے مرجھا گیے
بیا بیا اس چمن کا ہاتھ مل کر رہ گیا

جم گیا گیا رنگ غربت سیانسی نکلی نہ تیغ
آستین سی ہاتھ قاتل کا نکل کر رہ گیا

جسم خاکی پھر نہ نکلا گور مین جا کر اسیر
کیا کہون کسطرح سایہ بھی مین ڈھل کر رہ گیا

زبان خاموش رکھتا ہی دل قابو ہو نہ تیر درد کا
حقیقت مین ہی زنگ کا وان جا سوسن نہ زن کا

وہ ہون راحت رسان خلق مر کر بھی جسم اپنی
چراغ اگر کوئی مفلس اوٹھا لیجا ہی مدفن کا

معاذ اللہ کیا زخم زبان خلق کاری ہے
نکلی شمشیر مین سا ہی کاٹ ہی شمشیر آہن کا

کسی لعل مسی آلود کی تعریف لکھتے ہین
دوات اپنی قلمدان مین ہی گویا پھول سوسن کا

نہین ای چرخ بعد مرگ محتاج تماشا سیایہ کو
کہ مدفن کو مری کافی ہی سایہ نخل مدفن کا

نہین عریانی وحشت مین فکر پیرہن لیکن
کبھی آنکھین جو رولی ہین خیال آتا ہی دامن کا

خدا وندا ہمین بھی دیدہ احول عنایت کر
نکر دیکھتا سنظور ہی اوس رو دمی رد فرخن کا

خیال زلف ہی کیونکر مری آنکھوں نہیں نیند آئی
کہ رستہ بند کر دیتا ہی کھٹکا راہزن کا

اجلا کو نہ آیا رحم میری ناتوانی پر
کہ مٹی دیکی تا حق بوجھ ڈالا اسکی گردن کا

اودھر بھی بیا اسکی شدت لو مری بھی سیا تیغ کی تیت
ترا خنجر سے پیا سا خون کا میں پیا آہن کا

کشتہ غمزۂ اہل جہاں نے کیا مجھے
سختی سی جو کھینچا مجھی شمشیر ہو گیا

دولت ہماری ہاتھ جو آئی تو نام کو
مٹی بگڑ کی نسخۂ اکسیر ہو گیا

گھونٹا گلا جنون میں گریبان کی طوق نے
دامن لپٹ کی پاؤں میں زنجیر ہو گیا

روز ازل ہی قسمت عالم میں تھی زوال
کس دن جوان تھا کہ فلک پیر ہو گیا

پہنچا جو اوس گلی میں مرا مرغ نامہ بر
بے حس بہ رنگ طائر تصویر ہو گیا

خال عذار یار سی کیونکر عجب نہ ہو
ہندو کا گھر بہشت میں تعمیر ہو گیا

آئی نماز شام میں کیوں ہمنی دیر کی
دروازہ سقف وش کا تحجیر ہو گیا

کی یار نے جو غیر کے جانب نگاہ لطف
اپنی جگر سے پار یہاں تیر ہو گیا

پائی نجات رحمت تدبیر سے چھٹا
اچھا رہا جو قائل تقدیر ہو گیا

لی یار کب چمن میں معطر ہوا دماغ
سونگھا جو پھول کو گل تصویر ہو گیا

برباد جب جنون لی کیے سیکڑوں مکان
آباد ایک خانۂ زنجیر ہو گیا

گردن پہ کیوں وبال لیا سر کو کاٹ کر
تقصیر دار شمع کا گلگیر ہو گیا

خاک شفا وہی کی ہوئی خاک اسی اسیر
جا کر جو ساکن در شبیر ہو گیا

جا سکا پھر نہ میری گھر جو وہ جلانے آیا
رحمت اللہ کی آئی کہ یہ پاسنے آیا

آرزو آنکھوں نکلی نہ کبھی کانوں سکی
نہ خط یار نہ پیغام زبانی آیا

لاکھ ڈھونڈھا دہن تنگ کا نقشہ نہ کھچا
تنگ کیا کیا تری تصویر میں مانی آیا

ہمت عشق سے نے فرہاد سی کھدائی پہاڑ
پیر کی بازؤں میں زور جو اسے لئے آیا

کفر زاعر سی آئینہ رو کا مری زلف نما ہوا
سیر ظلمات کو اسکندر شاہ سنے آیا

کشتۂ غرور اہل جہان نی کیا مجھے ۔۔۔ نخوت سی جو کہا مجھی شمشیر ہو گیا

دولت ہماری ہاتہ جو آئی تو نام کو ۔۔۔ مٹی بگڑ کی نسخۂ اکسیر ہو گیا

گھونٹا گلا جنون مین گریبان کی طوق نی ۔۔۔ دامن لپٹ کی پاؤن مین زنجیر ہو گیا

روز ازل سی قسمت ظالم مین ہی زوال ۔۔۔ کس دن جوان تہا کہ فلک پیر ہو گیا

پہنچا جو اوس گلی مین مرا مرغ نامہ بر ۔۔۔ بجین برنگ طائر تصویر ہو گیا

خال غدار یار سی کیونکر عجب نہ ہو ۔۔۔ ہندو کا گھر بہشت مین تعمیر ہو گیا

آتی نماز شام مین کیون ہنی ویری ۔۔۔ دروازہ سقیفہ وسن کا تعمیر ہو گیا

کی یار نی جو غیر کے جانب نگاہ لطف ۔۔۔ اپنی جگر سے پار یہان تیر ہو گیا

پائی نجات رحمت تدبیر سے چھٹا ۔۔۔ اچھا رہا جو قائل تقدیر ہو گیا

لی یار کب چمن مین معطر ہوا دماغ ۔۔۔ سونگھا جو پھول کو گل تصویر ہو گیا

برباد جب جنون نی کیی سیکڑون مکان ۔۔۔ آباد ایک خانۂ زنجیر ہو گیا

گردن پہ کیون وبال لیا سر کو کاٹ کر ۔۔۔ تقصیر دار شمع کا گلگیر ہو گیا

خاک شفا اوسی کی ہوی خاک اسیر
جا کر جو ساکن در شبیر ہو گیا

جا سکا پھر نہ پیری گھر جو وہ جانے آیا ۔۔۔ رحمت اللہ کی آئی کہ یہہ پانے آیا

آرزو آنکھو نکلی نہ کبھی کانو نکے ۔۔۔ نہ خط یار نہ پیغام زبانے آیا

لا کہہ کو پہنچا دہن تنگ کا نقشہ نہ کھنچا ۔۔۔ تنگ کیا کیا تری تصویر مین مانی آیا

ہمت عشق سے نے فرہاد سی کھدوائی پہاڑ ۔۔۔ پیر کی بازون مین زور جوانی لئے آیا

گذرا سی آئینہ رو کا مری زندان مین ہوا ۔۔۔ سیر ظلمات کو اسکندر شانے آیا

زاہد شراب خوار کدورت ہی بین بری
اوٹھنا زمین تری ہی دشوار گرد کا

سمجھی ہے ہم زمین سی اوٹھا جو گرد باد
چکر مین ڈھیری کسی صحرا نورد کا

کیون کر بچھیگا ظلم سی ترک فلک کا دل
مٹ ہو رہتونکی پائی مگر پاس ہمدرد کا

تختہ مری لحد کا نشانہ بنا ہی
ہو تو کہ دیکھنا جو ہیچی کی فرد کا

برسون پیا ہی آب ملا کر شراب مین
چکھا ہی ہمنی خوب مزہ گرم و سرد کا

جو لوگ زرد ہو گئی تری غم مین مر گئے
جنت مین قصر پائین کی یاقوت زرد کا

بجھ جائی گی تمام جہنم کی نار گرم
جھونکا کوئی چلا جو مری آہ سرد کا

مین کچھ نہین مگر ہی سخن معتبر میرا
سچ ہی کہ نام مرد سی بہتر ہی مرد کا

کشتہ ہون بدعت فلک نیلگون کا مین
پتھر مری مزار پہ ہو لاجورد کا

کیجئی سوال ہی تو دریغ و شش ہے
احسان کیجئی جو گوارا تو مرد کا

بولا وہ شوخ ایسی مریضون کو دیکھکر
سو کہا ہوا یہ نشتر ہی گلہای زرد کا

کس کس کو خاک مین نہ فلک نی ملا دیا
نوشیروان کا ہی نہ پتا یزدجرد کا

پڑتی ہی جان اوس مین ہی اعجاز جس کی
پیدا کری ہین جو وہ کا عذر کی فرد کا

ممکن نہین کہ ہمکو زمانہ دبا سکے
رستم سی زال قصد کری کیا نبرد کا

جبتک نصیب فرقت جانان ہی اسیر
دیوان سوا لعین بنا میر درد کا

ہر خاکسار صاحب توقیر ہو گیا
پارہ ہوا جو خاک تو اکسیر ہو گیا

زندان خیال زلف گرہ گیر ہو گیا
زنجیر ہمکو سایۂ زنجیر ہو گیا

سر حمین نہ کی تھی کہ نخچیر ہو گیا

ازل کی روز سی ہمکو خدا نی مست کیا
خراب بادۂ پیمانۂ الست کیا

وو تیری نرگس مستوں ہی صاحب تاثیر
کہ اک نگاہ میں زاہد کو مے پرست کیا

وو مست تہا کہ میں مر گیا میری قاتل لے
سر بریدہ کو قندیل وار لست کیا

جو تیری بزم میں بیٹھا وہ کوئی اٹھتا ہی
ببیدلی ہی تمامی سی عزم جست کیا

فراق نرگس جاناں میں جنگلی جو خدا
تو خلق نی مجھی مشہور فاقہ مست کیا

بلا سی ایسی جو برخاست ہو گیا دربار
ہمیں تو اوسی اشارہ نی لست کیا

وہ بادہ کش ہوں کہ رو رو شراب سو ساتے
بکار میں سحاب سیاہ مست کیا

فلک کا قصد تہا پائی جگہ زمیں کی تلے
اجل نی حوصلہ کیا سرکشوں کا پست کیا

خدا کو بہی ہی طمع ناگوار رندوں کی
سوال جسی کیا اوسکو تہی دست کیا

ہوا حریص کو جز خاک گور کیا حاصل
عبث تمام زمانی کا بندوبست کیا

زمیں پہ بیٹھا ہوں تو تحت الثری میں ہم
زیادہ مجھ سے ہی طالع کو میری پست کیا

عبث ہیں تری مالکی مچھلیاں بیتاب
کہ دیکھ کر جو کیسو کماں شست کیا

ہوئی جو مسیت تو آیا خیال مستی دوست
جو دی کی ترک نی ہمکو خدا پرست کیا

عشوں کی جوش میں سیلاسکی چلی ہم حال
کبہی جو فطرتی بلند و پست کیا

رہا ہوں میں بطر رنگ لی تباہ سی دہر
سرو ورق نہ ہی جو شکست کیا

ہوا ہی ربط کسی کو جہاں میں رب سے کبہی
اسیر ہم ہی وفا وعدۂ الست کیا

مصرع ہو گئی لب کی میری آہ سرد کا
مضمون بندہ گیا ہی پہلو سی درد کا

رکتی ہیں خاکسار تلوں سی اختر
سایہ ہی ایک پیرہن حسن زرد کا

بہار باغ کی مستی اسیر اپنی زبادہ کی
کہلا جو گل ہوا ساغر شراب ارغوانی کا

کہان شہرہ نہین عالم مین خوش بیانی کا
فنا کی زا ایک گل ہی مری باغ معانی کا

تلاشی مزرع امید ہی وہ ایک پانے کا
کہو ابر کرم سی وقت ہی یہ مہربانی کا

کہا مطلع جو وصف آدم و عالم مین سمجھی ہم
ملا اول ہی بہتر قافیہ مصرع ثانی کا

شناور کو کہان طاقت کہ بحر عشق مین پیری
یہ وہ دریا ہی جس مین ہر جگہہ ہی زور پانی کا

فقط نقصان نہین کچھہ نفع بھی ہی دردفرقت مین
گہٹا یا تن بڑہا یا زور اسنی ناتوانی کا

تہا گر لب تہا کہ ہوتی ایسی آفت مین نہ ہم مضطر
نہین ملتا جو دل اپنا سبب ہی ناتوانی کا

کبہی ہوتی نہ دیدار خدا کی حشر مین قائل
سمجھتی قائل رویت جو مضمون لن ترانی کا

قلم لرزی تری ہاتہو مین رعب حسن سی عشقہ
تری تصویر کہینچین مونہہ ہی کیا بہزاد و مانی کا

عبث ترک فلک کو ہم سی قصد جنگ ہی تہا
اثر نالی مین ہی اپنی درفش کاویانی کا

توقع رکہہ نہ دینداری کی ہرگز اہل دنیا سی
نشان الفاظ مہمل مین نہین ہوتا معانی کا

تری آگی نکہولی آنکہہ غش سی شاہد گل نی
دیا شبنم نی چہینٹا لاکہہ اوسکی مونہہ پہ پانی کا

اوٹہا سکتی نہین دل ہی کسی صورت حسینو سی
یہانتک حال پہنچا ہی ہماری ناتوانی کا

اوٹہون کا حشر کی دن بہی کفن پہنی ہوی گلگون
کرشمہ ہو نہ کسی گل کی لباس زعفرانی کا

الہی خیر ہو مکتب نہ بنجای کہین مقتل
معلم ہی سبق پڑہتی ہین وہ شمشیر جانی کا

اسیر اندیشہ روزی جو رکہتی ہین وہ نادان ہین
کہ ضامن ہی خدا رزق اقامی و ادانی کا

کبہی جو ملک شہادت کا بند و بست کیا
قضا نی خنجر قاتل کو پیش دست کیا

قید سی جسکو نقاہت نی نکلنی نہ دیا

ہوئی جو ہم تو وہ تابوت کی قریب آیا
بدن سی جان جو رخصت ہوئی طبیب آیا

حضور یار جو آئی تو ہی ہی باعث رشک
جو غش سی آیا مین سمجھا مرا رقیب آیا

تپ آئی گی نہ کبھی اب نہ درد سر ہوگا
مری علاج کو جلاد سا طبیب آیا

گیا شباب ہوئی پیر ہی قضا باقی
جو وقت دور تھا ہمسی بہت قریب آیا

تمہاری چشم سی بادام خاک ہو ہمچشم
ازل سی لیکی یہ پھوٹا ہوا نصیب آیا

کسی کا ساتھ مصیبت مین کون دیتا ہی
قفس مین پھول نہ ہمراہ عندلیب آیا

بسیجانہ دست ہوا وہوس سی زاد سفر
ٹھگون نی لوٹ لیا جب وطن قریب آیا

کہو یہ حضرت موسیٰ سی ہم نہین ایسی
تمہین کو غش تو ہم نظارہ کو حبیب آیا

کمال شانی کو تھا شوق کوچۂ گیسو
پہنچ گیا تو بڑی پیچ مین غریب آیا

گئی وہ بزم مین جا کی نصیب پروانہ
چمن کا قصد کیا در عندلیب آیا

زیادہ شب سی بھی ہی اب جہان مین اندھیر
یقین ہی روز قیامت بہت قریب آیا

ہزار حادثہ مین سایہ دار ساتھ مری
قیامت آئی جہان مین بلا نصیب آیا

فرشتہ نزع مین آیا نظر تو سمجھا اپنا
ہوئی حضور سی میری طلب نقیب آیا

دوای زہر فراق آب تیغ کا شربت
ہماری جان کو مین آپ سا ہی طبیب آیا

ملک نی آکی بشارت جنان کی دی مجکو
لی وطن کی خبر قاصد حبیب آیا

یہ کیا سبب نہ جو اب تک دعا قبول ہوئی
ہزار بار زبان پر ہو المجیب آیا

چمن مین تازہ ہوئی گل کھلی ہوائی بہار
اسیر ہم ... فریاد عندلیب آیا

ٹک کی مژگاں لی تیری تیر کو چلنے نہ دیا — نام تلوار کا اور دل سے نکلنے نہ دیا

سر کو بھی نہ دیا اٹھنو نکو سلنے نہ دیا — ضعف لی ایک سی اماں کلنی نہ دیا

تاب نظارۂ معشوق کہاں عاشق کو — عشق لی موسی کو سر طور پہ ملنی نہ دیا

وصل پایا جو مقدر سی تو ناصح یہ ہوا — کہ ہوا کو بھی تری کوچے میں چلنی نہ دیا

جس ال بیں اوگا ہی جو کوئی گل سپید — کاٹ دی ماس لی جڑ یہ پھولنی پھلنی نہ دیا

کیسی مصحف تھی کہ جو چاہ سی نکلی یوسف — چاہ سی اپنی زلیخا کو نکلنے نہ دیا

قصد اٹھنی کا ہم اوس نام سی کیونکر کرلی — اوس مس لی زانو بھی بدلنی نہ دیا

مسطر روی کا کیا دیدۂ تر میں ایسا — لاکھ اوملا یہ کنواں ہمی او ملی نہ دیا

محتسب ہمکو ہوا ضعف ہمارا ساقی — حلم کو ہاتہ یہ رعشی لی سنبھلنی نہ دیا

کچھ عجب چرخ لی امید کیا ہجر کی شب — چاند کیا ایک ستارے کو نکلنی نہ دیا

اوسکی قسمت میں کہاں میوۂ گلزار بہشت — دانۂ گندم ری تیغ کی پہل لی نہ دیا

روی قاتل کا ہیں جی بھر کی نظارہ کرنا — وقعہ اتنا بھی تہ تیغ اجل سے نہ دیا

حسن اک اوس گل عارض کی نہ ہمکو معلوم — رنگ محفل میں کبھی اپی عزل لی نہ دیا

اوڑھ چلی میٹھی ہی آپ مری پہلو سی — دل مضطر کو ذرا تمی سنبھلنی نہ دیا

تپ فرقت سی ہیں کاں سیکای لگا دی — آگ میں حسن پر اپنا کے جلنی نہ دیا

خوش خرامی کا جو آیا اوسیں گلشن میں خیال — کبک رفتار وس کو دو قدم بھی چلنی نہ دیا

کام کیا ہی کہ چلی تا بہ شمشیر میں تم — دو پہر کو بھی ورا آپ لی ڈہلنی نہ دیا

کوچۂ اوس زلف کا تھا بھول بھلیاں شاید — کر کسی طرح مری دلکو نکلنی نہ دیا

طوق کا جرم تہ زنجیر کی تقصیر اسیر

وہ بادہ کش تھا کہ رحمت خدا کی پیر گئی
لحد پہ ابر بہار آ کے شامیانہ ہوا

کبھی جو نالہ کیا اور داغ دل چمکا
ہوائے گرم سے روشن چراغ خانہ ہوا

لگا کی آگ مری بخت بد سے پانی میں
خزانہ حوض کا صندوق کا خزانہ ہوا

دکھا کے خال چھپایا یاسمن نے چاہ ذقن
ملا نہ آب میسر سبب سے دانہ ہوا

خط و ذقن تری گیسو کے ہو تشبیہا
کنوئیں میں بانگ پڑی ہچکی زبانہ ہوا

اسیر وصف لکھی ہیں جبینوں کے
ہر ایک صفحہ دیوان نگار خانہ ہوا

منہ روز حشر بھی نہ دکھانا رقیب کا
پروردگار واسطہ اپنے حبیب کا

بس نگاہ خال ہے روئے حبیب کا
تارا چمک رہا ہے ہمارے نصیب کا

آئی خزاں فسردہ ہوئی گل گئی بہار
طوطی چمن میں بول چکا عندلیب کا

اے تیر آہ ٹوٹ رہیں ابتو کمی نہ کر
ہے آفتاب حشر نشانہ قریب کا

گذرا دل ضعیف حسینوں کی عشق سے
بیمار خستہ عشق ہو کس طبیب کا

معشوق سے ہے شکوہ لی پردگی محبت
دیکھا جمال سب نے خدا کی حبیب کا

پروانہ ہیں ہے عشق کو نالات ہو کے
سنتا ہے راہ زن کوئی نالہ غریب کا

اے مدعی رشک کی خواہش ہے بعد مرگ
کبھی میں سیری آئی نہ مردہ رقیب کا

ہر صبح اٹھ کے پیتے ہیں ہم ساقیا شراب
اختر ہے آفتاب ہمارے نصیب کا

ہر گل کا متہ صبا کی تھا جو سنتی لال آئی
لایا ہے طرفہ رنگ لہو عندلیب کا

خالی نہیں ہے فیض سے تکلیف اغنیا
منتہ مریض ہو تو مصدر طبیب کا

سرگشتہ ہوں نہیں راہ تلاش عمر میں
چکر مرا ہے دائرہ تحجر قریب کا